عروج و زوال کا الٰہی نظام

مولانا محمد تقی امینی

ناظم شعبہ دینیات مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

19058

عروج و زوال کا الٰہی نظام

مولانا محمد تقی امینی

DATA ENTERED

مکی دارالکتب
سرور مارکیٹ، چوک اردو بازار لاہور

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاپی رائٹ بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب	ــــــــ	عروج وزوال کا الٰہی نظام
مصنف	ــــــــ	مولانا محمد تقی امینی
تعداد	ــــــــ	ایک ہزار
صفحات	ــــــــ	184
قیمت	ــــــــ	50 روپے
کمپوزنگ	ــــــــ	فائیو سٹار کمپوزنگ سنٹر اردو بازار لاہور فون 7248126
کاپی پیسٹر	ــــــــ	محمد اجمل گلؒ اردو بازار لاہور فون 7244358
مطبع	ــــــــ	اظہار پرنٹرز اردو بازار لاہور

مکی دارالکتب

سرور مارکیٹ - چوک اردو بازار لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

مقدمہ 17

1۔ انسان کا مقام اور قدرتی انتظام 21

انسان ایک مستقل مخلوق ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی روح ہے
اور اس کی صفات کا پرتو ہے۔ انسان دنیا میں اللہ کا نائب
ہے اور اس کی صفات کا مظہر ہے۔ 22

کائنات کی امانت انسان کے سپرد ہے 24

عہدہ نیابت پر بھیجتے وقت کی چند ہدائتیں 25

پیغمبروں نے سیرت سازی کی فیکٹریاں قائم کیں اور مادی
ترقیات کا رخ بتایا 26

ایک مثال کے ذریعے قدرتی انتظام کی وضاحت 27

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2۔ زندگی کے نفسیاتی مئوثرات 28

فطرت قبول حق کی قوت و استعداد کا نام ہے 28

فطرت کی لغوی تشریح اور محققین کی آراء 29

قوت ملکیہ اور قوت بہیمیہ فطرت کے ماسوا محرکات ہیں 31

کچھ خاصیتیں اور صلاحیتیں بذریعہ وراثت نفوذ کرتی ہیں 31

لفظ شاکلتہ سے استدلال اور لغوی تحقیق۔ 32

محققین و مفسرین کی رائیں 32

قوموں کے آباواجداد کے تذکرہ سے وراثت پر استدلال 33

چند حدیثوں سے وراثت کا ثبوت 34

اجتماعیات کے چند اقتباس 35

انسان ماحول کی تمام چیزوں سے متاثر ہوتا ہے 35

قرآن حکیم سے ماحول کا ثبوت 37

رسول اللہ کی حدیث سے ماحول کا ثبوت 37

فلسفہ اجتماع کے ماہرین کی آراء 37

تربیت کا مقصد ضبط نفس کی طاقت پیدا کرنا اور غلط اثرات سے بچنا ہے 39

تربیت کے ذریعہ اوصاف و خصائص کے استعمال کا رخ بدل سکتا ہے 40

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشق و عادت چھوڑی جا سکتی ہے 41

جسمانی ساخت پر ذہنی ساخت کو قیاس کرنا صحیح نہیں ہے 42

3۔ قائدین کی تربیت اور اوصاف و خصائص 44

قائدین کی تربیت کی دو صورتیں 45

انبیاء کرام کی زندگی میں دونوں کی مثالیں ملتی ہیں 46

قرآن حکیم سے قائدین کی تربیت کا ثبوت قائدین میں کام
اور مقام کی مناسبت سے صلاحیت ہونی چاہئے 48

لفظ حکمت سے صلاحیت پر استدلال 49

تاویل الاحادیث سے صلاحیت پر استدلال 50

فی العلم والجسم سے صلاحیت پر استدلال 51

فنائیت یہ ہے کہ قائدین کے دل و دماغ میں نظریہ حیات
سے عشق سمایا ہوا ہو 52

فنائیت کے چند اثرات جو قائدین کی زندگی میں نمودار
ہونے چاہئیں 53

نہایت اہم اثر یہ ہے کہ تکلیف و مصیبت میں عیش و راحت
کی لذت محسوس کریں 54

عملیت یہ ہے کہ قائدین نظریہ حیات کو بروئے کار لانے کیلئے
سرتاپا عمل بن جائیں 55

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن حکیم اور انبیاء کرام کی زندگی سے عملیت کا ثبوت 56

قائدین کی اخلاقی زندگی نہایت منظم ہونی چاہئے 57

انبیاء کرام کے اخلاق بجائے خود معجزہ اور نبوت کی بڑی دلیل ہوتے ہیں 58

قائدین کو ہر وقت جذبات قابو میں رکھنا چاہئے 59

قوت استدلال و بیان یہ ہے کہ موقع و محل کے لحاظ سے قائدین مخاطب کو سمجھا سکیں 60

قرآن حکیم اور انبیاء کرام کی زندگی سے ثبوت 61

قیادت و دعوت کی راہ کے چند بنیادی اصول 62

4۔ عروج و زوال کی زمین اور اسکی بنیاد 66

عروج یا زوال کی تخم ریزی سب سے پہلے انفس میں ہوتی ہے 67

دنیا ایک باغ ہے جو باغبان خلق خدا کیلئے باغ کو زیادہ مفید بنانے کا اہل ہوگا وہی مستحق ہوگا 68

عروج و بقا کا سنگ بنیاد اخلاق پر رکھا جاتا ہے 69

چند اخلاقی اوصاف کی تفصیل 70

فلسفہ تاریخ و اجتماعیات کے دو مشہور استادوں کی رائیں 70

دو قوموں کی مثالیں 71

قرآنی اخلاق کی بنیادی عالمگیر افادیت اور عمومی رحمت پر ہے 72

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زوال کی بنیاد بداخلاقی پر رکھی جاتی ہے 73

قوموں کی تاریخ سے اس کا ثبوت 74

ایک شبہ کا ازالہ 75

5۔ انتخاب فطری اور بقاء اصلح 76

نظریۂ بقاء اصلح کی اجمالی تشریح 76

قوموں کی باہمی مزاحمت و مدافعت کی بدولت نشوو ارتقاء کا

کام جاری رہتا ہے 77

قیام و بقاء کیلئے اخلاقیت کی اعلیٰ پیمانہ پر تنظیم اور مادیت کی

ترقی کا سلسلہ جاری رہنا ضروری ہے 79

چند آیات قرآنی سے اس کا ثبوت 80

قرآن حکیم کی نظر میں اصلح بننے کے لئے صفت عدالت

اصل معیار ہے 81

6۔ اصلح قوم کی تنظیم و ترتیب کے بنیادی اصول 84

تنظیم و تربیت کے بنیادی اصول چار ہیں 85

(ا) ایمان 86

ایمان قلب و ذہن کی خاص کیفیت کا نام ہے 86

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمان قوت و طاقت کا سرچشمہ ہے 86

ایمان کا لازمی نتیجہ محبت و محبوبیت ہے 88

ایمان جان و مال کا سودا ہوتا ہے 89

ایمان کا مدار اور موقوف علیہ ہجرت جہاد اور نصرت ہیں 91

تینوں کی تعریف و تشریح 92

جہاد ایک فطری حقیقت ہے مدافعانہ اور جارحانہ پر تقسیم
کرنے کی ضرورت نہیں ہے 93

جہاد فی سبیل اللہ کی حقیقت اور اس کا مقصد 94

ایک غلط فہمی کا ازالہ اور چند شہادتیں 95

ایمان کے لئے مرکزیت' اطاعت اور اتحاد تینوں ضروری ہیں 97

ایمان کا تقاضا پیہم حرکت اور مسلسل سعی و عمل ہے 98

ایمانی اعمال کی اجمالی فہرست 99

ایمانی زندگی میں قیام صلوۃ و ادائے زکوۃ کو اہمیت
دینے کی وجہ 101

انسانی زندگی پر ایمان کے مجموعی اثرات 101

ایمان کو دل کی گہرائیوں میں اتارنے اور بار آور بنانے کے
لئے تربیت کی ضرورت ہے 103

7۔ عمل صالح 105

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لفظ صالح کی لغوی تحقیق اور چند محاورے 105

قرآن حکیم میں صالح کے مفہوم کی عمومیت کا ثبوت 106

احادیث سے عمومیت کا ثبوت 107

مفسرین کی تصریحات سے عمومیت کا ثبوت 108

قیام و بقا کے لئے عمل صالح کے ذکر میں سیرت کی تشکیل اور
عالمی تصرفات دونوں مراد ہیں 109

قرآن حکیم نے دونوں پر یکساں زور دیا ہے 111

عالمی تصرفات سے متعلق چند آیتیں

عالمی تصرفات سے متعلق رسول اللہ کے چند انتظامات 113

اس سلسلہ میں مفسرین و محققین کی رائیں 114

علامہ ابن تیمیہ کا قول کہ دین کی تکمیل قوت حرب و جہاد
اور مال کے بغیر نہیں ہوسکتی 115

"روبسو" کی فاش غلطی کا ثبوت 116

8۔ تواصی کی لغوی، صرفی اور اصطلاحی تحقیق 117

مادہ وصیت لانے میں نکتہ 118

وصیت کے مادہ میں ذمہ داری اور نگرانی کا مفہوم پایا جاتا ہے 119

تواصی جذبہ و اسپرٹ کے ساتھ ہونی چاہئے 120

رسول اللہ کی بیان کردہ ایک مثال سے جذبہ کی وضاحت 120

19058

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اور مثال کے ذریعہ اسکی وضاحت 121

قومی وطنی اور مذہبی جذبات میں سب سے زیادہ مؤثر جذبہ
مذہبی ہے 122

مذہبی جذبہ ہی بڑی سلطنتوں کے قیام اور تاریخی انقلاب کا
باعث بنا ہے 123

مذہبی جذبہ انسان کی جبلت میں داخل ہے 124

اجتماعیین کے نذدیک مذہب کی ایک وسیع توجیہہ 124

الحق کی لغوی تحقیق 125

زیر بحث الحق کے مفہوم کی تشریح 126

9۔ تواصی بالصبر 127

صبر کی تحقیق اور اس کا استعمال 127

قیام و بقا کے سلسلے میں صبر کا مقام 128

صبر کے مظاہرہ کی شکلیں 129

تواصی بالصبر میں عمل ہمدردی و امداد کے ساتھ زبانی تلقین
مراد ہے 131

10۔ زوال کے بنیادی اصول 133

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

11- شرک و نفاق 134

شرک و نفاق کی حقیقت 134

نفاق کے بارے میں حضرت حذیفہ کے قول کی تشریح 135

شرک و نفاق سے عزم و یقین کی روح فنا ہو جاتی ہے 137

نظم و مرکزیت اور اطاعت و اتحاد کا جذبہ فوت ہو جاتا ہے 137

دل کا استحکام ختم ہو جاتا ہے اور زبان و دل کا رشتہ ٹوٹ جاتا ہے 138

مقصد واضح شکل میں سامنے نہیں رہتا ہے 139

محنت و مشقت کے کام نہیں ہو پاتے ہیں اور باتیں بنا کر مطلب
برآری کی جاتی ہے 140

ذاتی مفاد و اغراض کی غلامی ہو جاتی ہے 141

کچھ لوگ الگ تھلگ رہ کر حالات کی رفتار دیکھتے ہیں اور مخالفین
کا ساتھ دیتے ہیں 142

مذہب کی نمائش دنیا کے لئے ہوتی ہے اور ہر جائز و ناجائز طریقے
سے دنیا حاصل کی جاتی ہے 143

قوت و انبساط اور جدت طبع وغیرہ ختم ہو کر تقلیدی جمود پیدا
ہو جاتا ہے 144

عمل کی جگہ تمنائیں اور آرزوئیں لے لیتی ہیں اور دل کی
روحانیت ختم ہو کر شیطان کا غلبہ ہو جاتا ہے 145

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

12- بے عملی و بدعملی 147

معاصی کے ارتکاب میں آزادی و بے باکی ہوجاتی ہے 147

انسانیت حیوانیت کی سرحد میں داخل ہوجاتی ہے 148

قوم پر یاس وقنوط کی حالت طاری ہوتی ہے اور ذلت انگیز امن پر قناعت کرلیتی ہے۔ 149

توکل اور تقدیر کے غلط مفہوم رواج پاتے ہیں۔ اور قوائے عملی مفلوج بن جاتے ہیں۔ 151

دل کی سختی سے عبرت پذیری کی استعداد ختم ہو جاتی ہے 153

مال و دولت اور زندگی سے محبت کی وجہ سے جدوجہد کی طاقتیں چھن جاتی ہیں 154

علماء میں بھی مال و دولت اور زندگی سے محبت بڑھ جاتی ہے 156

ذہنیت پر پردہ پڑ جاتا ہے اور کھلی ہوئی ترقی کی راہیں سمجھ میں نہیں آتیں ہیں۔ 157

مذہب کے غلط تخیل کی وجہ سے دین اور دنیا کی تقسیم ہو جاتی ہے۔ 157

ایک غلط فہمی کا ازالہ 158

سائنٹیفک دور کا آغاز چودھویں صدی عیسوی سے نہیں بلکہ نزول قرآن کے وقت سے ہوا ہے۔ 159

چند علماء یورپ کی شہادتیں 160

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زوال کے زمانے میں رومن قوم کی حالت	161
زوال کے زمانے میں ایرانیوں کی حالت	163
مسلم حکومت کے زوال پر شاہ ولی اللہ کی بحث	164
عیش پرستی کی ذہنیت ہوتی ہے جو زوال پزیر قوم پر مسلط ہو جاتی ہے	165
باطل پرستی و خود فریبی	167
باطل پرستی و خود فریبی سے بصیرت نفس ختم ہو جاتی ہے	167
نفوس میں انجماد ہو جاتا ہے	168
قوم بحیثیت مجموعی عجائب پرست بن جاتی ہے	169
جرائم کو سمجھنے والے لوگ نہیں رہ جاتے ہیں	169
بدعات اور جراثیم تمدن کو شیطان بقا و ارتقاء کا سبب بنا کر پیش کرتا ہے	170
بے ثباتی و خود غرضی	171
قوم شکوہ سنجی میں مبتلا ہو جاتی ہے اور قسمت کا ماتم کرنے لگتی ہے	171
قومی کام کا ولولہ نہیں باقی رہتا ہے	172
قوم کے جوان اور نوجوان بھی تباہی کا شکار ہو جاتے ہیں	173
جوانی اور بڑھاپے کی ایک نئی تقسیم	174
ماہرین نفسیات کے ایک شبہ کا جواب	175

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

قوموں کے عروج و زوال کا مسئلہ اتنا ہی اہم اور قدیم ہے جتنا کہ خود انسان کا مسئلہ۔ تاریخ عالم پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ "بابل ونینوا" کو آباد کرنے والی قومیں عاد و ثمود جیسی پہاڑوں سے ٹکرانے والی طاقتیں۔ روم و ایران جیسی تہذیب و تمدن کی شمع روشن کرنے والی سلطنتیں اور نہ معلوم کتنی حکومتیں آسمان ترقی پر پہنچیں اور باغ و بہار کا مزہ لوٹنے کے بعد خاک میں مل گئیں۔

اجڑی ہوئی بستیاں ' ظلم کی چکی میں پسنے والی قومیں ' صحراؤں کے بھٹ اور پہاڑوں کے غاروں میں بھی گوشہ عافیت نہ پانے والی آبادیاں اور تمام گمنام و بے بس قومیں جو آج کیڑے مکوڑوں کی طرح زندگی گزار رہی ہیں۔ زبان حال سے شہادت دیتی ہیں کہ ان پر اقبال و فیروزمندی کا دور بھی گزر چکا ہے۔ اور فتح مندی و کامرانی کے بعد ہی انہیں ذلت و نکبت سے دوچار ہونا پڑا۔

عروج و زوال کے بارے میں مسلم قوم کی تاریخ نہایت واضح اور مکمل نمونہ ہے۔ یہ وہ قوم ہے جو اپنے عروج کے زمانے میں طوفان کی طرح اٹھی، بجلی کی طرح چمکی' اور دیکھتے ہی دیکھتے اپنی حکومت و مملکت کی حدیں اتنی وسیع کر لیں کہ سو سال بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ مشرق میں سندھ و چینی ترکستان تک اور مغرب میں ہسپانیہ تک کو اپنے اقتدار میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لے لیا۔ علوم و فنون کی ترقی کے لحاظ سے مدتوں ساری دنیا پر اپنی فوقیت و برتری کا بے داغ سکہ چلایا۔ ذہنی و دماغی اور اخلاقی و مادی ہر لحاظ سے صدیوں ایسی کامیاب حکومت کی کہ اپنے پاور ہاؤس سے پرانی دنیا کے

تینوں براعظم کو روشنی پہنچاتی رہی لیکن زوال کے دور میں اُسی قوم پر فلاکت و ادبار مسلط ہو گیا۔ بازوشل اور دماغ جامد ہو گئے۔ جہادواجتہاد کی طاقت نا پید ہو گئی۔ اور اپنے وطن سے بے وطنی اور وطن میں رہ کر غریب الوطنی پر مجبور ہوئی۔

مغرب میں قلعہء الحمراء و قصر الزہراء اور مشرق میں قلعہء شاہجہانی و تاج محل عروج و زوال کی پوری داستان اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہیں۔ الغرض قوموں کی زندگی میں اسی قسم کا نشیب و فراز اتار چڑھاؤ اور بناؤ بگاڑ ایک لامعلوم زمانہ سے چلا آ رہا ہے۔

ایسی حالت میں یہ سوال خود بخود پیدا ہوتا ہے کہ اس کے پس پشت کچھ قوانین اور اسباب کارفرما ہیں یا یہ محض بخت و اتفاق کا نتیجہ ہے۔ تاریخ کے ہر دور میں مفکروں اور فلسفیوں نے اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کی ہے لیکن شاید یہ کہنا مبالغہ نہ ہو کہ چھ ہزار سال کی مسلسل جستجو بھی انسان کو اس کا اصلی مقام دلانے میں کامیاب نہ ہو سکی۔ اوراس لحاظ سے عروج و زوال کے مسئلے کا حل بھی انسانی مقام کے شایان شان نہ بن سکا۔

کائناتی مسائل کا حل چونکہ اسی ایک مسئلہ پر موقوف ہے۔ اس بنا پر ہدائت الٰہی نے بھی ہر دور میں اس مسئلہ کو مرکز توجہ بنایا۔ اور اس کے نوک پلک درست کرنے میں پورا زور صرف کیا۔ جن لوگوں کے سامنے چھ ہزار سال کی ناکامیوں اور نا مرادیوں کی پوری تاریخ ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ کام کس قدر مشکل ہے۔ اور ہدایت الٰہی کو دخل دینے کی اس میں کتنی ضرورت تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئندہ اوراق میں ہدایت الٰہی کی روشنی میں اسی سوال کا جواب اور اسی مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ مسئلہ جس قدر تفصیل طلب ہے مجھے اعتراف ہے کہ اتنی تفصیل اس کتابچہ میں نہیں بیان ہو سکی ہے پھر بھی موضوع کے مبادیات اور اساس کی ایک حد تک تفصیل آگئی ہے۔ بحث کی طوالت سے اس بنا پر گریز کیا گیا ہے کہ کتاب لکھنے کا مقصد صرف یہ نہ تھا کہ علمی ذخیرہ میں مزید ایک اور کتاب کا اضافہ ہو جائے۔ بلکہ یہ تھا کہ زیادہ سے زیادہ پڑھی جائے۔ اور مخلق خدا کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے اس راہ میں ایک اور رکاوٹ کتاب کی ضخامت بھی سمجھی جاتی ہے۔ حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ اپنی طرف سے یہ رکاوٹ نہ پیدا ہو۔

کتاب میں پہلے انسان کی حقیقت سے پردہ اٹھایا گیا ہے کہ جب تک انسان کو اس کا صحیح مقام نہ معلوم ہو' عروج و زوال کے کردار سے واقفیت دشوار ہے' زندگی کے نفسیاتی مؤثرات اور قائدین کے خصائص وغیرہ کی بحث بھی بقدر ضرورت آگئی ہے کہ اس کے بغیر اصل مسئلہ کی گہرائی تک پہنچنا اور سیاق و سباق سے واقفیت ہونا تقریباً" دشوار تھا۔ ان مباحث میں مؤلف کو کہاں تک کامیابی حاصل ہوئی ہے اس کا فیصلہ قارئین کرام ہی کر سکتے ہیں البتہ اس کا اہتمام کیا گیا ہے کہ ہر بحث کی بنیاد ہدایت الٰہی کی آخری کتاب مقدس (قرآن حکیم) ہی پر استوار ہو۔ نیز یہ کہ کوئی بات بغیر معتبر سند کے نہ پیش کی جائے اس سلسلہ میں توضیح و تشریح کی حد تک دوسرے مصنفین کی علمی کتابوں سے بھی مدد لی گئی ہے۔ ان سب کا ممنون احسان ہوں۔

ناسپاسی ہو گی اگر ندوۃ المصنفین اور اس کے بانی کا شکریہ ادا نہ کروں۔ اس نازک اور مشکل وقت میں یہ علمی و مذہبی ادارہ اگر با کمال حوصلہ کتاب کی اشاعت کے لئے تیار نہ ہوتا تو پھر بظاہر یہ کوشش بروئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب

www.KitaboSunnat.com

کار نہیں آ سکتی تھی۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان سب محسنوں کو جزائے خیر عطا فرمائے اور میری اس ناچیز سعی کو شرفِ قبولیت بخشے۔ آمین۔

محمد تقی امینی کان اللہ لہ
۲۴ شوال المکرم ۱۳۷۸ھ مطابق ۳ مئی ۱۹۵۹ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان کا مقام اور قدرتی انتظام

تاریخ کے ہر دور میں مشرق و مغرب کے فلسفیوں نے انسان کے بارے میں طبع آزمائی کی ہے۔ کسی نے خارجی دنیا کو سمجھ کر انسان کا مقام جاننے کی کوشش کی ہے اور کسی نے داخلی تجربات کو زیادہ اہمیت دی ہے۔ (ہندو یونان کے فلسفی نظریات میں دونوں کی مثالیں ملتی ہیں)

لیکن "وحی الہیٰ" نے جس نگاہ اور بلندی کے ساتھ انسان کو دیکھا ہے اس کا پتہ قدیم و جدید کسی فلسفی کے نظریے میں نہیں ملتا ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم کی نظر میں انسان حیوان کی ترقی یافتہ شکل نہیں ہے۔ (جدید فلسفی ڈارون فرائیڈ وغیرہ انسان کو حیوان کی ترقی یافتہ شکل بتاتے ہیں)

انسان ایک مستقل مخلوق ہے جس میں اللہ کی روح ہے اور اس کی صفات کا پرتو ہے۔

بلکہ وہ مافوق حیوان ایک مستقل مخلوق ہے، جس کے بنانے میں اللہ کا دست خاص مصروف عمل رہا ہے۔

خلقت بیدی ۷۵/۳۸

اپنے ہاتھوں سے میں نے بنایا

اور تسخیری و اخلاقی تمام جواہر جو انسان کے اندر پائے جاتے ہیں وہ حیوانیت کی بتدریج ترقی کا نتیجہ نہیں ہیں۔ بلکہ اس بات کا کرشمہ ہیں کہ اللہ نے اپنی روح اس میں پھونکی ہے۔ اور اپنی صفات کا پرتو اس میں ڈالا ہے۔

فاذا سویته ونفخت فیه من روحی فقعوا له سٰجدین۔ ۱۵/۲۸

پھر جب میں انسان کو درست کروں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم (فرشتے) سجدہ میں گر پڑو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری جگہ ہے کہ۔

ثم سوٰىه و نفخ فيه من روحه۔ ۹ ر ۳۲

پھر اللہ نے انسان کو درست کیا اور اس میں اپنی روح سے (کچھ) پھونک دیا۔

روح پھونکنے کے ساتھ زندگی کی پرخطر راہوں پر عبور کرنے کے لئے اور نشیب و فراز سے واقفیت کے لئے دیکھنے سننے کی طاقت اور سمجھنے کی صلاحیت بھی بخشی۔

و جعل لكم ا لسمع و ا لا بصارو ا لافئدة ۔ ۹ ر ۳۲

اور تمہارے لئے کان آنکھ اور دل بنا لیا۔

مذکورہ آیتوں کی ترجمانی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی ہے۔

لا اجعل من خلقته بيدى و نفخت فيه من ر و حى كمن قلت له كن فكان

جس مخلوق کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اور ان میں اپنی روح پھونکی اس کو مخلوقات کے برابر نہ کروں گا جس کو میں نے لفظ کن سے بنایا

انسان دنیا میں اللہ تعالیٰ کا نائب ہے اور اس کی صفات کا مظہر ہے

دنیا میں انسان کو اللہ تعالی نے اپنا نائب (خلیفہ) اور اپنی صفات کا مظہر بنایا

انى جاعل فى الارض خليفته۔ ۳۰ ر ۱

میں زمین پر اپنا نائب مقرر کر رہا ہوں۔

نیز تمام مظاہر قدرت سے اس کو افضل قرار دیا۔

و لقد كر منا بنى ا د م ۷۰/۱۷

ہم نے انسان کو معزز بنایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نیابت کی ذمہ داری سنبھالنے کے لئے حسب ذیل انتظامات کئے۔

۱۔ صلاحیتیں دیں جن میں مادی و روحانی تنظیمی و تخلیقی ہمہ قسم کی صلاحیتیں شامل ہیں۔

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ۴/۹۵

و علم ادم الاسماء کلھا۔ ۳۱/۱

ہم نے انسان کو بہترین پیمانہ پر پیدا کیا۔ اور آدم کو الاسماء کا علم سکھایا۔

مفسرین نے "الاسماء" کے مختلف معنی بیان کئے ہیں۔ ان میں زیادہ مناسب "حقائق اشیاء" کا علم ہے۔ (۱) علم سے اس موقع پر اجمالی علم مراد ہے۔ جس سے صلاحیت کی طرف اشارہ ہے۔

علما" اجمالیا و لیس المراد العلم التفصیلی۔ (۲)

اجمالی علم تفصیلی علم مراد نہیں ہے۔

۲۔ مقابلہ کے امتحان میں کامیاب بنایا۔

فلما انباء ھم باسماء ھم ۳۱/۲

پھر جب آدم نے انہیں الاسماء سے واقف کر دیا۔

۳۔ کائنات کی ساری چیزیں انسان کے تابع کر دیں۔ (عقل و تجربات کی رہنمائی عطا فرما کر انہیں اپنے تابع بنانے کی اہلیت بخشی)۔

و سخر لکم ما فی السموت و ما فی الارض جمیعا منہ۔ ۴۵/۱۲

اللہ نے آسمان اور زمین کی ساری چیزیں تمہارے تابع فرمان کر دیں

۴۔ جنت میں ٹریننگ کے لئے ایک مدت تک رکھا۔ تاکہ وہاں کے نظام کو اور تعمیر و ترقی کی سکیموں کو اچھی طرح سمجھ کر نیابت کے فرائض انجام دینے کے قابل بن سکے۔ (۳)

و قلنا یادم اسکن انت و زوجک الجنتہ و کلا منھا رغدا حیث شئتما و لا تقربا ھذہ الشجرۃ فتکونا من الظلمین۔ ۳۲/۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے آدم۔ تم میاں بیوی جنت میں سکونت کرو اور فراغت و آزادی کے ساتھ جہاں چاہو کھاؤ پیو' البتہ اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ اپنے آپ پر ظلم کرنے والے ہو گے۔

کائنات کی امانت انسان کے سپرد ہے

اس انتظام و انصرام کے بعد اللہ تعالیٰ نے کائنات کی "امانت" انسان کے سپرد کی اور انسان اس بار کے اٹھانے کے لئے تیار ہو گیا۔ جبکہ دیگر مخلوق نے اپنی عدم صلاحیت کی بنا پر انکار کر دیا تھا۔

انا عرضنا الامانة على السموت والارض والجبال فابين ان يحملنها واشفقن منها وحملها الانسان۔ ۳۳ / ۷۲

ہم نے آسمانوں کے سامنے زمین اور پہاڑوں کے سامنے "امانت" پیش کی۔ ان سب نے ان کے اٹھانے سے انکار کر دیا۔ لیکن انسان نے اس کو برداشت کر لیا۔

مفسرین و مفکرین نے آیت میں عرض امانت سے عہدہ تکلیف مراد لیا ہے۔ (کلمت کا مفہوم عام رکھنے میں کسی اصول کلیہ پر زد نہیں پڑتی ہے بہت سے مفسرین نے اس کی تفسیر مروجہ دعائیہ الفاظ **ربنا ظلمنا انفسنا الخ** سے ہٹ کر **من كلمات الدعاء والاستغفار والتضرع** وغیرہ الفاظ سے کی ہے۔ جس سے کسی قدر مفہوم کی وسعت ثابت ہوتی ہے۔ البتہ ایسی صورت میں **فتاب عليه** کے محل میں دشواری ہوتی ہے جو اس طرح دور کی جا سکتی ہے کہ "اللہ نے آدم پر توجہ فرمائی یعنی لغزش معاف کر کے عہدہ پر تعینات کر دیا۔

غرض کائنات کی چیزیں بطور امانت انسان کے سپرد ہوئی ہیں اور انسان بطور نائب اس پر قابض و متصرف بنا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عہدہ نیابت پر بھیجتے وقت کی چند ہدایتیں

مذکورہ انتظامات کے باوجود نیابت کے مقررہ عہدہ پر بھیجتے وقت اللہ نے بھی درج ذیل بنیادی ہدایتیں کی تھیں۔

(۱) دنیا میں مخالف طاقت (شیطان) کا زور ہو گا۔ (جس کا مظاہرہ جنت میں ٹریننگ کے وقت بھی ہو چکا ہے)۔ اس سے ہوشیار رہنا۔ اور دامن بچا کر کام کرتے رہنا۔ بعضکم لبعض علو۔ ۲/۳۶ ترجمہ:۔ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو۔

(۲) دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا ہے۔ بلکہ ایک وقت مقررہ تک ڈیوٹی دینا ہے۔ اس عرصہ میں وہاں کی چیزوں سے فائدہ اٹھانا لیکن اپنی حیثیت نہ بھولنا۔

ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین۔ ۲/۳۶

اور تمہارے لئے زمین میں ٹھکانہ ہے اور سامان ایک وقت معین تک۔

(۳) چند ابدی حقائق اور نا قابل تغیر اخلاقی قوانین سکھائے جن میں جو ان کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق اپنی حالت درست کر لیں گے' تو میری ملاقات کے وقت انہیں نہ کسی قسم کا خوف ہو گا' اور نہ غم۔ نیز اس کا اندازہ ہو جائے گا کہ انہوں نے نیابت کے فرائض ٹھیک ٹھیک انجام دیے ہیں اور اس کے صلہ میں انہیں جنت (جو دنیا سے کہیں اعلیٰ مقام ہے) میں مستقل سکونت کی اجازت دے دی جائے گی۔

لیکن جو لوگ شیطان کی دشمنی کا شکار ہو جائیں گے۔ اور پیغمبروں کے بتائے ہوئے طریق پر نہ چلیں گے تو ان کا ٹھکانہ دوزخ میں ہو گا۔ جہاں انہیں غفلت شعاری اور عیش کوشی کی سزا ملے گی۔ **فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلا خوف علیہم ولا ھم یحزنون والذین کفروا وکذبوا بایتنا اولئک اصحب النار ھم فیہا خلدون۔** ۲/۳۹۔ ترجمہ:۔ پھر اگر تمہارے پاس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری طرف سے کوئی ہدایت آئے پس جو میری ہدایت پر چلیں گے ان پر نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ غمگین ہوں گے اور جو انکار کریں گے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے وہی دوزخی ہوں گے جو اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

پیغمبروں نے سیرت سازی کی فیکٹریاں قائم کیں اور مادی ترقیات کا رخ بتایا

چنانچہ اس وعدہ کے مطابق مختلف وقتوں میں بہت سے پیغمبر آئے اور تعلیم و تربیت کے ذریعہ انسان کی نیابتی صلاحیتوں کو ابھارتے رہے۔ دعا و استغفار کے کلمات بھی شامل تھے۔ **فتلقی ا د م من ر بہ کلمت فتا ب علیہ۔** ۲/۳۷۔ ترجمہ :۔ پھر آدم نے اپنے رب سے چند کلمات حاصل کئے پھر اس کی توبہ قبول فرمائی۔

(۴) وقتاً فوقتاً میرے پیغمبر آتے رہیں گے اور تعلیم و تربیت کے ذریعے ودیعت کی ہوئی صلاحیت بروئے کار لائیں۔

ان حضرات نے ایک طرف تو سیرت سازی کی فیکٹریاں قائم کیں اور دوسری طرف اپنے معجزات کے ذریعے بعد کی ہونے والی مادی ترقیات کا رخ بتایا اور ان کی نظیریں پیش کیں۔

وقد قیل ان المعجزات تقدم بما یرتقے الیہ الخلیفۃ فی مدی

مادی ترقیات چونکہ انسان کی غیر محدود خواہشوں اور نئی نئی ضرورتوں کی بنا پر بے حد متنوع اور معاشرہ کے ارتقاء کے ساتھ بدلنے والی ہیں۔ اس کے علاوہ پیغمبروں کا یہ منصب نہیں ہے کہ وہ سائنس و طبیعات کے ذریعے کائنات کی نیرنگیوں کی تحقیقات کرتے پھریں۔ جو عقل انسانی کے قابو میں ہیں۔ بلکہ ان کا اصل منصب یہ ہے کہ خود انسان کو اس کے اصل رنگ و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روپ میں پیش کریں۔ اس کی تخلیقی قوتوں کو فطری صداقتوں کی شاہراہ دکھائیں۔ اور فکر و عمل کے صحیح حدود متعین کر کے زندگی میں نظم و ضبط اور صلاحیتیں پیدا کرنے کے اصول سمجھائیں تاکہ وہ نیابتی فرائض کی ٹھیک بجا آوری کر سکے۔ اس بنا پر ان حضرات نے مادیات میں صرف مرکز متعین کرنے پر اکتفاء کیا ہے اور حالات و زمانہ کے تقاضہ کی مناسبت سے عقل و تجربہ کی رہنمائی کو کافی قرار دیا ہے۔

جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے۔

قل انما اعظکم بواحدة ان تقوموا لله مثنیٰ و فرادیٰ ثم تتفکروا۔ ۳۴/۴۶

آپ کہہ دیں کہ میں تمہیں ایک بات سمجھاتا ہوں وہ یہ کہ تم اللہ کے لئے کھڑے ہو جاؤ ایک ایک دو دو اور پھر (عالم کی نیرنگیوں میں) تفکر و تدبر کرو۔

ایک مثال کے ذریعے قدرتی انتظام کی وضاحت

مذکورہ قدرتی انتظام کو اس طرح سمجھا جا سکتا ہے کہ جب نئے شخص کو نئے مقام پر اہم ڈیوٹی سپرد ہوتی ہے تو صلاحیت کے امتحان میں کامیابی حاصل کر لینے کے باوجود اسے باقاعدہ ٹریننگ دی جاتی ہے۔ وہاں کی کیفیات و حالات سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ کام کی نوعیت اور مقام کے نشیب و فراز سے واقف کرایا جاتا ہے۔ ان تمام مرحلوں سے گزارنے کے بعد عہدہ پر بھیجتے وقت بھی چند ہدائتیں دی جاتی ہیں اور حکم و احکام کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔ بہت سی باتوں کی حال و مقام کی مناسبت سے تفصیلات دی جاتی ہیں اور بہت سی باتوں میں متعلقہ افسر کی عقل و بصیرت پر اعتماد کر کے صرف پالیسی کے تعین پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب ہم زندگی کے وہ "مؤثرات" بیان کرتے ہیں جو انسان کی نیابتی صلاحیتوں کے بروئے کار آنے میں مفید یا مضر ثابت ہوتے ہیں۔ نیز ان پر کس قدر کس طرح اور کس حد تک قابو پایا جا سکتا ہے اور انہیں کام میں لایا جا سکتا ہے۔

زندگی کے نفسیاتی مؤثرات

انسانی زندگی کے مسائل حل کرنے اور نیابتی صلاحیتوں کو ابھارنے کے لئے نفسیات کا جاننا بہت ضروری ہے۔ اس کے بغیر صحیح معنوں میں نہ کوئی شخص قومی اور جماعتی مسائل پر بصیرت حاصل کر سکتا ہے نہ قیادت کر سکتا ہے اور نہ ہی تعلیم و تربیت کا ٹھیک انتظام کر سکتا ہے۔

جدید دنیا نے اس علم (نفسیات) کو مستقل شکل دے کر نہایت شاندار تفصیلی بحث کی ہے۔ یہاں اس پر تفصیلی روشنی ڈالنی مشکل ہے۔ البتہ چند بنیادی باتیں ذکر کی جاتی ہیں۔ جن سے زندگی کے مسائل حل کرنے اور عروج و زوال کے اصول سمجھنے میں ایک حد تک مدد ملے گی۔

قرآن حکیم میں ابتدائی اور بنیادی درج ذیل چار "مؤثرات" کا ذکر ملتا ہے۔ (۱) فطرت (۲) وراثت (۳) ماحول اور (۴) تربیت۔ ہر ایک کی تعریف اور کسی قدر تفصیل یہ ہے۔

فطرت

فطرت قبول حق کی قوت و استعداد کا نام ہے۔

قبول حق کی قوت و استعداد کا نام ہے جو پیدائش کے ابتدائی مرحلہ میں ہر فرد کو منجانب اللہ عطا کی جاتی ہے۔ اس کی حیثیت "تخم" کی سمجھنا چاہیے۔ جس طرح تخم میں بالقوۃ نشونما اور درخت بننے کی استعداد موجود ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح فطرت میں نشونمائی اور برگ و باری کی استعداد ہوتی ہے۔

فطرت کے اس مرحلہ میں ہر انسان نیک اور صالح ہوتا ہے۔ نیز زندگی کے ہر موڑ اور موقف پر یہ لائٹ کا کام دیتی ہے۔ البتہ جب دوسرے متوثرات کا غلبہ ہوجاتا ہے تو اس کی روشنی مدھم پڑ جاتی ہے اور زندگی کے احوال میں دوسرے اثرات نمایاں ہو جاتے ہیں۔

قرآن حکیم میں ہے۔

فطرہ اللہ التی فطرالناس علیہا۔

اللہ کی وہ تراش جس پر اس نے لوگوں کو تراشا

حضرت شاہ عبدالقادرؒ نے فطرت کا ترجمہ "تراش" سے کیا ہے۔ دراصل اس "تراش" ہی میں قبول حق کی استعداد بھری گئی ہے۔

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔

ہم نے انسان کو خوب سے خوب اندازے پر پیدا کیا۔

فطرت کی لغوی تشریح اور محققین کی آراء

فطرت کے بارے میں محققین کی تصریحات یہ ہیں۔ لغت حدیث کی مشہور کتاب "مجمع البحار" میں ہے "فطر" کے معنی ایجاد کرنا اور گھڑنا یعنی ایجاد و اختراع کے مرحلہ میں انسان جبلت و طبیعت کی ایسی حالت میں ہوتا ہے کہ قبول دین (حق) کی استعداد اس میں ہوتی ہے۔ (۴)

(Lexxican) کی لغت میں فطرت کی یہ تعریف ہے۔

فطرت بچہ کی وہ نیچرل کانسٹی ٹیوشن ہے جس پر وہ اپنی ماں کے پیٹ میں روحانی لحاظ سے بنایا جاتا ہے۔

محلی ابن حزمؒ نے فطرت کی وہی تعریف کی ہے جو "مجمع البحار" نے کی ہے۔ (۵)

امام غزالی کہتے ہیں۔

"تمام آدمیوں کا جوہر اصل فطرت میں قبول و اصلاح کی لیاقت رکھتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ جسطرح ہر لوہا آئینہ بننے کی صلاحیت رکھتا ہے"۔ (۶)

قاضی بیضاوی" کہتے ہیں۔

انسان فطرت پر لیعنی قبول حق کی قدرت پر پیدا کیا جاتا ہے۔ (۷)

حضرت شاہ ولی اللہ نے فطرت کو انسان کی ظاہری و باطنی خصوصیات پر محمول کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

انسان کی ظاہری خصوصیت اس کا سیدھا جسم دلکش رنگت اور دلربا صورت ہے وہ اس وصف میں اپنی خاص ہیئت کے ساتھ دوسرے حیوانوں سے ممتاز ہے۔ اسی طرح اس کی باطنی خصوصیت سمجھ، بوجھ، عقل، اللہ کی معرفت کی طلب اس کی عبادت کا جذبہ اور زندگی میں انتفاع کی صورتیں وغیرہ اس میں بھر دی گئی ہیں یہ اس کی فطرت ہے۔ (۸)

ایک اور موقع پر شاہ صاحب" تمام انبیاء کی تعلیمات کا خلاصہ طہارت اخبات سماحت اور عدالت میں بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں۔

والحالتہ المرکبتہ منہاتسمی ا لفطرۃ

ان چاروں اوصاف کی ترکیب سے جو حالت بنتی ہے اس کا نام فطرت ہے۔ (۹)

اس بیان سے غالبا" شاہ صاحب کا مقصد فطرت کا مزاج سمجھانا اور فطری خواص و رجحانات کی طرف نشاندہی کرنا ہے۔ کیونکہ یہ حالت اور باطنی خصوصیت اسی قوت و استعداد کا نتیجہ ہے جو فطرت کی تعریف میں گزر چکی ہے۔

علامہ انور شاہ" کشمیری نے فطرت پر نہایت محققانہ بحث کی ہے۔ جس کا خلاصہ وہی ہے جو اوپر مذکور ہو چکا ہے۔ (10)

فلسفیوں نے بھی فطرت پر کافی بحث کی ہے۔ مثلا" "روسو" کے نزدیک انسان فطرتا" نیک پیدا ہوتا ہے۔ "پستانوزی" اپنے دورِ اوّل اور دورِ آخر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اسی کا قائل تھا۔

ان کے علاوہ بعض دوسرے فلسفیوں کے خیالات بھی اسلامی مفکرین کے خیالات سے ملتے جلتے ہیں۔

قوت ملکیہ اور قوت بہیمیہ فطرت کے ماسوا محرکات ہیں۔

یہاں پر یہ بتا دینا ضروری ہے کہ قوت ملکیہ اور قوت بہیمیہ جن کا ذکر حدیثوں میں آتا ہے اور شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے ان پر تفصیلی بحث کی ہے وہ فطرت کے ماسوا نیکی و بدی کے محرکات ہیں۔ اسی طرح ڈاکٹر یانگ Juing نے Persena اور Anima کے نام سے بحث کی ہے وہ قوت ملکیہ اور قوت بہیمیہ سے ملتی جلتی ہے۔ نہ کہ فطرت سے اس وقت یہ دونوں میرے موضوع بحث سے خارج ہیں۔ (۱۱)

(۲) وراثت

کچھ خاصیتیں و صلاحیتیں بذریعہ وراثت نفوذ کرتی ہیں۔

انسان میں کچھ خاصیتیں اور صلاحیتیں بذریعہ وراثت نفوذ کرتی ہیں۔ جو مزاج اور طبیعت میں دخیل ہوتی ہیں۔ اور سیرت سازی میں اثر انداز ہوتی ہیں۔ جس طرح انسان کی ظاہری صورت ابتدا میں بنتے وقت اثر قبول کرتی ہے اسی طرح معنوی صورت بھی اثر قبول کرتی ہے۔ اس مرحلہ میں چونکہ والدین زیادہ قریب ہوتے ہیں اس لئے ان کا اثر زیادہ پڑتا ہے پھر ان کے توسط سے تمام ان لوگوں کا جن کا والدین پر اثر ہوتا ہے۔

قرآن حکم کی درج ذیل آیت میں وراثت کی طرف اشارہ ملتا ہے۔

کل یعمل علی شاکلتہ ۱۷ / ۸۴

ہر کوئی کام کرتا ہے اپنے ڈول پر (۱۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈول ہندی لفظ ہے جس کے معنی ابتدائی صورت' بناوٹ' ڈھانچہ وغیرہ ہیں۔

لفظ شاکلتہ سے استدلال اور لغوی تحقیق۔

"شاکلتہ" عربی میں شاکل کی مؤنث ہے جس کے معنی مثل' نظیر' مشابہت' مسلک' طریقہ' مذہب وغیرہ کے ہیں۔ محاورہ ہے کہ **لست علٰے شکلی و لا علٰے شاکلتی** (۱۳) (تو میرے مسلک اور طریقہ پر نہیں ہے) **فیہ شکلتہ او شاکل من ابیہ** (۱۴) (اس میں اپنے باپ سے مشابہت ہے)۔

امام راغب اصفہانیؒ آیت کے معنی یہ بیان فرماتے ہیں۔

"ہر ایک عمل کرتا ہے اپنے ڈھنگ پر"

ع "ہر کسے آن کند کزو شاید" یعنی اس سجیہ (بناوٹ) پر کہ جس کا تم نے اسے پابند کیا ہے۔ (۱۵)۔

محققین و مفسرین کی آراء

مجاہد نے "شاکلتہ" کی تفسیر "طبیعت" سے کی ہے۔ بعضوں نے وہ عادتیں مراد لی ہیں جن پر انسان کی ترکیب ہوئی ہے۔ **علی ھادتہ التی الفھا** ۔ ابو بکر جصاصؒ نے لائق اور مشابہ کے معنی لئے ہیں۔ (۱۶) مدارج السالکین کی شرح منازل السائرین میں بھی یہ معنی مذکور ہیں۔ (۱۷)

قاضی بیضاوی نے آیت کی تفسیر اس طرح کی ہے۔

ہر آدمی اس طریقہ پر عمل کرتا ہے جو ہدایت و ضلالت میں اس کی حالت کے مشابہ ہوتا ہے۔ اور اس طریقہ پر عمل کرتا ہے جو ہر روح اور مزاج بدن کی حالتوں کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔ (۱۸)

علامہ ابوحیان اندلسی کہتے ہیں۔

"شاکلتہ کے معنی اس طریقے اور روش کے ہیں جو انسان کی فطرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ودیعت کی گئی ہے۔ (۱۹)

فرار نے بھی یہی معنی بیان کیئے ہیں۔ (۲۰)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کہتے ہیں۔

علی شاکلتہ ای طریقتہ التی جبل علیہ (۲۱)

اپنے اس طریقہ پر جس پر اس کی جبلت کی گئی ہے۔

ان تمام تصریحات سے بواسطہ یا بلا واسطہ مذکورہ بالا بیان کی تصدیق ہوتی ہے۔

قوموں کے آباؤ اجداد کے تذکرہ سے وراثت پر استدلال

زیر بحث آیت کے علاوہ قرآن حکیم میں کئی مقام پر بگڑی ہوئی قوموں (یہود نصاریٰ وغیرہ) کے آباؤ اجداد کا تذکرہ ہے۔ جس سے موجودہ لوگوں کی روش پر استدلال کیا گیا ہے۔

اس طریقہ استدلال سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کچھ صلاحیتیں اور خاصیتیں بذریعہ وراثت یقیناً" منتقل ہوئی ہیں جن کا اثر طرز معاشرت رسم و رواج وغیرہ زندگی کے مظاہر پر بھی پڑتا ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر آباؤاجداد کے تذکرہ کے کوئی خاص معنی نہیں رہ جاتے ہیں۔ ذیل کی چند آیتوں میں وراثت کے اثرات کی طرف اشارہ ہے۔

قالوا حسبنا ماوجدنا علیہ اباء نا ۱۰۴ / ۵ - قالو ابل نتبع ما الفینا علیہ اباء نا ۱۰۷ / ۲ - وجدنا اباء نا علی امتہ و انا علی اثارھم مقتدون -

وہ کہتے ہیں ہمیں وہی طریقہ کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم اس طریقہ کی پیروی کریں گے جس پر اپنے بڑے بوڑھوں کو چلتے ہوئے پایا ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین و آئین پر پایا انہیں کے نقش قدم کی ہم اقتداء کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ صحیح ہے کہ مذکورہ آیتوں میں ماحول کے اثرات پر روشنی پڑتی ہے لیکن وراثت کے ثبوت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔

چند حدیثوں سے وراثت کا ثبوت

چند حدیثیں ذکر کی جاتی ہیں۔ جن سے وراثت کا ثبوت ملتا ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

الناس معادن کمعادن الذھب والفضۃ

لوگوں کی مثال کان جیسی ہے سونے اور چاندی کے کانوں کی طرح ان کانوں سے مختلف قسم کے لوگ نکلتے ہیں۔ (۲۲)

یہ تشبیہ نہایت دور رس اور نتیجہ خیز ہے اصلاح و تربیت کے مسائل حل کرنے میں اس سے کافی مدد ملتی ہے۔

الود یتوارث والبغض یتوارث

دوستی اور دشمنی کے نشانات وراثتاً" چلتے ہیں۔ (۲۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار جذبات کے سلسلہ میں لوگوں کی مختلف قسمیں بتائی ہیں۔ اس سے بھی وراثت پر روشنی پڑتی ہے۔ مثلاً" غصہ کے بارے میں آپؐ نے فرمایا۔

(۱) بعض کو جلد غصہ آتا ہے اور جلد ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔
(۲) بعض کو دیر میں غصہ آتا ہے اور دیر میں ٹھنڈا ہوتا ہے۔
(۳) بعض کو دیر میں غصہ آتا ہے اور جلد ٹھنڈا ہوتا ہے۔
(۴) بعض کو جلد غصہ آتا ہے اور دیر میں ٹھنڈا ہوتا ہے۔ (۲۴)

حقوق کی ادائیگی اور فرائض مطالبہ کے بارے میں آپؐ نے فرمایا۔

(۱) بعض ادائیگی میں نرم اور مطالبہ میں سخت ہوتے ہیں۔
(۲) بعض ادائیگی میں برے اور مطالبہ میں نرم ہوتے ہیں۔
(۳) بعض ادائیگی میں اچھے اور مطالبہ میں بھی اچھے ہوتے ہیں۔
(۴) بعض ادائیگی میں برے اور مطالبہ میں بھی برے ہوتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجتماعیات کے چند اقتباس

وراثت کے ثبوت میں اجتماعیات کے چند اقتباس یہ ہیں۔ عملی زندگی کے مؤثرات تین قسم کے ہیں۔

(۱) آباؤ اجداد (گزشتہ سلسلہ خاندان) کا اثر۔

(۲) ماں باپ کا اثر۔

(۳) ملک جغرافیائی حدود آب و ہوا اور گرد و پیش کی چیزوں کا اثر۔

"قوم صرف مادیات میں اپنے اسلاف کی پیروی نہیں کرتی بلکہ وہ ان کے جذبات و احساسات سے بھی متاثر ہوتی ہے"۔

"اخلاق ایک موروثی چیز ہے اور وراثت کو صرف وراثت ہی زائل کر سکتی ہے"۔ (۲۶)

اجتماعیات و نفسیات کے بعض ماہرین نے وراثت کو سب سے زیادہ قوی مؤثر قرار دیا ہے۔ لیکن کسب و ریاضت کا قانون اتنی اہمیت تسلیم کرنے کے واسطے تیار نہیں ہے۔ ان ماہرین کے پاس زیادہ تر وہ تجربے ہیں جو رصد گاہوں میں چوہے، بندر وغیرہ حیوانات پر کئے جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ انسان کے بارے میں ہر موقع پر یہ تجربے کس طرح قطعی اور حتمی قرار دیئے جا سکتے ہیں؟ قرآن حکیم نے انسان کو جس نگاہ اور بلندی کے ساتھ دیکھا ہے تحقیقات کی دنیا کے پاس نہ بلندی ہے اور نہ وہ نگاہ پھر کیسے دونوں میں توازن کی توقع ہو سکتی ہے۔

(۳) ماحول

انسان ماحول کی تمام چیزوں سے متاثر ہوتا ہے۔

انسان شعوری و غیر شعوری طور پر ماحول کی تمام چیزوں سے متاثر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ یہ تاثر مزاج اور طبیعت میں دخیل بن جاتا ہے۔ جس کا اثر اعمال واخلاق میں نمایاں ہونے لگتا ہے۔

ماحول کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) مادی (۲) اجتماعی' مادی ماحول میں زندگی کی ضروریات اور تفریحات داخل ہیں۔ زمین' مکان' باغ' دریا' نہر' چشمہ' فضا اور آب و ہوا وغیرہ۔

اجتماعی ماحول میں تمدن اور مدنیت کو پیدا کرنے والی تمام چیزیں داخل ہیں۔ مدرسہ ۔ تعلیم ۔ اخلاق ۔ اذکار و عقائد ۔ ادب اور فن وغیرہ۔

قرآن حکیم سے ماحول کا ثبوت

مادی ماحول کا ثبوت۔

والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ والذی خبث لا یخرج الا نکدا" ا۔ ۸ ۵ / ۷

جو پاکیزہ شہر ہے وہاں رب کے حکم سے سبزہ نکلتا ہے اور جو خراب ہے اس سے ناقص ہی نکلتا ہے۔

اجتماعی ماحول کا ثبوت

و اذا اردنا ان نھلک قریۃ امرنا مترفیھا ففسقوا فیھا فحق علیھا القول فدمرنھا تدمیرا۔ ۱۶ / ۱۷

جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے مترفین کو حکم تکوینی دیتے ہیں پس وہ نافرمانی میں سرگرم ہو جاتے ہیں جس کی بنا پر عذاب کا قانون ان پر لاگو ہو جاتا ہے اور پھر ہم پاداش عمل میں انہیں ہلاک کر دیتے ہیں۔

آیت میں "مترفین" سے تمام وہ لوگ مراد ہیں جن کا عوام پر اثر پڑتا ہے خواہ وہ مذہبی و سیاسی لیڈر ہوں یا سرمایہ دار و خوشحال لوگ ہوں۔ عوامی مقبولیت کی وجہ سے ترتیب و اصلاح کے مخاطب اولین ہمیشہ یہی لوگ رہے ہیں۔ اور اپنے مفاد کی وجہ سے اس راہ میں رکاوٹیں بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے ہی پیدا کی ہیں۔

رسول اللہ کی حدیث سے ماحول کا ثبوت

رسول اللہ کی حدیث سے مادی ماحول کا ثبوت۔

ان اللہخلق ادم من قبضتہقبضھا من جمیع الارض فجاءبنو ادم علی قدر الا رض فجاء منہم الاحمر و الا بیضوالا سود و بین ذلک و السھلوالحزن و الخبیث و الطیبمن سکن البادیہ جفا(۲۷)

اللہ نے دنیا کے ہر حصہ سے مٹھی بھر خاک لی اور اس سے آدم کو پیدا کیا، اس لئے انسان زمین کے اختلاف سے رنگ اور مختلف اخلاق کے پیدا ہوئے۔ بعض، سرخ، بعض سفید بعض سیاہ اور بعض متوسط درجے کے اسی طرح بعض نرم مزاج بعض سخت مزاج بعض اچھے اور بعض برے۔ جس نے دیہات میں سکونت اختیار کی اس میں سختی آ گئی۔

رسول اللہ کی حدیث سے اجتماعی ماحول کا ثبوت

کل مولود یولدعلی الفطرۃ فا بواہ یھودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ۔ (۲۸)

ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین (ماحول) یہودی، نصرانی اور مجوسی بنا ڈالتے ہیں۔ (۲۸)

فلسفہ اجتماع کے ماہرین کی آراء

ماحول کے اثرات کے بارے میں فلسفہ اجتماع کے ماہرین کے چند اقتباس درج ہیں۔

ابن خلدون کہتے ہیں۔

"انسان کے جسم اور اخلاق پر اقلیم درجہ حرارت آب و ہوا قحط و ارزانی وغیرہ تمام چیزوں کا اثر پڑتا ہے" ....

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تین چیزیں" اجتماع سے الگ ہونے کے باوجود اس پر بہت اثر کرتی ہیں۔ (۱) اقلیم (۲) جغرافیانہ ماحول (۳) مذہب۔ (۲۹)

ڈاکٹر لیبان نے مادی ماحول کو کمتر درجہ کا مؤثر قرار دیتے ہوئے صرف اس صورت میں اثر تسلیم کیا ہے جب کہ قوم اپنے دور تکوین میں ہو اور قدیم موروثی اخلاق کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا ہو۔

البتہ اس نے اجتماعی ماحول کو کافی اہمیت دی ہے۔ مثلاً" مذہب کے بارے میں اس کا خیال ہے کہ۔

تاریخ کے ابتدائی زمانہ سے آج تک ہر نظام حکومت اور ہر نظام تمدن کا سنگ بنیاد مذہبی عقائد کی سطح پر رکھا گیا ہے"۔ ......

مذہب اس سرعت کے ساتھ اخلاق پر اثر ڈالتا ہے کہ اس معاملہ میں عشق کے سوا اور کوئی چیز اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہے۔ (۳۰)

لیبان کے علاوہ قدیم و جدید فلسفیوں (ارسطو' بقراط' ابن سینا' ادیب جاحظ' کندی' مورخ مسعودی' مونیسکو وغیرہ نے مادی ماحول کو کافی اہمیت دی ہے۔ (۳۱)

پستالوری کہتا ہے۔

"ہم نے جہاں تک دیکھا انسان کو اپنے ماحول کے اثر سے بنتے دیکھا۔ (۳۲)

جہاں تک واقعات و مشاہدات کا تعلق ہے' ماحول کا اثر وراثت سے زیادہ قوی معلوم ہوتا ہے حتی کہ وراثت بھی ماحول سے کافی متاثر نظر آتی ہے جن خاصیتوں اور صلاحیتوں کو ہم سمجھتے ہیں کہ وہ بذریعہ وراثت آتی ہیں. اگر ان کی تحلیل کی جائے تو بیشتر حصہ ماحول کا پیدا کردہ دکھائی دے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) تربیت

تربیت کا مقصد ضبط نفس کی طاقت پیدا کرنا اور غلط اثرات سے بچنا ہے۔

حالات و مزاج کے اختلاف کی بنا پر تربیت کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں اس لئے کسی خاص صورت پر بحث کرنی مشکل ہے البتہ اس کے اثرات اور مقصد پر بحث ہو سکتی ہے۔

فلسفیوں نے تربیت کے مختلف مقاصد بیان کئے ہیں۔ مثلاً" افلاطون' ارسطو مونیسکو کے نزدیک ایسے افراد تیار کرنا ہے جو بہترین حکومت مرتب کر سکیں۔ ابن خلدون اور اسپنسر کے نزدیک ایسے اشخاص تیار کرنا ہے جو زندگی اچھی طرح بسر کر سکیں۔

قرآن حکیم کی نظر میں تربیت کی دو قسمیں ہیں۔ (۱)ضبط و نفس اور جذبات و خیالات پر حکومت کرنے کی صلاحیت پیدا ہو۔ (۲)وراثت کے غلط اثرات سے بچنے اور ماحول پر قابو پانے کی ہمت ہونا کہ نیابت کے فرائض ٹھیک انجام دے سکے۔

قرآن حکیم میں تربیت کی بنیاد یہ آیت ہے۔

ھوالذی بعث فی الامیین رسولامنھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم و یعلمھم الکتب والحکمتہ۔ ۲ ر ۲۶

اللہ ہی نے ان پڑھ لوگوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو لوگوں کو اللہ کی آیتیں سناتا ہے کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور ان کو پاک و صاف کر دیتا ہے۔

آیت میں "تزکیہ" سے عقائد و خیالات کی صفائی اور اعمال و اخلاق کی درستی دونوں مراد ہیں۔یعنی غلط نظریات و عقائد سے شیشہ دل اور آئینہ دماغ کی صفائی کر کے صحیح اصول و نظریات ان کی جگہ بٹھائے جائیں۔ اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح برے اخلاق و گندے اعمال سے ہٹا کر اچھے اعمال و عمدہ اخلاق کا خوگر بنایا جائے۔

تربیت کے ذریعہ اوصاف و خصائص کے استعمال کا رخ بدل سکتا ہے

رہی یہ بات کہ تربیت کا اثر کس حد تک ہوتا ہے؟ اس کو فنی اصطلاحات سے ہٹ کر اس طرح سمجھنا چاہئے۔ انسان میں دو قسم کی صفتیں پائی جاتی ہیں۔ (ا)وہ جن کا تعلق مزاج اور طبیعت سے ہے مثلاً" غصہ اور شہوت کی کمی بیشی' ذکاوت و ذہانت کند ذہنی' قوت یادداشت اور معاملہ فہمی وغیرہ۔

یہ صفتیں انسان کی سرشت اور خمیر میں داخل شمار کی جاتی ہیں قدیم اصطلاح میں انہیں جبلت کہا جاتا ہے۔ اور جدید اصطلاح کے مطابق یہ "نفسیاتی بنیادیں" اس قسم کی صفتوں میں تبدیلی تقریباً" ناممکن ہے ایسا نہیں ہو سکتا ہے کہ غصہ اور شہوت کو تربیت کے ذریعہ ختم کر دیا جائے یا کند ذہن کو اعلیٰ قسم کا ذہن بنا دیا جائے البتہ یہ ممکن ہے کہ ان کے استعمال کا رخ پھیر دیا جائے اور ایک حد تک ان میں نکھار پیدا کر دی جائے جس سے مظاہرہ کی شکلیں بدل جائیں۔

رسول اللہؐ کی درج ذیل حدیث میں انہیں صفتوں کی طرف اشارہ ہے۔

اذا سمعتم بجبل زال عن مکانه فصدقوه واذا سمعتم برجل تغیر عن خلقه فلاتصدقوا به فانه یصیر الی ماجبل علیه۔ (۳۴)

جب تم کسی پہاڑ کے بارے میں سنو کہ وہ اپنی جگہ سے ٹل گیا تو صحیح مان لو لیکن کسی انسان کے بارے میں سنو کہ اس کی خصلت بدل گئی تو صحیح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مت مانو کیونکہ بالآخر وہ اپنی جبلت کی طرف پھر لوٹ آئے گا۔
مطلب یہ ہے کہ کوئی جبلی صفت بالکلیہ ختم ہو کر اس کی جگہ دوسری نہیں آ سکتی ہے لیکن اگر ان کے استعمال کا رخ پھر جائے اور مظاہرہ کی شکلیں بدل جائیں تو وہ اس حدیث کے خلاف نہ ہو گا۔

مشق و عادت چھوڑی جا سکتی ہے

(۲) جن کا تعلق مزاج اور طبیعت سے تو نہیں ہے لیکن باربار کرنے سے ایسی مشق و عادت ہو گئی ہے کہ گویا طبیعت ثانیہ بن گئی ہے۔
ایسی صفتیں انسان کی اختیاری ہیں۔ جس طرح قصد و ارادہ سے عادت ڈالی گئی ہے اس طرح جبر و سختی کے ذریعہ عادت چھوڑی جا سکتی ہے۔ (۴۴)
چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درج ذیل فرمان سے یہی حقیقت ثابت ہوتی ہے۔
الناس معادن کمعادن الذھب والفضۃ خیارھم فی الجاھلیۃ خیارھم فی الاسلام اذا فقھوا۔
لوگ سونے اور چاندی کی کانوں کے مثل ہیں۔ جو زمانہ جاہلیت میں اچھے تھے وہ اسلام میں بھی اچھے ہیں۔ جب انہوں نے تفقہ حاصل کیا۔
کلام عرب میں فقہ اور تفقہ کا استعمال عموماً" وہاں ہوتا ہے جہاں قلبی بصیرت اور ضمیر وجدان کی۔ بیداری کے معنی ملحوظ ہوتے ہیں اسی بنا پر قرآن حکیم کی آیت
لھم قلوب لایفقھون بھا۔ ۷/۱۷۹
میں منکرین حق کی اس سمجھ بوجھ سے انکار کیا گیا ہے جس کا تعلق قلب سے ہے۔ (بسا اوقات انسان عقل و خرد کی بلندی پر پہنچنے کے باوجود قلبی بصیرت سے محروم رہتا)۔ اگر تربیت سے اوصاف و خصوصیات کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استعمال میں تبدیلی نہ تسلیم کی جائے۔ تو اذا فقھوا کی قید حدیث میں بے کار ہوتی ہے۔ صحابہ کرامؓ کی زندگی میں رسول اللہ کی تربیت کا جو اثر ظاہر ہوا تھا۔ وہ یہی تھا کہ صلاحیتوں اور خاصیتوں کے استعمال کرنے کے مواقع بدل گئے تھے۔ سوچنے سمجھنے کے ڈھنگ میں تبدیلی ہو گئی تھی۔ ورنہ حضرت عمرؓ اور حضرت خالدؓ وغیرہ وہی تھے جو اسلام سے پہلے تھے۔

مذکورہ بالا تصریحات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ تربیت کا اثر دونوں قسم کی صفتوں میں ظاہر ہوتا ہے پہلی میں استعمال کا رخ پھرتا ہے۔ مظاہرہ کی شکل بدل جاتی ہے اور دوسری میں مشق و عادت چھوٹ جاتی ہے۔

جسمانی ساخت پر ذہنی ساخت کو قیاس کرنا صحیح نہیں ہے

یہاں اس شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ جب جسمانی تربیت سے جسم میں کوئی تبدیلی نہ ہوتی ہو تو ذہنی تربیت سے ذہن میں بھی تبدیلی نہ ہونی چاہئے اس لئے کہ انسان کی ذہنی ساخت قوت ارادی کی بنا پر جسمانی ساخت سے کہیں زیادہ لچکدار اور جذب و انجذاب کو قبول کرنے والی ہے۔ اس کے علاوہ ہم دیکھتے ہیں کہ جسم اپنی سختی اور بے لوچ ہونے کے باوجود جسمانی تربیت سے ایک حد تک سڈول اور خوشنما بن جاتا ہے ایسے ہی جسم کے کسی حصہ کو غلط استعمال کرتے رہنے کی وجہ سے وہ بے ڈول اور کسی قدر بدنما ہو جاتا ہے جب مشق اور عادت سے جسم میں یہ تبدیلی مسلم ہے تو ذہن اور نفس میں ذہنی اور انفسی تربیت سے مذکورہ تبدیلیاں تسلیم کرنے میں کون سی دشواری ہے۔ اصل یہ ہے کہ جب انسان کی ٹھیک تربیت ہوتی ہے تو داخلی و خارجی غلط اثرات کے پردے درمیان سے ہٹ جاتے ہیں۔ اور انسان کا وہ فطری شعور و وجدان بیدار ہو جاتا ہے جو ابتدائی مرحلہ میں ہر انسان کو بلا تفریق منجانب اللہ عطا کیا جاتا ہے۔ اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد اعمال و افعال میں فطری حالت کا مظاہرہ ہونے لگتا ہے۔ لیکن اس کے لئے ایسی قیادت کی ضرورت ہے جو نفسیات کی ماہر ہو اور انسانی مقام و مزاج کی ادا شناس ہو اگلے باب میں ہم قائدین کے اوصاف و خصائص بیان کرتے ہیں۔ جس سے اندازہ ہو سکے گا کہ نیابتی صلاحیتوں کے بیدار کرنے، غلط اثرات پر قابو پانے اور فکر و عمل کی صحیح حد مقرر کرنے کے لئے کس قسم کی قیادت درکار ہے نیز قرآن حکیم نے قیادت کے اہم کام کو کس بلندی سے دیکھا ہے؟

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قائدین کی تربیت اور اوصاف و خصائص

"قائدین" چونکہ روحوں اور دلوں کی بستیاں الٹ کر ان میں ایمان و اعتقاد کی قوت بھرتے ہیں اور ذہنی و اخلاقی استعداد کی تربیت کر کے فکر و عمل کی نئی دنیا بساتے ہیں اس لئے قوم کی روح اور جان دراصل یہی حضرات ہوتے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ جب تک قوم کو صحیح قیادت میسر نہ ہو اس وقت تک نہ اس کی ٹھیک تنظیم و تربیت ہو پاتی ہے' اور نہ ہی وہ نیابت کے مقدس فرائض کی بجاآوری کے قابل بنتی ہے۔

جسطرح گاڑی چلانے کے لئے جب تک تجربہ کار ڈرائیور نہ ہو اس وقت تک نہ اسٹیم (جذبات) کی طاقت منزل مقصود پر پہنچا سکتی ہے اور نہ ہی لائن (فضا) کی درستی و ہمواری کچھ مفید بنتی ہے۔ (اجماعین نے لیڈروں کے اعمال و خصائص پر کافی بحث کی ہے جس کا مطالعہ فائدہ سے خالی نہیں ہے یہاں ہم اس لئے ذکر نہیں کر رہے کہ قرآن حکیم نے جس باریک بینی اور دقیقہ رسی سے کام لے کر اس بحث کو بلندی پر پہنچایا ہے ان کے یہاں اس کا پتہ نہیں چلتا)

قرآن حکیم نے اس سلسلہ میں انبیاء کرام کی زندگی کا نقشہ پیش کیا ہے وہ اپنی معنویت کے لحاظ سے قیادت کے نہایت اونچے مرتبہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے یہاں ہم ان میں سے چند بنیادی باتیں بیان کرتے ہیں۔

وہ چھ ہیں۔

تربیت' صلاحیت' فنائیت' عملیت' اخلاقیت' قوت استدلال و بیان۔ قرآن حکیم کی روشنی میں ہر ایک کی بالترتیب تفصیل حسب ذیل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قائدین کی تربیت کی دو صورتیں

(ا) پہلی تربیت ہے

دوسروں کی تربیت کرنے سے پہلے خود قائدین کی تربیت ہونی ضروری ہے اس کی دو صورتیں ہیں۔

(ا) کسی قائد کی قیادت میں رہ کر انسانی مزاج اور حالات کے نشیب و فراز سے اچھی طرح واقفیت حاصل کی ہو موقع کے لحاظ سے بعض جذبات کو دبانے اور بعض کو بروئے کار لانے کی ٹریننگ پائی ہو۔ سطح سے ہٹ کر گہرائی پر نظر ڈالنے اور تقلید و جمود کی جگہ تنقیدی شعور سے کام لینے کی مشق ہو ماضی کی عظمتوں سے محض عقیدت رکھنے کے بجائے ان کی محرکات اور روح کو سمجھا ہو اور حال کی پر فریب۔امیدوں میں گم ہونے کے بجائے صحیح زاویہ نگاہ متعین کرنے کا انداز سیکھا ہو' غرض اس طرح ان کی تربیت ہوئی ہو کہ ہر موقف اور ہر موڑ کو سمجھ کر صحیح راہ عمل تلاش کر سکتے ہوں۔

(۲) قائد کی قیادت تو نہ میسر آئی ہو لیکن زندگی کے حالات کچھ اس قدر مختلف گزرے ہوں کہ زمانہ خود معلم بن گیا ہو گردوپیش کے ماحول نے غور و فکر کی نئی نئی راہیں پیدا کی ہوں اوز ان میں قطع و برید کر کے انسانی مزاج اور اس کی ضروریات کو سمجھنے میں کامیاب ہو گئے ہوں۔ مختلف المزاج لوگوں کے ساتھ معاملات نے زندگی میں اس قدر سموائی پیدا کر دی ہوں کہ ضبط و تحمل کے ساتھ ہر مکتب خیال کے لوگون میں کام کر سکتے ہوں اور انہیں ایک مرکز پر جمع کر سکتے ہوں یعنی قدرتی طور پر ان کی ایسی تربیت ہوئی ہو کہ ذہن و دماغ کا ایک خاص سانچہ اخلاق و عمل کا ایک خاص نقشہ اور احوال و ظروف کا ایک خاص اندازہ سامنے آ گیا ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انبیاء کرام کی زندگی میں دونوں کی مثالیں ملتی ہیں

تربیت کی مذکورہ دونوں صورتوں کی مثالیں انبیاء کرام کی زندگی میں بکثرت ملتی ہیں بعض کی تربیت کسی دوسرے نبی کے پاس کی گئی تھی جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت شعیبؑ کے پاس مدین بھیجا گیا اور وہاں بکریاں چرانے کی ڈیوٹی سپرد کی گئی اور بعض کی حالات و مقامات کی مناسبت سے قدرتی طور پر کی گئی تھی مثلاً یوسف علیہ السلام کو جن حالات سے دوچار ہونا پڑا۔ اور جس قدر کڑی آزمائشوں سے انہیں گزارا گیا وہ سب ایک خاص مقام تک پہنچانے اور قیادت کی استعداد پیدا کرنے کے لئے تھا۔

اسی طرح بالعموم انبیاء علیہ السلام کا ان حالات سے گزرنا جو عام لوگوں کو نہیں پیش آتے ہیں عمر کا کافی حصہ گزرنے کے بعد نبوت کے عہدہ سے سرفراز کیا جانا نیز نبی کے ذمہ بکریاں چرانے کی ڈیوٹی سپرد ہونا۔

بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ رسول اللہؐ سے پوچھا گیا۔

اکنت ترعی الغنم قال نعم وھل من نبی الا رعاھا۔ (مشکوٰۃ کتاب الاطعمہ)

کیا آپ (نبوت سے پہلے) بکریاں چراتے تھے فرمایا "ہاں" کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔

بکریاں چرانے سے جذبات کی کیسی تربیت ہوتی ہے اور قیادت قوم کی تربیت کے لئے "رعایت شاۃ" کس قدر موزون ہے؟ اس کو وہی لوگ ٹھیک سمجھ سکتے ہیں جو بکریوں کی نفسیات سے واقف ہیں یا ان کام کا انہیں کچھ تجربہ ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کتاب ملنے سے پہلے روزہ کی حالت میں کوہ طور پر رہنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا روزہ رکھ کر ایک سنسان جنگل میں عرصہ تک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہنا خود رسول اللہؐ (فداہ و ابی و امی) کا نبوت سے پہلے غار حرا میں عزلت گزینی اختیار کرنا اور فکر و مراقبہ اور عبادت و ریاضت میں مصروف رہنا وغیرہ یہ سب تربیت کے لئے تھا۔

یہاں اس شبہہ کی گنجائش نہیں ہے کہ نبوت کسبی شے ہے جس تک انسان تربیت کے ذریعہ پہنچ سکتا ہے یہ یقیناً" وہبی شے ہے جس میں انسان

کے قصد وارادہ اور سعی و عمل کو کوئی دخل نہیں ہے البتہ منشاء نبوت کے مطابق یہ ضروری سمجھا گیا کہ وحی کی استعداد پیدا کرنے اور عملی شکل میں متشکل کرنے کے لئے

مختلف قسم کے ریاضیات و مجاہدات کے ذریعہ نبی کی تربیت کی جائے۔

قرآن حکیم سے قائدین کی تربیت کا ثبوت

قائدین کی تربیت کے سلسلے میں یہ آیت خاص اہمیت رکھتی ہے۔

وفتنا فتونا فلبثت سنین فی اھل مدین ثم جئت علی قدر یموسی واصعنتک لنفسی ۲۰/۴۱

اے موسیٰ ہم نے تمہیں ہر طرح کی حالتوں میں ڈال کر آزمایا پھر کئی برس تک تم مدین کے لوگوں میں رہے بالاخر تم ایک مقررہ اندازہ پر پورے اتر آئے پھر ہم نے تمہیں اپنے (خاص کام کے لئے) منتخب کر لیا۔

"علی قدر" سے ثابت ہوتا ہے کہ قیادت قوم کے لئے ایک خاص سانچہ اور اندازہ کے مطابق بننے کے بعد قدرت کی جناب سے انتخاب ہوتا ہے۔

قدرنا لک سبیل المعرفتہ ووقتھا فجئت علی ذالک القدرہ (۳۵)

ہم نے تیرے واسطے معرفت کے راستہ اور اس کے وقت کا اندازہ کیا تو پس تو اس اندازہ کے مطابق پورا اترا

علی حد من الکمال المقدر بحسب استعدادک (۳۶)

اپنی استعداد کے مطابق کمال مقدر کی حد پر پہنچ گیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری آیت سے مذکورہ مفہوم کی اشارۃ تائید ہوتی ہے۔

قل لو شاء اللہ ماتلوتہ علیکم ولا ادرکم بہ فقد لبثت فیکم عمرا" من قبلہ افلا تعقلون ۱۶/ ۱۷

آپ کہہ دیجئے کہ اگر اللہ چاہتا تو میں تمہیں قرآن نہ سناتا اور نہ اس سے خبردار کرتا پھر اس معاملہ (نبوت) سے پہلے تم لوگوں میں ایک پوری عمر بسر کر چکا ہوں کیا تم سمجھتے نہیں ہو۔

علماء اخلاق و نفسیات کا اتفاق ہے کہ انسان کے ابتدائی چالیس سال کا زمانہء اخلاق و خصائل کے بننے اور ابھرنے کا زمانہ ہوتا ہے۔

نیز جذبات کے ماہرین کی رائے ہے کہ انسانی دماغ کا نشوونما چالیس سال کی عمر میں تکمیل کو پہنچ جاتا ہے۔ (۳۷)

اس اصول کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال تک لوگوں میں رہے خاص سانچہ کے مطابق آپ کی تربیت ہوئی اور خاص اندازہ کے مطابق اعمال و اخلاق کی ڈھلائی ہوئی پھر نبوت کے اعلان کا حکم ہوا۔

(۲) دوسری صلاحیت ہے۔

قائدین میں کام اور مقام کی مناسبت سے صلاحیت ہونی چاہیئے

قائدین میں صلاحیت ان کے کام اور مقام کی مناسبت سے ہونی چاہیئے وہ دراصل روح اور دل کے طبیب ہوتے ہیں ان کا کام مزاج اور طبیعت کی اصلاح ہے ذہنیت اور زاویہ نگاہ کی تبدیلی ہے اس بناء پر ان میں ایسی صلاحیت درکار ہے کہ وہ مزاج اور وقت کی اہم ضروریات کو سمجھ سکیں اور تشخیص و تجویز کے مراحل طے کر کے باقاعدہ تربیت کے ذریعہ انسان کو نیابتی فرائض کی بجاآوری پر لگا سکیں۔

روحانی طبیب کا معاملہ بالکل جسمانی طبیب جیسا ہے کہ اس کے پاس ایک ہی مرض کے دو مریض آتے ہیں ایک کے لئے وہ سرد اور گرم غذا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجویز کرتا ہے' اور دوسرے کے لئے اس کے برعکس مقصد ایک ہے "طبیعت میں قوت مدافعت پیدا کر کے مرض دفع کرنا" لیکن مزاج کے اختلاف کے بنا پر دوا اور غذا کی تجویز میں اختلاف ہے۔
قائدین کی صلاحیت کے لئے قرآن حکیم میں دو لفظ نہایت موزوں آئے ہیں۔
حکمت' تاول الاحادیث

لفظ حکمت سے صلاحیت پر استدلال

تقریباً" سبھی انبیاء علیہم السلام کے تذکرہ میں حکمت کا ذکر ملتا ہے اور درج ذیل آیت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حکمت دوسرے انسانوں کو بھی عطا ہوتی ہے۔

یوتی الحکمتہ من یشاء و من یوتی الحکمتہ فقد اوتی خیرا کثیرا۔
۲ ر ۲۷۲

اللہ جس کو چاہتا ہے حکمت عطا کرتا ہے اور جس کو حکمت کی دولت مل گئی تو (سمجھو) کہ بڑی دولت مل گئی۔

امام راغب اصفہانی حکمت کی تعریف میں کہتے ہیں۔ مفردات صفحہ ۱۳۶

والحکمتہ اصابتہ الحق بالعلم والعقل

علم اور عقل کے ذریعہ سچی اور صحیح بات کو پہنچنا حکمت ہے۔
لسان العرب میں ہے۔

والحکمتہ عبارۃ عن معرفتہ افضل الاشیاء بافضل العلوم (۳۸)

افضل اور بہترین چیزوں کو بہترین علوم کے ذریعہ جاننا حکمت ہے۔
مفسرین کی تصریحات درج ذیل ہیں۔

(۱)"حکمت" ہر شے کو اس کے مناسب محل مین رکھنے کی صلاحیت "وضع کل شی موضعہ"

(۲) حقائق اشیا کی معرفت "معرفتہ الاشیاء بحقائقھا"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳)حق و باطل کے درمیان فیصلہ کی قوت "الفصل بین الحق والباطل"
(۴)قول اور عمل میں درستی کو پہنچنا۔ "الاصابۃ فی القول والعمل" (۳۹)
(۵)وہ معارف و احکام جن سے نفوس انسانی کمال کو پہنچیں۔ مایکمل نفوسہم من المعارف والاحکام"

ان کے علاوہ بھی بہت سے معنی مفسرین سے منقول ہیں۔ (مثلاً")
(۶)انوار قلوب کی معرفت اور اسرار عیوب سے واقفیت۔ (۷)نفس اور شیطان کی دقیقہ رسی سے آگاہی۔ (۸)شیطانی اور انسانی تقاضوں میں امیاز کی قوت۔ (۹) عقل کی رہنمائی اور قلب کی بصیرت ۔(۱۰)برائیوں کی صحیح نشاندہی کر کے علاج کی صحیح تدبیریں۔ (۱۱)مخلوق کے احوال کا علم۔ (۱۲)خاص قسم کی فراست (قیافہ شناسی) وغیرہ(۴۰)

علامہ ابن مسکویہ نے حکمت کے تحت یہ چیزیں بیان کی ہیں۔
ذکاوت و ذہانت، سرعت فہم، قوت فہم، ذہن کی صفائی، عقل کی رسائی، سہولت تعلم اس کے بعد کہتے ہیں کہ

وبھذہ الاشیاء یکون حسن الاستعداد للحکمۃ (۴۱)

انہیں چیزوں کے ذریعہ حکمت کی حسن استعداد پیدا ہوتی ہے۔

حاصل یہ ہے کہ حکمت ایسی قوت کا نام ہے کہ اس کے ذریعہ حقائق کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور ہر گوشے کو مناسب محل میں رکھنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے حکمت حاصل ہونے کے بعد انسان کی توجہ اخلاق انسانی کی تہذیب پر مرکوز ہو جاتی ہے اور ساری جدوجہد انسان کا اصلی مقام واپس ولانے میں صرف ہونے لگتی ہے۔

تاویل الاحادیث سے صلاحیت پر استدلال

تاویل الاحادیث کا تذکرہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ذیل میں آتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ویعلمک من تاویل الاحادیث۔ ۱۲/۶

اور تیرا رب یہ سکھلانے والا ہے کہ باتوں کا مطلب اور نتیجہ کیونکر ٹھہرایا جائے۔

قرآن حکیم میں دوسرے مقام پر بھی "تاویل" کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی "شے کو اصل کی طرف رجوع کرنا اور اصل مقصد کی طرف لوٹانا ہیں۔ (۴۲)

"زجاج" نے "تاویل الاحادیث کا یہ مطلب بیان کیا ہے۔

"اقوال انبیاء کے مصداق کو جاننا احوال امم کے مآل کو سمجھنا اور کتب منزلہ کے مفہوم و مطالب کو پہنچنا۔ (۴۳)

ابن زید نے اس سے علم و حکمت مراد لیا ہے۔ (۴۴)

خلاصہ یہ کہ علم وبصیرت کی ایسی قوت عطا ہو کہ انسان معاملہ کی تہہ تک پہنچ جائے۔ بات کے مطلب اور مآل کو پالے امور اور مہمات کے بھیدوں کا روشناس بن جائے غرض ہر الجھی ہوئی گتھی کو اس طرح سلجھا دے کہ ساری باتوں کا کل درست ہو جائے۔

فی العلم والجسم سے صلاحیت پر استدلال

درج ذیل آیت میں صراحتہ" قیادت کی صلاحیت بیان ہوئی ہے۔

وذادہ بسطتہ فی العلم والجسم ۲ / ۲۴۸

اللہ نے علم اور جسم دونوں میں طالوت کو وسعت دی۔

جو لوگ مال و دولت کی وسعت اور خاندانی شرافت میں قیادت کی صلاحیت سمجھتے تھے آیت میں اللہ نے اس کی تردید فرمائی اور اس کے لئے دو چیزیں ضروری قرار دیں

(۱) علم کی قوت اور (۲) جسم کی قوت (دماغی و جسمانی قابلیت)

علم سے کوئی خاص قسم کا اصطلاحی علم مراد نہیں ہے بلکہ کام اور مقام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی مناسبت سے ذہانت و فراست اور فہم و تدبر وغیرہ کی استعداد مراد ہے اسی معنی میں بعض انبیاء کو ابتدا ہی سے علیم کے خطاب سے نوازا گیا تھا' حالانکہ (وحیٔ الٰہی) کا سلسلہ نبوت کے عالی مقام پر فائز ہونے کے بعد شروع ہوا تھا' مثلاً" **وبشروہ بغلم علیم ۲۸/۵۱ انا نبشرک بغلم علیم ۵۳/۱۵** ایسے ہی جسم سے اس کی لمبائی چوڑائی مقصود نہیں ہے بلکہ صورت و سیرت کا اعتدال اور اندرونی قوی کی پختگی و مضبوطی مراد ہے فرائض قیادت کی انجام دہی میں ان دونوں کی ضرورت پڑتی ہے کردار کی بلندی کے ساتھ انسان کی ظاہری صورت کا پر کشش ہونا بڑی اہمیت رکھتا ہے اور اندرونی قویٰ کی پختگی کے بغیر تو کوئی مسند قیادت سنبھالنے کا اہل ہی نہیں قرار دیا جاتا۔ امام فخر الدین رازی نے اسی بنا پر آیت میں علم و جسم دونوں سے وہ کمالات حقیقۃ مراد لئے ہیں جو جوہر انسانی کو حاصل ہوتے ہیں اور انسانیت کو فروغ دیتے ہیں۔ (۴۵)

فنائیت یہ ہے کہ قائدین کے دل و دماغ میں نظریۂ حیات سے عشق سمایا ہوا ہو

فنائیت کا مطلب یہ ہے کہ قائدین جس نظریہ حیات کی قوم کو دعوت دیں وہ ان کے دل و دماغ میں اس قدر رچ' بس گیا ہو کہ اب کسی اور کی گنجائش نہ ہو اسی سے عشق ہو اور اسی کی نشر و اشاعت کو ہر شے سے زیادہ محبوب رکھتے ہوں۔ نہ کسی مصیبت کی انہیں پرواہ ہو اور نہ کوئی توقع اس راہ سے ہٹا سکتی ہو انبیاء کرامؑ کی زندگی فنائیت کے اونچے سے اونچے نمونہ کی مثال پیش کرتی ہے خود داعیٔ انقلاب صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف ہر بڑی سے بڑی تکلیف کو انگیز کرتے ہیں اور دوسری طرف آپ سے ہر اونچی سے اونچی خواہش کی تکمیل کا وعدہ کیا جاتا ہے اس کے باوجود آپ فرماتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ اگر میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے پر چاند رکھ دیا جائے جب بھی میرے پائے استقامت کو لغزش نہ آئے گی"۔

فنائیت کے چند اثرات جو قائدین کی زندگی میں نمودار ہونے چاہئیں

ذیل میں فنائیت کے چند اثرات ذکر کئے جاتے ہیں' جو قائدین کی زندگی میں نمودار ہونے چاہئیں۔

(۱)ارادہ میں پختگی۔ (خواہش اور ارادہ میں فرق ہے۔ ارادہ ایک فعلی اور کارکن کیفیت (حالت کا نام ہے اور خواہش ایک انفعالی اور کار پذیر حیثیت ہے د مقالہ افادیت از جان اسٹوارٹ مل) ارادہ کے لئے عمل شرط ہے بلکہ ارادہ کی انتہا عمل کی انتہا ہوتی ہے۔ (فلسفہ نفس ص ۸٦) علماء اخلاق کی رائے ہے کہ انسان کا مستقبل وراثت اور ماحول سے کہیں زیادہ اس کے ارادہ پر موقوف ہے ارادہ کے مختلف درجے ہیں کسی کا فطرۃ قوی ہوتا ہے کسی کا کمزور اور کسی کا متوسط درجہ کا جسم کی طرح ارادہ بھی تربیت کے ذریعہ کمزور سے ایک حد تک قوی اور قوی سے قوی تر بنایا جا سکتا ہے لیکن اس تربیت کے لئے بہترین زمانہ بچپن کا زمانہ ہے ترقی یافتہ ممالک میں کچھ لوگ تیسرے چوتھے برس سے ہی بچہ کی حتی المقدور ایسی تربیت شروع کر دیتے ہیں"(۱۲)

(۲)عزم میں مضبوطی۔ (۳)مقصد کے ساتھ والہانہ شغف۔ (۴)مجسمہ ایثار و قربانی۔ (۵) ذاتی حیثیت ختم کر کے ساری جدوجہد اور قوت کا مصرف نفع عام۔ (٦) خلوص و بے غرضی۔ (۷)اقتدار عزت' شہرت مال و جائداد کی ہوس۔ غرض کسی فائدہ کا سامنے نہ ہونا۔

قرآن حکیم میں جتنے انبیاء کا تذکرہ ہے تقریباً" سب نے بے غرضی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوم سے کسی قسم کی ذاتی فائدہ کی توقع نہ رکھنے کا اعلان کیا ہے چنانچہ ہر نبی نے اپنی قوم سے کہا۔

وماأسئلكم عليه من اجر ان اجرى الا على رب العلمين- پ (۱۹)

میں اپنی خدمتوں کا معاوضہ تم سے نہیں چاہتا۔ میری مزدوری اللہ کے ذمہ ہے۔

(یعنی میری حیثیت تاجر (سیاسی لیڈر) کی نہیں ہے۔ کہ توقعات قوم سے وابستہ رکھوں بلکہ داعی و قائد کی ہے کہ سارا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔

ممکن ہے قائدین کی یہ حیثیت ان فلسفیوں کی سمجھ میں نہ آئے جنہوں نے انسان کو بالطبع خود غرض قرار دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ "انسان کے سارے کام نفع ذات کے لئے ہوتے ہیں حتی کہ ماں باپ کی محبت بھی خود غرضی سے خالی نہیں ہوتی ہے۔

لیکن اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ جو کچھ انہوں نے کہا وہ فطرت انسانی کے عین مطابق ہے اور ان کی تحقیقات پر انسانی دنیا کے سارے مسائل ختم ہو گئے ہیں اب مزید تحقیق کی کوئی گنجائش نہیں باقی ہے؟ اگر ہم فلسفیوں کی اس تحقیق کو تسلیم کر لیں جب بھی کوئی دشواری پیش نہیں آتی ہے کیونکہ قائدین کے پیش نظر مادی و دنیوی غرض نہیں ہوتی ہے۔ حقیقی غرض (اللہ کی رضا و محبت) بدرجہ اتم موجود ہوتی ہے قرآن حکیم نے اسی کو "وجہ اللہ" "سبیل اللہ" "مرضات اللہ" سے تعبیر کیا ہے۔

نہایت اہم اثر یہ ہے کہ تکلیف و مصیبت میں عیش و راحت کی لذت محسوس کریں

قائدین کی زندگی میں فنائیت کا ایک اور اثر ظاہر ہوتا ہے جو نہایت اہم ہے اور غالباً" فلسفیوں کی رسائی وہاں تک نہیں ہو سکتی ہے وہ یہ کہ اس راہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تکلیفیں اور مصیبتیں بڑھتی جاتی ہیں اسی قدر دل کی خوشحالی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

ذیل کی حدیث میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔

والذی نفسی بیدہ لوددت انی اقتل فی سبیل اللہ ثم احیی ثم اقتل ثم احیی ثم اقتل ثم احیی ثم اقتل۔ (۴۶)

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ ہوں اور قتل کیا جاؤں پھر زندہ ہوں اور قتل کیا جاؤں۔

مسرت اور خوشی انسانی جبلت میں داخل ہے چنانچہ فلسفیوں کے نزدیک انسان کسی ایسی چیز کی خواہش ہی نہیں کرتا جو مسرت کا جزیا اس کے حاصل ہونے کا ذریعہ نہ ہو۔ (۴۷)

یہاں غور کرنے کی بات یہ ہے کہ قائدین کو مسرت کن چیزوں سے حاصل ہوتی ہے؟ سامان مسرت کس قسم کے ہیں؟

(۴)چوتھی عملیت ہے۔

عملیت یہ ہے کہ قائدین نظریۂ حیات کو بروئے کارلانے کے لئے سرتاپا عمل بن جائیں

عملیت یہ ہے کہ نظریۂ حیات کو بروئے کار لانے کے لئے قائدین سرتاپا عمل جائیں۔ ان کے سامنے راہ کی مشکلات اور رکاوٹیں اس لئے نہ ہوں کہ پائے استقلال کو لغزش آ جائے اور اٹھا ہوا قدم رک جائے بلکہ اس لئے ہوں کہ وہ ان کے ذریعہ کام کی رفتار اور تیز کر سکیں۔

قائدین اور مفکرین کے کاموں میں فرق ہے۔ قائدین کا کام خیالات و افکار پیدا کر کے انہیں بروئے کار لانے کے لئے سرتاپا عمل بن جانا ہے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفکرین کا کام صرف خیالات و افکار کا پیدا کر دینا ہے' قائدین کا فرض یہ ہے کہ نظریہء حیات کے پھیلانے اور دنیا سے منوانے میں اپنی پوری قوت صرف کر دیں اور مفکرین کا فرض یہ ہے کہ وہ خود سمجھ لیں اور زیادہ سے زیادہ دوسروں تک پہنچا دیں یہ واقعی بات ہے کہ فکر و عمل میں جامعیت کی مثالیں خال خال ہی نظر آتی ہیں۔ اسی بنا پر اجتماعین کا خیال ہے کہ

"لیڈر عموماً" ایسے افراد نکلتے ہیں جن کے اعصاب مریض قوائے عقلی مختل اور جنون کے قریب ہوتے ہیں اعصاب کی بے حسی' ان کے جذبات کو مردہ کر دیتی ہے اور قوائے عقلی کا اختلال انہیں غور و فکر کی اجازت نہیں دیتا۔"(۴۸)

لیڈروں کی اس کمزوری سے انکار نہیں ہے البتہ قائدین میں دونوں قوتوں کا ثبوت انبیاء کرامؑ کی زندگی سے ہمیں ملتا ہے یہ حضرات اگر ایک طرف دماغی لحاظ سے اتنے زیادہ بلند تھے کہ اپنی نظیر نہ رکھتے تھے تو دوسری طرف عمل کے ہر میدان میں بھی پیش پیش دکھائی دیتے تھے۔

قرآن حکیم اور انبیاء کرامؑ کی زندگی سے عملیت کا ثبوت

جن اجتماعین کا خیال ہے کہ ذہن و ذکاوت اور فہم و فراست میں انبیاء علیہم السلام ممتاز نہ تھے صرف مضبوط عزم کی بنیاد پر دنیا ان کے آگے جھکی ہے انہوں نے ان کی زندگی کے صرف ایک رخ کا مطالعہ کیا ہے اس میں شک نہیں کہ مضبوط عزم پہاڑ جیسی طاقت کو ہٹا سکتا ہے' نمرود و فرعون جیسی سرکش گردن کو موڑ سکتا ہے لیکن کسی انقلاب کو بقاء اور دوام کی سعادت سے بہرہ یاب نہیں کر سکتا ہے یہ اسی وقت ممکن ہے جب کہ انقلاب کے رگ و ریشہ میں فہم و فراست پیوست کی گئی ہو آج جو ان کے مذہب کو بقاء و دوام کی سعادت حاصل ہے۔ اس کی وجہ صرف ان کا فہم و تدبر ہے جو منجاب اللہ انہیں عطا ہوا تھا ورنہ نہ معلوم مضبوط عزم کی بنا پر دنیا میں کتنے انقلاب آئے اور ختم ہو کر رہ گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عملیت کا ثبوت ان آیتوں میں ہے۔

الذین یبلغون رسالت اللہ و یخشونہ ولایخشون احدا الا اللہ۔ ۳۳ ,۳۹

جو لوگ اللہ کے پیغاموں کو پہنچاتے ہیں وہ صرف اللہ سے ڈرتے ہیں اس کے سوا کسی اور سے نہیں ڈرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے دھڑک پیغام ربانی پہنچانے کا حکم دیا گیا تھا۔

یاایھاالرسول بلغ ماانزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسلتہ پ ٦

اے پیغمبر آپ کے رب کے پاس سے جو کچھ اترا ہے آپ اسے پہنچا دیجئے اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو پیغام پہنچانے کا فرض ادا نہ کیا۔

بدقسمتی سے انبیاء کرام کی اتباع و پیروی کے نام پر زیادہ تر وہی باتیں باقی رہ گئی ہیں۔ جن سے جذبات اور ہوا و ہوس کی تسکین ہوتی ہے اس وجہ سے ان کی حقیقی زندگی ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئی ہے ورنہ کوئی موڑ کوئی موقف اور کام کا کوئی میدان ایسا نہیں ہے جس میں یہ موجود نہ رہے ہوں اس کے علاوہ آج ہماری زندگی کچھ اس طرح تقسیم ہو گئی ہے کہ انسان کسی کے بارے میں سوائے ایک حالت کے دوسری حالت کے متعلق خیال ہی نہیں کر سکتا ہے اس لئے جب بھی بزرگوں کی عملی زندگی کا تذکرہ آتا ہے تو ہمارے تنگ دماغ اور کوتاہ نظریں ان کو اصلی شکل میں دیکھنے اور سمجھنے سے قاصر رہتی ہیں۔

(۵) پانچویں اخلاقیت ہے۔

قائدین کی اخلاقی زندگی نہایت منظم ہونی چاہیے

اخلاق میں تسخیر قلوب کی صلاحیت ہوتی ہے اس لئے قائدین کی اخلاقی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندگی اتنی منظم اور بلند ہونی چاہیئے کہ کسی کو کسی گوشہ میں اس لحاظ سے لب کشائی کا موقع نہ ملے عالی حوصلگی' فراخدلی' اولوالعزمی بلند ظرفی' مستقل مزاجی وغیرہ صفتیں ان کی زندگی میں نمایاں ہوں' دیانتداری' امانت شعاری' حق پرستی' حقگوئی وغیرہ صفتوں کے وہ خوگر ہوں۔ ان کی سخاوت سے سب مستفیض ہو سکیں۔ شفقت درافقت میں کسی کی خصوصیت نہ ہو تواضع ہر ایک کو اپنی گود میں لینے کے لئے تیار ہو سوائی اس قدر ہو کہ ہر مکتب خیال کے لوگوں میں اس قدر مشترک تلاش کر کے اپنا کام نکال لیں اور ہر ایک کے مقام و حیثیت کو تسلیم کر کے اپنی بات منوا لیں۔

غرض بحیثیت مجموعی ہمہ قسم کے اخلاق ان میں موجود ہوں۔ (۱)وہ بھی جن کا تعلق ادراک سے ہے۔ (۲)وہ بھی جن کا تعلق جذبات سے ہے۔ (۳)اور وہ بھی جن کا تعلق ارادے سے ہے۔

انبیاء کرام کے اخلاق بجائے خود معجزہ اور نبوت کی بڑی دلیل ہوتے ہیں

انبیاء کرامؑ کی اخلاقی زندگی اتنی بلند تھی کہ وہ بجائے خود معجزہ اور نبوت کی بڑی دلیل تھی۔

قرآن حکیم میں ہے۔

فبما رحمتہ من اللہ لنت لہم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک۔ ۳ر ۱۵۹

اے پیغمبر یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ آپ لوگوں کے لئے نرم دل واقع ہوئے ہیں۔ اگر سخت دل ہوتے تو لوگ آپ کے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے۔

دنیا جانتی ہے کہ مکہ والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں کو تکلیفیں پہنچانے اور آپؐ کے مشن کو ناکام بنانے میں کوئی دقیقہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں اٹھا رکھا تھا اس کے باوجود جب آپؐ مدینہ تشریف لائے اور مکہ کے دشمن قحط میں مبتلا ہوئے تو حسب ذیل طریقوں پر ان کی مدد فرما کر انتہائی اعلیٰ ظرفی کا ثبوت دیا۔

(۱) یمامہ سے جو رسد جاتی تھی حسب سابق اس کو جاری کر دیا۔

(۲) غرباء و فقراء کی امداد کے لئے پانچ سو اشرفیاں روانہ کیں۔

(۳) ضرورت کے مختلف سامان کھجور وغیرہ ابوسفیان کو بھیج کر اس کے معاوضہ میں جانوروں کی کھالیں طلب کیں۔ تاکہ درآمد و برآمد کا صحیح توازن قائم رہ سکے۔ (۴۹)

قرآن حکیم میں حضرت یوسف علیہ السلام کی سیرت کا مرقع تفصیل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے اس میں دراصل سیرت و کردار کی فضیلت اور اس کی اٹل کا مرانیاں بتانا مقصود ہے۔ نیز یہ حقیقت کہ انسان کی سب سے بڑی قوت اس کے سیرت کی فضیلت ہے اور قلوب کو مسخر کرنے کی اس میں زیادہ صلاحیت ہے۔

قائدین کو ہر وقت جذبات قابو میں رکھنا چاہئے

ذیل کی آیت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قائدین کو ہر وقت جذبات پر قابو رکھنا چاہئے۔ مصیبتوں کے کتنے ہی پہاڑ ٹوٹیں، مخالفتوں کی کیسی ہی آندھیاں چلیں۔ نہ تو وہ مایوس ہوں اور نہ ہی دل میں طلب بھلائی کے سوا کسی اور جذبہ کو جگہ دیں۔

لیس لک من الامر شیئٌ اویتوب علیھم او یعذبھم فانھم ظلمون۔

۲/۱۲۳ اے پیغمبر آپؐ کو دشمنوں کے معاملہ میں کوئی دخل نہیں ہے آپ کا کام راہ حق کی دعوت دینا ہے۔ اللہ چاہے تو ان سے درگزر کرے اور چاہے تو عذاب دے عذاب اس لئے کہ وہ ظالم ہیں۔

یہ اس صورت کی بات ہے کہ دشمنوں نے جنگ احد میں رسول اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت توڑ دیئے تھے۔ چہرہ و سر کو زخمی کر دیا تھا اور شہید کر دینے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ اتفاقاً" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر یہ الفاظ آ گئے۔ **کیف یفلح قوم خضبو وجہ نبیھم** "وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جس نے اپنے نبی کے چہرہ کو لہولہان کیا۔ (۵۰) بات کوئی قابل اعتراض نہ تھی صرف حقیقت حال کا اظہار تھا لیکن یہ اظہار ایسے حادثہ کے بعد تھا جو خود رسول اللہ کی ذات ستودہ صفات کو پیش آیا تھا جس میں ذاتیات کی آمیزش کا شبہ تھا اس بنا پر ایک خاص انداز میں تادیب کی گئی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ قائدین کو اپنی ذاتی حیثیت کس قدر ختم کرنی پڑتی ہے اور مخلوق کے لئے وہ کس قدر وقف ہوتے ہیں۔

قوت استدلال و بیان یہ ہے کہ موقع و محل کے لحاظ سے قائدین مخاطب کو سمجھا سکیں

(۶) چھٹی قوت استدلال و بیان ہے۔

قائدین میں ادائیگی و بیان کی ایسی قوت ہونی چاہئے کہ اپنے خیالات کو اپنے زمانہ کی اصطلاح و زبان کے مطابق موثر انداز میں مخاطب کی طرف منتقل کر سکیں۔

ہر زمانہ میں خیالات کی ادائیگی، طرز گفتار، اسلوب تحریر اور طریقہ استدلال وغیرہ میں فرق ہوتا ہے۔ سب مخاطب بھی یکساں نہیں ہوتے ہیں۔ اس لئے تحریر و گفتگو کو مؤثر بنانے کے لئے تمام حیثیتوں کی رعایت ضروری قرار دی جاتی رہی ہے۔

انداز بیان اور طریق نمائش اگر حالات و نفسیات کے مطالعہ کے ساتھ ہو تو وہ اپنے اندر جادو جیسا اثر رکھتے ہیں۔ **ان من البیان لسحرا۔** بعض بیان جادو جیسی تاثیر رکھتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موقع اور محل کے لحاظ سے اس کی چند صورتیں ہیں۔
(۱) کبھی حاکمانہ انداز اختیار کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ (۲) کبھی حکیمانہ انداز سے کام چلتا ہے۔ (۳) کبھی تاکید سے کام نکلتا ہے۔ (۴) اکثر تکرار کی ضرورت پڑتی ہے۔ (۵) کبھی صرف دعویٰ کافی ہوتا ہے۔ (۶) کبھی دعویٰ کے ساتھ دلیل لازمی بن جاتی ہے۔ (۷) کبھی غیر شعوری طور پر دوسرے کی طرف اثر منتقل کرنے کی کوشش ہوتی ہے۔ بہرحال یہ ایک مستقل فن ہے۔ جس کے لئے نفسیات و مزاج کا سمجھنا اور موقع و محل کی نزاکت سے واقف ہونا بہت ضروری ہے۔

قرآن حکیم و انبیاء کرام کی زندگی سے ثبوت

انبیاء کرام کی زندگی میں مذکورہ تمام باتوں کی مثالیں موجود ہیں۔ البتہ اس نظر سے مطالعہ کی ضرورت ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے قوت استدلال و بیان کے لئے اس طرح دعا کی تھی۔

واحلل عقدة من لساني يفقهو قولي۔ ۲۸/۲

اے اللہ میری زبان کی گرہ کو کھول دے کہ میری بات لوگوں کے دلوں میں اتر جائے

قرائن سے یہ بات ثابت ہے کہ یہاں بیان کی وہی صلاحیت مراد ہے جو قیادت کے فرائض انجام دینے کے لئے درکار ہوتی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کو دعوت پہنچانے میں جو طریقہ اختیار کیا تھا اس سے واضح ہوتا ہے کہ موقع کے لحاظ سے فہمائش کا جو طریقہ مناسب ہو وہی اختیار کیا جائے اور جہاں تک ہو سکے مشاہدات سے کام لے کر سادگی ملحوظ رکھی جائے۔

یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ قائدین کا مقصد مخاطب کو سمجھا دینا ہونا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیے۔ جس طرح بھی ہو مخاطب کو دلیلوں کے الجھاؤ میں پھنسانا یا کسی خاص دلیل پر اڑ کر بولتے بولتے ناطقہ بند کر دینا قیادت و دعوت کی راہ کے خلاف ہے۔

قیادت و دعوت کی راہ کے چند بنیادی اصول

ذیل میں ہم چند اصول ذکر کرتے ہیں جن پر عمل درآمد کرنا قائدین کے لئے ضروری قرار دیا جاتا ہے۔

(۱) ابتداء میں قوم کو صرف انہی باتوں کی دعوت دی جائے جو بنیادی ہوں۔ قرآن حکیم میں ہر نبی کی دعوت میں مثبت و منفی کے دو بنیادی پہلو ذکر کیے گئے ہیں۔

(۱) ان اعبدو اللہ۔ ۱۶/۳۶

اے لوگو تم اللہ کی عبادت کرو

(۲) واجتنبو الطاغوت۔ ۱۶/۳۶

اور طاغوت (غیر اللہ طاقتیں) سے پرہیز کرو۔

(۲) حتی الامکان ہر ایک کے مقام اور حیثیت کی تصدیق کر کے قدر مشترک پر جمع کرنے کی کوشش ہو۔ ہر نبی نے دوسرے نبیوں کی تصدیق کی ہے اور ابتدا میں قوم قدر مشترک پر جمع ہو جانے کی دعوت دی ہے۔ جیسا کہ **مصدقا" لما معکم اور یاھل الکتب تعالوا الی کلمتہ سواء بیننا وبینکم۔ الخ** وغیرہ آیتوں سے ظاہر ہے۔

(۳) بڑی چیز کی خاطر چھوٹی چھوٹی چیزوں کو قربان کر دینا چاہیے۔

(۴) تالیف قلب کا حتی الامکان خیال رکھنا چاہیے۔

(۵) کسی ایسی چیز سے تعرض نہ کرنا چاہیے جو زیادہ اہم نہ ہو لیکن قومی رغبت کی بنا پر اس کی وجہ سے نفرت کا اندیشہ ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوویؒ شارح مسلم نے مذکورہ اصول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درج ذیل طرز عمل سے اخذ کیے ہیں۔

"حطیم" خانہ کعبہ کا ایک حصہ تھا اور کعبہ سے علیحدہ تھا' اس کے باوجود رسول اللہ نے اس کو کعبہ کے ساتھ شامل کرنے کا حکم نہیں دیا اور اس کی وجہ یہ فرمائی۔

لولا حدثته عهد قومک بالله لنقضت الكعبته ولجعلتها على اساس ابراهيم۔ (۵۱)

اگر تیری قوم نئی نئی کفر سے اسلام کی طرف نہ آئی ہوتی تو میں کعبہ توڑ کر اساس ابراہیم پر اس کی تعمیر کراتا۔ (اور حطیم اس میں شامل کرتا)

(۶) ان باتوں سے اعراض و چشم پوشی کی جائے جو عوام میں انتشار و افتراق کا باعث بنیں اور یا ان کی وجہ سے سماجی زندگی مختل ہونے کا اندیشہ ہو ظاہر ہے کہ کسی قوم کے رسم و رواج جو صدیوں سے چلے آ رہے ہوں وہ دفعتہً نہیں مٹائے جا سکتے ہیں بلکہ رفتہ رفتہ اصلاحی قدم اٹھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً" غلامی اسلامی روح اور مزاج کے خلاف ہے۔ جن لوگوں نے تحقیق و بصیرت کی روشنی میں اسلامی معاشرہ کا مطالعہ کیا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ اسلام ایک لمحہ کے واسطے بھی غلامی برداشت نہیں کر سکتا ہے اس کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منسوخی کا حکم نہیں صادر فرمایا اگر آپؐ ایسا کر دیتے تو سماجی زندگی مختل ہو جاتی۔ اور انسانوں کا ایک بڑا طبقہ کیڑے مکوڑوں کی طرح زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتا نہ کھانے پینے کا کوئی بندوبست رہتا اور نہ رہنے سہنے کا البتہ آپؐ نے اس رسم کے دور کرنے کی آہستہ آہستہ کوشش کی۔ چنانچہ اس کی متفرق تدبیریں بتائیں اور مختلف صورتیں پیدا کیں۔ نیز سوسائٹی میں انہیں اتنا اونچا مقام دلایا کہ غلامی آقائی میں تبدیل ہو گئی۔

آپؐ کے بعد خلفائے راشدین نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوشش کو آخری حد تک لے جانے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا لیکن پھر اس تعلیم کی غایت کو نظر انداز کر دیا گیا اور سلطنتوں نے بعض دیگر باتوں کی طرح غلامی کو بھی قائم رکھا اگرچہ اس کی نوعیت میں کافی تبدیلی ہو گئی۔

اصل یہ ہے کہ کسی فکری و عملی نظام پر تحقیقی نظر ڈالنے کے لئے مقامی و عہدی حالات کا جائزہ لینا نہایت ضروری ہے۔ آج کے دماغ اور آج کی فضا کو سامنے رکھ کر ہزاروں سال پہلے کے اجتماعی اور سماجی اصلاحی مسائل پر تنقیدیں شروع کر دی جاتی ہیں نہ اس وقت کے حالات کا پتہ ہوتا ہے اور نہ مزاج کا ایسی حالت میں صحیح نتیجہ تک پہنچنا ظاہر ہے۔

(۷)جہاں ابتداء میں قائدین کے لئے مذکورہ اصول کی رعایت کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ وہاں حالات کی مناسبت سے انہیں سخت قسم کی پابندی عائد کرنے کا اختیار بھی حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً" عارضی طور پر قوم کو آج مباح اور جائز باتوں سے بھی روک سکتے ہیں۔ جن کے استعمال سے برائی تک پہنچنے کا اندیشہ ہو یا غلط استعمال کی وجہ سے وہ برائی کا ذریعہ بن گئی ہوں اگرچہ ان کی ذات میں کوئی برائی نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ مصلحت کی وجہ سے شراب کے برتنوں کے استعمال سے روک دیا تھا اور عورتوں کو زیارت قبور سے منع فرمایا دیا تھا پھر بعد میں اجازت دے دی تھی۔

اسی طرح یہودیوں کے ظلم و زیادتی کی وجہ سے وہ چیزیں ان کے لئے حرام کر دی گئی تھیں جو پہلے حلال تھیں۔

فبظلم من الذین ھادوا حرمنا علیھم طیبت احلت لھم وبصدھم عن سبیل اللہ کثیرا۔ ۴ / ۱۵۹

یہودیوں کے ظلم کی وجہ سے ہم نے کئی ایک چیزیں ان پر حرام کر دیں جو (پہلے) ان کے لئے حلال تھیں اور نیز اس وجہ سے کہ وہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہت روکنے لگے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غرضیکہ طریق کار کے انتخاب میں بہت حد تک گنجائش رکھی گئی ہے اور قائدین کے صوابدید پر معاملہ چھوڑا گیا ہے ان چند ضروری مباحث کے بعد اب ہم قوموں کے عروج و زوال کا تفصیلی جائزہ لیتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عروج و زوال کی "زمین" اور اس کی بنیاد

دنیا میں قوموں اور جماعتوں کی کشمکش ہمیشہ جاری رہی ہے اس کشمکش کے نتیجہ میں آج کوئی قوم و جماعت برسراقتدار ہے توکل اس کی جگہ دوسری نے لے لی ہے۔ پھر زیادہ دن نہیں گزرنے پائے ہیں کہ اس نے کسی اور کے لئے جگہ خالی کر دی ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس کے پس پشت کچھ قوانین و اسباب کار فرما ہوتے ہیں۔ یا محض بخت و اتفاق کی بنا پر ہوتا ہے؟

اس کا جواب فلسفہ سے ہمیں ملتا ہے۔ کہ چونکہ علت و معلول کی دنیا میں کوئی شے اتفاقا" بلا سبب نہیں ہوتی ہے اس لئے یہاں ہر تبدیلی کے لئے سبب و علت کا پایا جانا ضروری ہے۔

قرآن حکیم نے قوموں کے تذکرہ میں فلسفہء تاریخ کی طرف رہنمائی کی ہے اور تاریخی واقعات کے ذیل میں اجتماعی قوانین' اخلاقی خصوصیات اور عقائد و اعمال کے خواص و نتائج وغیرہ بیان کئے ہیں۔ ان سے یہ بھی حقیقت ثابت ہوتی ہے کہ یہاں جو کچھ ہوتا ہے مقررہ قوانین کے ماتحت ہوتا ہے۔ بخت و اتفاق کی بنا پر کسی شے کے ہونے کی قطعا" گنجائش نہیں ہے۔

قرآن کی خاص اصطلاحی زبان میں ان قوانین کو لفظ "سنۃ" سے تعبیر کیا گیا ہے۔

سنتہ اللہ فی الذین خلوا من قبل ولن یجد لسنتہ اللہ تبدیلا۔
۳۳ / ۶۰

یہ اللہ کی سنت ان لوگوں میں جو پہلے گزر چکے ہیں اللہ کی اس سنت میں آپ کسی قسم کی تبدیلی نہ پائیں گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عروج یا زوال کی تخم ریزی سب سے پہلے "انفس" میں ہوتی ہے

ذیل میں ہم اس زمین کی نشاندہی کرتے ہیں جہاں عروج و زوال کی تخم ریزی ہوتی ہے۔ قرآن حکیم میں ہے۔

ان اللہ لایغیر مابقوم حتی یغیرو ماباانفسھم۔ ۱۳/۱۱

بے شک اللہ کبھی اس حالت کو نہیں بدلتا جو کسی قوم کو حاصل ہوتی ہے جب تک وہ خود ہی ان چیزوں کو نہ بدلیں جو ان کے "انفس" کے ساتھ وابستہ ہیں۔

دوسری آیت یہ ہے

ذالک بان اللہ لم یک مغیرا" نعمتہ انعمھا حتی یغیروا ما بانفسھم۔ ۸/۵۳

یہ بات اس لئے ہوئی کہ اللہ جو نعمت کسی قوم کو عطا فرماتا ہے اسے وہ اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک کہ اس قوم کے افراد ان چیزوں کو نہ بدلیں جو ان کے "انفس" کے ساتھ وابستہ ہیں۔

دونوں آیتوں میں "انفس" کی تبدیلی کو مدار قرار دیا گیا ہے یہی در اصل وہ "زمین" ہے جہاں سب سے پہلے عروج یا زوال کی تخم ریزی ہوتی ہے۔ (جرمن کے مشہور فلفی "نٹشے" نے "نفس" کی تعریف میں کہا ہے کہ خیالات و احساسات کی تہہ میں ایک زبردست حاکم اور نامعلوم فلفی پوشیدہ ہے جسے نفس سیلف کہا جاتا ہے۔

قرآن حکیم میں "انفس" سے ایک "عالم" مراد ہے۔ جس میں تمام وہ قوتیں ہیں جن کا اثر کسی نہ کسی شکل میں انسانی اعمال و حرکات پر پڑتا ہے چنانچہ ایک موقع پر "انفس" کو عالم "آفاق" کے ساتھ اس طرح ذکر کیا ہے۔

سنریھم ایتنا فی الافاق وفی انفسھم۔ ۴۱/۵۳

اس کی صورت یہ ہے کہ انقلاب عروج کی طرف ہو یا زوال کی طرف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے دو درجہ ہیں۔ (۱) ذہنی و نفسی انقلاب کا۔ (۲) عملی و اخلاق انقلاب کا۔ پہلے کا تعلق اندرونی تبدیلی سے ہے۔ یعنی جب کوئی قوم ترقی کی منزلیں طے کرتی ہے تو ابتدا میں اندرونی قوتوں کی اصلاح ہوتی ہے۔ افکار و احساسات اور تصورات زندگی وغیرہ بدلتے ہیں پھر جواہر کی نشوونما ہو کر رفتہ رفتہ عملی طور پر زندہ رہنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

جب کسی قوم پر ذلت و ادبار مسلط ہوتی ہے تو پہلے اندرونی قوتیں خراب ہوتی ہیں فکر و نظر میں تبدیلی ہوتی ہے پھر رفتہ رفتہ وہ "جراثیم" پیدا ہو جاتے ہیں جو زندہ رہنے کی اہلیت فنا کر دیتے ہیں۔

آیات کا ماحصل یہ ہے کہ قوم میں جب تک عروج و اقتدار کی نعمت سے سرفراز ہونے کی صلاحیت باقی رہتی ہے قدرت اس نعمت کو سلب نہیں کرتی اور جب یہ ختم ہو جاتی ہے تو نعمت سلب کر لی جاتی ہے۔

ایسی ہی کوئی قوم اخلاق و اعمال کے ذریعہ جب تک استحقاق نہیں ثابت کر دیتی یہ مقام اس کو نہیں دیا جاتا ہے۔ اور جب مستحق ہونے کا ثبوت مل جاتا ہے تو پھر قدرت بخل سے کام نہیں لیتی ہے۔

دنیا ایک باغ ہے جو باغبان خلق خدا کے لئے باغ کو زیادہ مفید بنانے کا اہل ہوگا وہی مستحق ہو گا

اس کی مثال یوں سمجھئے کہ دنیا ایک "باغ" ہے اور مالک کے سامنے "باغ" کے آراستہ کرنے کا ایک نقشہ ہے جس میں اس بات کی پوری کوشش ہے کہ خلق خدا کے لئے یہ باغ زیادہ سے زیادہ مفید ثابت ہو۔

مالک کو ایسے باغبان کی تلاش ہے جس نے ٹھیک ٹھیک اس نقشہ کے مطابق باغ کو آراستہ کرنے کی مشق کی ہو۔ جب تک یہ نہ ملے گا حسب حیثیت و صلاحیت باغ کی سپردگی کی سلسلہ جاری رہے گا۔

اس کی تصریح درج ذیل آیت سے ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انزل من السماء ماء فسالت اودیتہ بقدرھا فاحتمل السیل زبدا رابیا ومما یوقدون علیہ فی النار ابتغاء حلیتہ اومتاع زبد مثلہ کذالک یضرب اللہ الحق والباطل واماالزبد فیذھب جفاء واما ماینفع الناس فیمکث فی الارض کذالک یضرب اللہ الامثال۔ ۱۳ر۱۷

اللہ نے آسمان سے پانی برسایا جس سے نالے ندیاں اپنی مقدار کے مطابق بہنے لگیں اور سیلاب کی "رو" نے اوپر اوپر جھاگ پیدا کر دیا' ایسی جھاگ اس وقت بھی پیدا ہوتی ہے جب کہ زیور اور دوسری چیزیں بنانے کے لئے دھاتوں کو آگ میں پگھلاتے ہیں۔ اللہ حق و باطل کی ایسی مثال دیتا ہے۔ دیکھو جھاگ تو ناچیز اور ناکارہ ہو کر معدوم ہو جاتی ہے اور جو چیز لوگوں کے لئے نفع بخش اور کارآمد ہے وہ زمین میں باقی رہتی ہے۔

پانی سونا چاندی اور دوسری دھاتیں چونکہ "نافع" ہیں اس لئے باقی رہتی ہیں اور اوپر آئی ہوئی جھاگ "غیر نافع" ہے اس لئے ختم ہو جاتی ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ دنیا میں جو بھی بحیثیت مجموعی نافع ہو اس کو پائیداری حاصل ہوتی ہے۔اور جو غیر نافع ہو آہستہ آہستہ ختم ہو جاتی ہے۔نظریہ بقاء النفع کا یہی مطلب ہے۔

عروج و بقا کا سنگ بنیاد اخلاق پر رکھا جاتا ہے

اس کے بعد قرآن حکیم نے خلق خدا کو نفع پہنچانے والی قوم کے چند اعمال گنا کر اس کی اخلاقی زندگی کی طرف رہنمائی کی ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ عروج و بقا کا اصل سنگ بنیاد اخلاق ہے کیونکہ زندگی کے تمام شعبوں میں اخلاق ہی کی شان ایسی ہے جس میں مالک تعالیٰ کی نیابت کا رنگ پایا جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

تخلقوا باخلاق اللہ (الحدیث)

اللہ والے اخلاق کو اپنے اخلاق بناؤ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ جو قوم اور جماعت اخلاقی زندگی میں نیابت کی شان پیدا کر لے گی وہی زمین میں اللہ کی نیابت کی مستحق ہو گی اور حقیقی معنوں میں خلق خدا کے لئے وہی "نافع" ہو گی۔

چند اخلاقی اوصاف کی تفصیل

جن اخلاقی اوصاف کا تذکرہ قرآن حکیم کے مختلف مقامات پر ملتا ہے ان کی تفصیل یہ ہے۔

اطاعت حق' ضمیر کی آزادی' شجاعت و بہادری' سچائی' انصاف' رحم' رواداری' ایفائے عہد' امانت' و دیانت' عفو ودرگزر' دشمن سے اچھا برتاؤ' مساوات' ایثار و قربانی' توکل و اعتماد' اطمینان و خود داری' شیریں کلامی' میانہ روی' عزم و استقلال' امید پیش بینی' احتساب نفس' ذمہ داری کا احساس' ہر کام میں ایمانداری' حیا و شرافت' عفت و پاکدامنی' محبت و مروت' صبر و ثبات' اخلاص و بے نفسی' نیکی سے الفت اور برائیوں سے نفرت بے غرضی کے ساتھ دوسروں کی خدمت کا جذبہ وغیرہ۔

فلسفہء تاریخ و اجتماعیات کے دو مشہور استادوں کی رائیں

عروج و بقا کے سلسلہ میں فلسفہء تاریخ اور اجتماعیات کے دو مشہور استادوں کی رائیں یہ ہیں۔

علامہ ابن خلدون کہتے ہیں۔

"قوموں کی ترقی نہ مادی ترقی کی فراوانی سے ہوتی ہے اور نہ صرف عقل و دماغ کی ترقی سے بلکہ اس کے لئے قومی عصبیت اور اخلاق کی ضرورت ہے۔

وہ اخلاق جن سے قوموں کی زندگی پیدا ہوتی ہے اور عزت و سلطنت ملتی ہے یہ ہیں۔ عمدہ اور اچھی عادتیں' مظلوم و بے کس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے باتوں کی برداشت مکروہات و مصائب پر صبر' محنت و مشقت اور جدوجہد سے جی نہ چرانا' حق بات کو بغیر کسی رعونت کے سننا اور اس کی پیروی کرنا۔ عہد اور وعدوں کو پورا کرنا' ضعیف الحال لوگوں کے ساتھ انصاف اور شفقت سے پیش آنا' اور بذل و سخاوت سے کام لینا' مسکینوں سے تواضع کے ساتھ ملنا' داد خواہوں کی فریاد سننا' عزت کی حفاظت کے لئے تن من دھن کی بازی لگا دینا۔ لوگوں سے عفو کے ساتھ پیش آنا۔ مہمانوں کی میزبانی کرنا' اور مکرو دغا اور نقض عہد سے پرہیز کرنا وغیرہ۔ (۵۲)

ڈاکٹر لیبان کہتے ہیں۔

ہر قوم میں انقلاب و تغیراب صرف اخلاق کے ذریعہ ہوتے ہیں اور وہی ان کے مستقبل کا سنگ بنیاد رکھتے ہیں .... قومی زندگی کی بنیاد صرف اخلاق کے ستونوں پر قائم ہے عقل و دماغ کا حصہ ان میں بہت کم ہے .... جب کسی قوم کا شیرازۂ اخلاق درہم برہم ہو جاتا ہے تو وہ مرجاتی ہے اور اخلاقی اوصاف میں اس قدر تنزل ہوتا ہے جس قدر قوم عقل و دماغ میں ترقی کرتی ہے .... جماعت انسانی کا نظام' مذہب کی بنیاد' سلطنتوں کا معیار صرف اخلاق کی سطح پر قائم ہے۔ عقل کو اس میں کوئی دخل نہیں ہے .... تمام قومیں صرف اخلاق ہی کے ذریعہ حسن و حرکت کرتی ہیں اور صرف غور و فکر سے دنیا کا کام نہیں چلتا ہے .... عقلی انقلابات میں ذہانت دوسرے درجہ کا انقلاب ہے اصلی سنگ بنیاد صرف اخلاق ہے لیکن وہ کارخانوں اور کتابوں کے اوراق میں نہیں ملتا ہے بلکہ اس کی تحصیل کے لئے دفتر کے دفتر الٹنے پڑتے ہیں اور مختلف قوموں سے واقفیت حاصل کرنی ہوتی ہے ....

دو قوموں کی مثالیں

پھر ڈاکٹر موصوف نے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں مختلف قوموں کی مثال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش کی ہے۔ مثلاً"

"رومن قوم اپنے تنزل و انحطاط کے زمانہ میں عقلی حیثیت سے اپنے آباؤاجداد کی بہ نسبت زیادہ طاقتور تھی۔ تاہم چونکہ اپنی آبائی وراثت اقدام، عزم، شجاعت، جانبازی غرض ان تمام اخلاق کو جن کے ذریعہ ان کے آباؤ اجداد نے ترقی کی وہ کھو چکی تھی۔ اس لئے بالآخر تنزل کے غار میں گر پڑی۔

ہندوستان کے تیس کروڑ باشندوں کو ساٹھ ہزار انگریزوں نے محض اخلاق کی استواری کی بنا پر اپنا غلام بنا لیا حالانکہ عقلی حیثیت سے ہندوستان میں بہت سے لوگ ہیں جو انگریزوں کے دوش بدوش کھڑے ہو سکتے ہیں بلکہ بعض کو فلسفیانہ مباحث میں ان پر ترجیح دی جا سکتی ہے۔ (۵۳)

قرآنی اخلاق کی بنیاد عالمگیر افادیت اور عمومی رحمت پر ہے

یہاں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ قرآن حکیم جس قسم کا اخلاق قوم میں پیدا کرتا ہے اور جس پر قومی ترقی کی بنیاد رکھتا ہے اس کی حیثیت اس اخلاق جیسی نہیں ہے۔ جو قومی ترقی و سربلندی کے لئے قومی پیمانہ پر اپنایا جاتا ہے کہ اس کا اثر صرف اس قوم کے دائرہ تک محدود رہتا ہے اور دوسری قوموں کے لئے وحشت و بربریت کا مظاہرہ بدستور جاری رہتا ہے۔ بلکہ یہ اخلاق عالمگیر افادیت اور عمومی رحمت پر مبنی ہونے کے ساتھ اس نظریہ کے ماتحت ہوتا ہے کہ

الخلق کلھم عیال اللہ۔ (الحدیث)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النلس کلھم اخوۃ۔ (الحدیث)

تمام مخلوق اللہ کی عیال ہیں

تمام لوگ بھائی بھائی ہیں۔

یہ روحانی تقاضہ کے طور پر اپنایا جاتا ہے اور نیابت الٰہی کی شان پیدا کرتا ہے۔ اور وہ قومی عصبیت و منافرت کے پیمانہ پر قبول کیا جاتا ہے اس کی بنیاد خدا پرستی اور روحانی پاکیزگی پر ہوتی ہے اور اس کی قوم پرستی و وطن پرستی پر رکھی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے ہر اجتماعی مسئلہ کی بنیاد محبت و مروت' بھلائی و ہمدردی' احسان و سلوک غرض ان "جواہر" پر رکھی ہے جن سے انسانیت نشوونما پا کر بالیدگی حاصل کرتی ہے بخلاف جدید دنیا کی "اجتماعیات" کے اس کے ہر گوشہ اور ہر سوشہ میں عصبیت و منافرت کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی ہے۔

زوال کی بنیاد بداخلاقی پر رکھی جاتی ہے

جس طرح عروج کی بنیاد اخلاق پر رکھی جاتی ہے اسی طرح زوال کی بنیاد بداخلاقی پر ہوتی ہے کیونکہ جو خرابی اس راہ سے آتی ہے۔ اس کی براہ راست زدانسان کی اخلاقی ساخت پر پڑتی ہے اور اس کے پورے نظام کو درہم برہم کر دیتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زندگی کے "جواہر" ختم ہو کر "جراثیم" نمودار ہو جاتے ہیں اور وہ زندہ رہنے کی صلاحیت فنا کر دیتے ہیں چنانچہ قرآن حکیم میں جہاں کہیں بھی قوموں کی ہلاکت و بربادی کا ذکر آیا ہے اس کا سبب بدعملی و بداخلاقی کو قرار دیا گیا ہے۔

چند آیتیں یہ ہیں۔

فاھلکھم بذنوبھم ۸/۵۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بذنوبہم
فاخذہم اللہ بذنوبہم ۸ ر ۵۰
ہم نے ان کے گناہوں کی وجہ سے انہیں ہلاک کیا اللہ نے ان کے گناہوں پر انہیں پکڑ لیا۔
اس آیت میں قاعدہ کلیہ بیان کیا گیا ہے۔
واذا اردنا ان نہلک قریتہ امرنا مترفیہا ففسقوا فیہا فحق علیہا القول فدمرنہا تدمیرا"۔ ۱۷ ر ۱۶
اور جب ہمیں کسی بستی کو ہلاک کرنا ہوتا ہے تو اس بستی کے خوشحال لوگوں کو حکم (تکوینی) دیتے ہیں پس وہ نافرمانی میں سرگرم ہو جاتے ہیں جس کی بنا پر عذاب کی بات ان پر ثابت ہو جاتی ہے پھر ہم (پاداش عمل میں) انہیں برباد و ہلاک کر ڈالتے ہیں۔
درج ذیل آیت میں ہر ایک کا مقام اعمال کے لحاظ سے بیان کیا گیا ہے۔
ولکل درجت مما عملوا وماربک بغافل عما یعملون۔ ۶ ر ۱۳۲
ہر ایک کے اس کے اعمال کے مطابق درجے ہیں اور تمہارا پروردگار ان کے اعمال سے غافل نہیں ہے۔

قوموں کی تاریخ سے اس کا ثبوت

مذکورہ حقیقت کا ثبوت قوموں کی تاریخ سے اس طرح ملتا ہے کہ بالعموم اقتدار و سلطنت سے دستبردار ہونے والی قوم فوجی تفوق اور مادی وسائل میں بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ لیکن تمدنی عیش و عشرت اور بے آہنگ عقل و ہوس کی نمائش اخلاقی جواہر فنا کر کے اس کا حوصلہ پست کر دیتی ہے اور مقابل کی قوم مادی وسائل کے اعتبار سے پست ہوتی ہے اس کے باوجود اخلاقی اقدار کی تخم ریزی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی وجہ سے فوجی اسپرٹ و دیگر لوازم حیات اس میں موجود ہوتے ہیں۔ چنانچہ عزم و ہمت کے ساتھ نیا حوصلہ لے کر وہ میدان میں آتی ہے اور مقابل قوم کو شکست دے کر خود قابض بن جاتی ہے۔

ایک شبہہ کا ازالہ

یہاں بحث عروج و زوال کے اصلی "سنگ بنیاد" سے ہے اس بناء پر یہ کہنا صحیح نہ ہو گا کہ علوم و فنون کی ترقی اور مادی وسائل قومی زندگی میں کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔

صورت یہ ہے کہ اخلاقی طاقت مادی وسائل کی کمی کی تلافی کر دیتی ہے لیکن مادی وسائل کی فراوانی اخلاقی فقدان کی تلافی نہیں کر سکتی ہے بلکہ ایسی حالت میں تمدن خود تمدن کا دشمن بن کر ہلاکت و بربادی کا موجب ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتخاب فطری اور بقائے اصلح

جدید دنیا کے فلسفیوں نے عروج و بقا کے لئے "بقائے اصلح" کا نظریہ پیش کیا ہے۔ اس کا ثبوت بعض قدیم مذاہب اور نظریات میں بھی ملتا ہے لیکن "ڈارون" نے نہایت واضح دلائل پیش کر کے اس کو تمام عملی شعبوں پر حاوی بنا دیا ہے۔ اس لئے اس زمانہ میں انہیں کے نام کے ساتھ اس کی شہرت ہو گئی ہے۔

یہ نظریہ ایک حد تک اب فرسودہ ہو چکا ہے۔ لیکن ابھی خلاف نظریات کو نہ تو عمومی حیثیت حاصل ہوئی ہے اور نہ ہی علوم و فنون کا کوئی شعبہ اس کی زد سے محفوظ ہو سکا ہے۔ اس لئے قومی و جماعتی زندگی کی حد تک اس کی تشریح کر دینی ضروری ہے۔

نظریہ بقاء اصلح کی اجمالی تشریح

موقع کی مناسبت سے اس سلسلہ کی تین اصطلاحیں قابل ذکر ہیں۔

(۱) تنازع للبقاء:۔ زندہ اور باقی رہنے کے لئے باہمی کشمکش

(۲) انتخاب طبعی:۔ جو چیزیں باقی رہنے کے لائق ہیں طبعی طور پر قیام و بقاء کے لئے انہیں کا انتخاب

(۳) بقاء اصلح:۔ وہی چیزیں باقی رہتی ہیں جن میں باقی رہنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔

ڈارون نے "بقائے اصلح" کی تدبیر کو ہر شے کی ارتقاء کا ذریعہ قرار دیا اس طرح کہ نباتات' حیوانات اور انسان سب کے سب زندگی کی کم ترقی یافتہ شکلوں سے عالم وجود میں آتے ہیں اور انواع میں باہمی امتیاز ان کی بقا سے ہوتا ہے اور بقا ان انواع کو حاصل ہوتا ہے جن کے قویٰ اس ماحول کے مناسب ہوتے ہیں جن میں یہ واقع ہو گئے ہیں۔

اس لحاظ سے ہر ایک کشمکش حیات میں مصروف ہے اس کشمکش میں جنہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدافعت کے مناسب آلات میسر آتے ہیں وہ باقی رہتے ہیں اور جو غیر موزوں و ناقابل ہوتے ہیں وہ محو ہو جاتے ہیں۔

مذکورہ نظریہ کی بنا پر نہ صرف یہ کہ انسان حیوان کی ترقی یافتہ شکل قرار پاتا ہے بلکہ انسان ہر حیثیت سے اپنی بقا کے لئے ماحول کے مناسب بننے پر ہی مجبور ہوتا ہے۔ قرآن حکیم نے عروج و بقا کے لئے "اصلح" ہی کا نظریہ پیش کیا ہے لیکن اس کو جانچنے کے لئے "انفع" کا معیار مقرر ہے۔ اس طرح کہ صلاحیت افادیت کے پیمانہ سے ناپی جاتی ہے خلق خدا کے لئے جو قوم اپنی صلاحیت و کردار کی بنا پر زیادہ نفع مند ثابت ہوتی ہے وہ باقی رہتی ہے اور جو صلاحیت یا کردار کے نہ پائے جانے کی وجہ سے غیر نافع بن جاتی ہے وہ چھانٹ دی جاتی ہے۔ ارتقاء کا تصور یہاں بھی ہے لیکن وہ "ارتقاء" جسم انسانی تک محدود ہے اور اس ارتقاء کی ابتداء جسم انسانی سے ہوتی ہے۔ پھر روحانی ارتقاء کا لامتناہی سلسلہ جاری رہتا ہے اس میں انسان خدائی اخلاق اپنے اندر پیدا کرتا ہے خدائی صفات کا مظہر بنتا ہے اور پھر خدا سے ہمکنار ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ ارتقاء کی غیر محدود شاہراہ اور بلندی کا انتہائی مقام ہے۔

بین الاقوامی میدان میں "اصلح قوم" کے قیام و بقا کی کیا صورت ہوتی ہے؟ قرآن حکیم کی روشنی میں اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

قوموں کی باہمی مزاحمت و مدافعت ہی کی بدولت نشوونما و ارتقا کا کام جاری رہتا ہے

فطرت کے تقاضہ کے مطابق مادی و معنوی ہر گوشہ میں بناؤ و استوار اور اصلاح و تربیت کا کام جاری رہنا ضروری ہے۔ اس کے بغیر نہ نشوو ارتقاء کا سلسلہ قائم رہ سکتا ہے اور نہ ہی دنیا کا نظام چل سکتا ہے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے جبکہ غیر صالح (تخریبی سرگرمیوں میں مصروف قوم) کو ہٹا کر صالح (بناؤ سنوار کرنے والی قوم) کو آگے بڑھایا جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مفہوم کو ثابت کرنے والی چند آیتیں ہیں۔

ولولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض لفسدت الارض ولکن اللہ ذوفضل علی العلمین۔ ۲/۲۵۱

اگر اللہ ایک گروہ کے ذریعہ دوسرے گروہ کو نہ ہٹاتا رہتا تو زمین (دنیا) خراب ہو جاتی لیکن اللہ سب عالموں کے لئے فضل و رحمت رکھنے والا ہے۔

دوسری آیت ہے۔

ولولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض لہدمت صوامع وبیع وصلوات ومسجد یذکر فیہا اسم اللہ کثیرا"۔ ۲۲/۴۰

اگر اللہ تعالٰی بعض کے ہاتھوں بعض کی مدافعت نہ کراتا رہتا تو کسی قوم کی عبادت گاہیں محفوظ نہ رہتیں۔ خانقاہیں، گرجے، دوسری قسم کی عبادت گاہیں اور مسجدیں جن میں کثرت سے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ وہ سب گرا دی جائیں اور بالآخر امن و امان سب خاک میں مل جاتا)

تیسری آیت یہ ہے

ولواتبع الحق اھوائھم لفسدت السموات والارض ومن فیھن۔ ۲۳/۷۱

اگر حق لوگوں کی خواہشات کی پیروی کرتا تو زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے یک قلم درہم برہم ہو جاتا۔

ان آیتوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قوموں کی باہمی کشمکش اور پھر ایک کے ذریعہ دوسرے کی مدافعت ہی کی بدولت موجودہ نظام قائم ہے اور نشوونما و ارتقاء کا سلسلہ جاری ہے اب سوال یہ ہے کہ آنے والی قوم کس قسم کی ہوتی ہے؟ درج ذیل آیت سے ثابت ہوتی ہے کہ آنے والی قوم خلق خدا کو نفع رسانی میں جانے والی قوم سے بہتر ہوتی ہے۔

وان تتولوا یستبدل قوما" غیرکم ثم لایکونوا امثالکم۔ ۴۷/۳۸

اگر تم روگردانی کرو گے تو اللہ تمہاری جگہ دوسری قوم کو بدل کر لے آئے گا پھر وہ تم جیسی نہ ہو گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر صالح کے مقابلہ میں صالح قوم آئے گی اور وہ حق و عدالت اور تعمیری نشو و ارتقا کا کام جاری رکھے گی۔

قیام و بقا کے لئے اخلاقیت کی اعلیٰ پیمانہ پر تنظیم اور افادیت کی ترقی کا سلسلہ جاری رہنا ضروری ہے

قرآن حکیم نے قیام و بقا کے لئے بنیادی حیثیت سے دو چیزیں ضروری قرار دی ہیں۔ اور یہ دونوں انسانی فطرت و مقام کے مطابق ہیں۔ (۱) اخلاقیت کی اعلیٰ پیمانہ پر تنظیم اور (۲) مادیت کے ارتقا کا سلسلہ، ان دونوں میں کسی ایک سے بھی غفلت برتی گئی تو بین الاقوامی میدان میں نہ وہ "اصلح قوم کہلانے کی مستحق ہو گی اور نہ ہی اس کے قیام و بقا کی کوئی ضمانت ہو گی۔

یعنی اگر صرف مادیت کی طرف توجہ کی گئی اور اس کے ساتھ بلند تصورات و اخلاقی اقدار کی تنظیم نہ ہوئی تو آگے چل کر یہی مادیت غیر مفید بلکہ تباہ کن بن جائے گی۔ قوموں کی تاریخ میں ایسی مثالیں بکثرت ملتی ہیں جنہوں نے ابتدا میں چند اخلاقی تبدیلیاں کر کے اقتدار حاصل کر لیا۔ لیکن بعد میں مادیت کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو کر تباہ و برباد ہوئیں۔

اسی طرح اگر بلند تصورات و اخلاقی اقدار کے ساتھ مادیت کا ارتقا نہ جاری رہا تو اس سے نہ کوئی مضبوط (پائدار کلچر پیدا ہو گا اور نہ ہی اس کے بقا کی کوئی ضمانت حاصل ہو گی۔ تاریخ میں ایسی قوموں کی مثالیں بھی موجود ہیں کہ قوت و سلطنت چھن جانے کے بعد جب مادی ارتقاء کا سلسلہ ختم ہو گیا تو ان کا علم اور تہذیب و تمدن وغیرہ سب رخصت ہو گئے اور بالآخر رفتہ رفتہ وہ قومیں بھی ختم ہو گئیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چند قرآنی آیات سے اس کا ثبوت

ذیل میں چند آیتیں ذکر کی جاتی ہیں جن کے قیام و بقا کے لئے اخلاقیات کی اعلیٰ پیمانہ پر تنظیم اور مادیات کے ارتقا ہوتے رہنے کا ثبوت ملتا ہے۔

واعدلهم ماستطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله وعدوكم واخرين من دونهم لاتعلموهم الله يعلمهم۔ ۸ ر ۶۰

جہاں تک ہو سکے قوت و طاقت کے سامان پیدا کر کے اور گھوڑے تیار رکھ کر دشمنوں کے مقابلہ کے لئے تیار رہو اور اس تیاری سے تم اپنے اور اللہ کے دشمنوں پر دھاک بٹھائے رکھو گے اور ان لوگوں پر بھی جن کی تمہیں خبر نہیں لیکن اللہ انہیں جانتا ہے۔

آیت میں قوت و طاقت کے سامان سے ہر وقت لیس رہنے کا حکم ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ زندگی کا کوئی دور ایسا نہیں ہے۔ جس میں مادیت کے بغیر کام چل سکے۔ لفظ "من قوۃ" کی عمومیت سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دنیا میں مادی ارتقاء ہوتا رہنا ضروری ہے اور اس ارتقاء کا ساتھ دیئے بغیر کوئی قوم اپنے کو باقی نہیں رکھ سکتی۔

بعد کی آیتوں میں چند اخلاقی اوصاف گنائے گئے ہیں جو زندگی کو منظم کرنے والے اور مادی ترقی کو انسانیت کے لئے مفید بنانے والے ہیں مثلاً" (۱) ایمان و یقین' (۲) ایثار و قربانی۔ (۳) اعتماد و توکل۔ (۴) تائید غیبی کی امید۔ (۵) محبت وغیرہ

تنظیم اخلاق سے متعلق دو آیتیں یہ ہیں۔

يايهاالذين امنو كونو قوامين لله شهداء بالقسط ولايجرمنكم شنان قوم على ان لاتعدلوا اعدلواهو اقرب للتقوى واتقو لله۔ ۴ ر ۸

يايهاالذين امنوا كونو قوامين بالقسط شهداء لله ولوعلى انفسكم اولوالدين والاقربين ان يكن غنيا اوفقيرا" فالله اولى بهما فلا تتبعوالهوى ان تعدلوا۔ ۴ ر ۳۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے ایمان والو اللہ کے لئے مضبوطی سے قائم رہنے والے اور انصاف سے گواہی دینے والے ہو جاؤ کسی گروہ کی دشمنی تمہیں اس بات کے لئے آمادہ نہ کرے کہ اس کے ساتھ بے انصافی کرو ہر حال میں انصاف کرو یہی تقویٰ سے لگتی بات ہے۔

اے ایمان والو! مضبوطی کے ساتھ انصاف پر قائم رہنے والے اور خدا لگتی گواہی دینے والے ہو جاؤ اگرچہ یہ گواہی اپنے نفس یا ماں باپ اور رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو اگر ان میں کوئی مالدار یا محتاج ہے (تو تمہیں اس کی رعایت کرنے کی ضرورت نہیں ہے) بلکہ اللہ سب سے بڑھ کر ان کی پرداخت کرنے والا ہے (کہیں) ان کی خاطر تم اپنی خواہش کی اتباع کر کے حق و انصاف سے انحراف نہ کر جاؤ۔

حاصل یہ کہ اخلاق کی ایسے اعلیٰ پیمانہ پر تنظیم ہونی چاہئے کہ اس کے نفاذ میں کسی گروہ کی دشمنی یا کسی عزیز سے عزیز ترین کی جانبداری حتیٰ کہ اپنی ذات کی رعایت کو بھی دخل نہ ہو۔

قرآن حکیم کی نظر میں "اصلح" بننے کے لئے صفت عدالت اصل معیار ہے'

قرآن حکیم نے قومی و جماعتی زندگی میں "عدل اور عدالت" پر سب سے زیادہ زور دیا ہے۔ غور سے دیکھا جائے تو تمام محاسن اعمال کی بنیاد اور قومی اخلاق کا خلاصہ یہی خصلت ہے۔

ذیل میں اس کی تشریح کی جاتی ہے تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ قومی زندگی میں اس کا کیا مقام ہے اور قوم کو "اصلح" بنانے میں اسے کس قدر دخل ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام غزالیؒ نے "عدل" کو مجموعہ فضائل قرار دیتے ہوئے یہ تعریف کی ہے

"قوت عقلی اور قوت شہوانی کی ضروری ترتیب اور پھر اس کے مطابق ان قوتوں کے وجود پذیر ہونے کا نام "عدل" ہے

پھر کہتے ہیں۔

"عدل مجموعہ فضائل کا نام ہے فضائل کے تینوں اصول (عفت، حکمت، شجاعت) کے فروغ خود عدل کے فروع ہیں۔ (۵۴)

حضرت شاہ ولی اللہ نے عدالت کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی ہے۔

ھی ملکتہ فی النفس تصدر عنہا الافعال التی یقام بہا نظام المدینتہ والحی بسہولتہ (۵۵)

"عدالت" ایک ملکہ کا نام ہے جس سے ایسے اعمال و افعال صادر ہوتے ہیں کہ ان کے ذریعہ ملکی و قومی انتظام باسانی قیام پذیر ہوتے ہیں۔

شاہ صاحب کے نزدیک عدالت ایک ملکہ ہے کہ جس کے حاصل ہونے کے بعد فکری و عملی دونوں قوتیں ٹھیک استعمال ہونے لگتی ہیں اور حقوق و فرائض کی ادائیگی میں سہولت ہوتی ہے۔

قومی اور جماعتی عدل میں یہ بات بھی داخل ہے کہ ہر فرد عدل کے قائم کرنے میں اپنی ڈیوٹی پوری کرے اور عدل کو بروئے کار لانے کے لئے جن جن اعمال و افعال کی ضرورت ہے۔ ہر فرد اپنی طاقت بھر انہیں انجام دے۔ عدل کے بروئے کار آنے کا مطلب یہ ہے کہ ہر شے اپنے محل اور اپنی حدود کے اندر ہو۔ ہر شخص اپنا حق پائے اور بغیر کسی کمی کے دوسرے کا حق ادا کرے۔

افلاطون کے نزدیک عدالت کا اصلی جوہر روحانی و داخلی ہے یعنی انسان کی اندرونی و روحانی زندگی اتنی منظم ہو کہ ہر شخص اپنا کام کرے اور دوسرے کے کام میں دخل نہ دے۔ (۵۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"آر۔ اے۔ پی رو جرس" کہتے ہیں۔

"چار فضائل اصلیہ، حکمت، شجاعت، اعتدال اور عدالت میں عدالت سب سے بلند پایہ ہے یہ تمام فضائل کا اتمام اور سرتاج ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو باقی اپنی غایت کو کھو بیٹھیں۔ (۵۷)

"پروفیسر جان ڈیوی" اور "پروفیسر جیمس ایچ ٹفٹس" نے عدالت کے یہ معنی بیان کئے ہیں۔

"عدالت کا لفظ جب بہت ہی وسیع معنی میں مستعمل ہوتا ہے تو اس سے صداقت شعاری، درست کرداری اور راستبازی مراد ہوتی ہے۔ اس مفہوم کے لحاظ سے عدالت اخلاق کا ماحصل ہے یہ نیکی کی ایک قسم نہیں ہے۔ بلکہ عین نیکی ہے۔ اور عادلانہ فعل ہی واجب العمل فعل ہے۔

یہی شے انصاف پسندی، داد گری، ناطر فداری اور دیانتداری کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اور عدالت کے سب سے محدود معنی وہ ہیں جن کی رو سے عدالت اور قانون کے ذریعہ حقوق کی حمایت ہوتی ہے۔ (۵۸)

مذکورہ تصریحات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عدل و عدالت کے مفہوم کی وسعت و گہرائی زندگی کے تمام گوشوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے اور زندگی کی روح رواں یہی خصلت ہے۔ دنیا کی جو قوم جس حد تک اس خصلت کو اپنائے گی اسی لحاظ سے وہ دوسرں کے مقابلہ میں "اصلح" قرار دی جائے گی اور قیام و بقا کی مستحق ہو گی۔

ذیل میں ہم تنظیم و تربیت کے وہ بنیادی اصول بیان کرتے ہیں جن سے قومی و جماعتی زندگی میں عدل و عدالت کے صفت نمودار ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصلاح قوم کی تنظیم و تربیت کے بنیادی اصول

تنظیم و تربیت کی دو شکلیں ہیں۔ (۱) پہلی یہ کہ چند اجتماعی کمزوریاں دور کر کے کسی انقلابکو خوش آمدید کہنے کے لئے قوم کو تیار کر لیا جائے اور (۲) دوسری یہ کہ ہر ہر فرد کی زندگی میں ایک گہری تبدیلی پیدا کی جائے۔ ان کا زاویہ نگاہ بدلا جائے اور زندگی کے ہر موڑ و ہر موقف پر ان کی تربیت کی جاتی رہے۔

ظاہر ہے کہ ان دونوں تنظیموں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ پہلی صورت میں خرابیاں اور دشمن تمدن "جراثیم" جلد غلبہ پا جائیں گے جس کی بنا پر جلد ہی وہ قوم ترقی سے تنزل کی طرف آجائے گی اور دوسری صورت میں اگر ٹھیک عملدرآمد ہوتا رہا تو خرابیوں کے غلبہ پانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے اور اگر قومی زندگی کو سستی و کاہلی اور عیش پرستی نے گھیر لیا ہے۔ تو چونکہ اٹھان اس کی مضبوط تھی اس لئے گرنے کے لئے بھی ایک مدت درکار ہو گی۔

قرآن حکیم نے دوسری قسم کی تنظیم کا حکم دیا ہے اور اس کی حفاظت کے لئے "امر بالمعروف" و "نہی عن المنکر" کو قومی زندگی کا نصب العین ٹھہرایا ہے جس سے ایک طرف تو "معروف" کی پرورش اور نشوونما ہو کر اس کا غلبہ ہوتا رہتا ہے اور دوسری طرف "منکر" پر قابو پانے کی جدوجہد برابر جاری رہتی ہے۔ اس طرح وہ چیزیں اکٹھا ہوتی رہتی ہیں جو تمدن کو پروان چڑھاتی ہیں اور وہ باتیں کم ہوتی رہتی ہیں جن سے تمدن کو نقصان پہنچتا ہے۔

یہاں یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ قرآن حکیم نے "اصلاح قوم" کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنظیم و تربیت کے لئے جو حدود و نقوش متعین کئے ہیں وہ اونچے سے اونچے معیار کے حامل ہیں اور حقیقی دوائمی قیام و بقا کے ضامن ہیں۔ دنیا کی جو قوم ٹھیک اپنے آپ کو اس معیار کے مطابق بنائے رہے گی اسے کبھی زوال نہ ہو گا اور جو جس قدر اس سے دور ہوتی جائے گی اسی مناسبت سے اس کا زوال ہوتا جائے گا اس بارے میں درج ذیل سورت خاص اہمیت رکھتی ہے۔

والعصر ان الانسان لفی خسر الاالذین امنو وعملو الصلحت وتواصوا بالحق وتواصو بالصبر۔ ۱۰۳/۱-۲

زمانہ (تاریخ انسانی) اس بات پر شاہد کہ انسان ہمیشہ خسارہ اور گھاٹے میں رہے سوائے ان کے جو ایمان لائے اور عمل صالح کئے اور ایک دوسرے کو حق بات کی اور مشکلات میں ثابت قدم رہنے کی صلاح دیتے رہے۔

تنظیم و تربیت کے بنیادی اصول چار ہیں

یہ چار اصول ہیں۔ (۱) ایمان' (۲) عمل صالح۔ (۳) تواصی بالحق اور (۴) تواصی بالصبر ان کی صداقت کے لئے قرآن حکیم نے زمانہ کی پوری تاریخ شہادت میں پیش کی ہے۔ عمومیت پیدا کرنے کے لئے ان کی تعبیر ہم اس طرح کر سکتے ہیں۔

(۱) جن نظریات پر کسی تحریک کی بنیاد رکھی گئی ہو یا کسی قوم کی تنظیم ہوئی ہو وہ افراد جماعت کی رگ رگ میں سمائے ہوئے اور ان کی پوری زندگی پر چھائے ہوئے ہوں۔ (۲) ان نظریات کو بروئے کار لانے کے لئے جن جن تدبیروں اور صلاحیتوں کی ضرورت پڑے اور جس جس قسم کی اطاعت و فرمانبرداری کا مطالبہ کیا جائے اس کے لئے قوم کے افراد ذاتی مفاد کو نظر انداز کر کے ہر طرح کی قربانی کے لئے تیار رہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) قوم کا ہر ہر فرد قولی اور عملی طور پر ان نظریات کا مبلغ ہو اور ایک دوسرے کی نگہداشت اور تعلیم و تربیت کو اپنی ذمہ داری سمجھتا ہو۔

(۴) قوم کے افراد عزم و استقلال کے ساتھ مصائب و مشکلات میں ثابت قدم رہیں اور آپس میں ایک دوسرے کو اسکی تلقین کرتے رہیں۔

قرآن حکیم کی روشنی میں ہر ایک کی تفصیل یہ ہے۔

ایمان

ایمان قلب و ذہن کی خاص کیفیت کا نام ہے

ایمان بے جا تصدیق اور جامد عقیدہ کا نام نہیں ہے بلکہ علم و عقیدہ اور معرفت و محبت کے حسین امتزاج سے قلب و ذہن کی ایک خاص کیفیت کا نام ہے۔

یہ خاص کیفیت قلب و ذہن میں اس وقت پیدا ہوتی ہے۔ جب انسان اپنی خواہش' اپنی مرضی حتیٰ کہ اپنی ذات کو اس کی مرضی اور ارادہ پر چھوڑ دیتا ہے جس پر وہ "ایمان" لایا ہے اس درجہ پر پہنچنے کے بعد انسان کا شیشۂ دل و دوسرے تمام خیالات کے گرد و غبار سے پاک وصاف ہو جاتا ہے۔ اور تمام اعمال و افعال کا محور اور مرجع وہی ذات بن جاتی ہے جس کی رضا جوئی پر اپنی شخصیت اور مرضی فنا کی ہے۔ قرآن حکیم سے اسی ایمان کا ثبوت ملتا ہے۔

ایمان قوت و طاقت کا سرچشمہ ہے

نیز قوت و طاقت کا سرچشمہ اور انقلاب و تحریک کی کامیابی کی جان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی ایمان قرار دیا جاتا ہے۔ اسی کے ذریعہ قومی زندگی کی تشکیل ہوتی ہے۔ صلاحیتیں منظم ہوتی ہیں اور وہ "عناصر" زندگی میں ابھرتے ہیں جو ترقی کے لئے درکار ہیں۔ یہ اس لئے کہ ایمان کا براہ راست ایسے عالم (انفس) سے تعلق ہے جہاں سب سے پہلے انقلاب کی تخم ریزی ہوتی ہے اور جہاں افکار و احساسات اور تصورات کی تخلیق ہوتی ہے یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ کسی انقلاب کے لئے جب "عالم نفس" کی فضا سازگار بن گئی تو عالم آفاق کے تمام مرحلے نہایت آسانی سے طے ہوتے رہتے ہیں۔

برخلاف اس کے بے جان تصدیق اور جامد عقیدہ کو اندرونی تبدیلی سے کچھ زیادہ سروکار نہیں ہوتا ہے۔ صرف جذبات کی تسکین کے لئے چند ظاہری اعمال کی نمائش ہو جاتی ہے۔ اس بنا پر وہ جمود و تعطل کی زندگی کو فروغ دیتا ہے اور بسا اوقات قومی ترقی میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔ اجتماعیین نے جس ایمان کو قوت و طاقت کا سرچشمہ قرار دیا ہے وہ قرآنی ایمان ہے جیسا کہ درج ذیل اقتباس سے معلوم ہوتا ہے۔

"قوت ایمان ایک ایسی قوت ہے جس میں یہ پیدا ہو جاتی ہے اس کی قوت میں دس گنا اضافہ ہو جاتا ہے

"انجیل میں بہت صحیح آیا ہے کہ قوت ایمانی پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہلا سکتی ہے۔"

"جو لوگ "تاریخی انقلاب کے باعث ہوئے وہ چند مسکین اور ایماندار لوگ تھے جن کی قوت ایمانی نہایت مضبوط اور مستحکم تھی۔ (۵۹)

دوسری جگہ ہے۔

"جو شے ایک سپاہ کو دوسری پر کامیاب رکھتی ہے وہ یہ خارجی مؤثرات نہیں ہیں۔ (گو ایک حد تک نہیں ہوتے ہیں) بلکہ ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندرونی قوت ہوتی ہے۔ صرف اعتقاد کی قوت تھی جس نے عرب بادیہ نشین کو کسریٰ و قیصر کی ٹڈی دل اور قواعد دان فوج پر غالب کر دیا"۔

"ذیل میں چند آیات ذکر کی جاتی ہیں جن سے مذکورہ بالا بیان کی تصدیق ہوتی ہے۔

ایمان کا لازمی نتیجہ محبت اور محبوبیت ہے

والذین امنوا اشد حبا للہ۔ ۲ ر ۱۶۵

جو لوگ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں ان کے دلوں میں سب سے زیادہ اللہ کی محبت ہوتی ہے۔

یعنی تمام ماسوا کے "بت" دل سے نکل کر دل صرف اللہ کا جلوہ گاہ بنتا ہے اور اس سے محبت اور تعلق اس قسم کا ہوتا ہے کہ اس کے مقابلہ میں نہ عزیز سے عزیز ترین تعلقات کی کوئی قیمت رہتی ہے اور نہ شان و شوکت والی طاقتوں کی کوئی حیثیت' انسان جب تعلق باللہ کے اس مرحلہ پر پہنچتا ہے تو اللہ کا تصور زندگی کے تمام گوشوں میں چھا جاتا ہے' اور نیابت الٰہی کے خدوخال ابھر آتے ہیں جس کی بنا پر فکر و نظر میں وسعت' دل میں قوت جذب اور شعور میں بیداری پیدا ہوتی ہے۔ نیز اخلاق و کردار صفات الٰہی کا مظہر بن جاتے ہیں، جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے۔

لایسعنی الا قلب مومن۔ (الحدیث)

میری سمائی بجز قلب مومن کے اور کہیں نہیں ہوتی ہے۔

قل ان کان اباؤکم وابناؤکم واخوانکم و ازواجکم وعشیرتکم واموال نااقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومسکن ترضونھا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ۔ ۹ ر ۲۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے پیغمبر ایمان والوں سے یہ بات کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے تمہارے بھائی تمہاری بیویاں' تمہاری برادری تمہارا مال جو تم نے کمایا ہے تمہاری تجارت جس کے مندا پڑ جانے کا ڈر ہے اور تمہارے رہنے کے پسندیدہ مکانات (یہ ساری چیزیں) تمہیں اللہ سے اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں۔ تو اللہ کے حکم کا انتظار کرو۔ (جو اس تن آسانی اور دنیا طلبی پر آنے والا ہے)

یہ اللہ کا حکم قومی موت اور ذلت و خواری کی شکل میں ہوتا ہے اور محبت و محبوبیت میں کمی بیشی کے لحاظ سے اس حکم کے درجہ مختلف ہوتے ہیں۔

تیسری آیت

لاتجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخریوا دون من حاد اللہ ورسولہ ولوکانو اباءھم او اخوانھم او عشیرتھم اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ ۲۲/۵۹

یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے محبت کرتا ہوا پائیں اگرچہ وہ دشمن ان کے اباؤ اجداد آل اولاد۔ بھائی بند اور کنبہ قبیلہ ہی کے کیوں نہ ہوں اور اصل (اسی درجہ کے ایمان رکھنے والے) وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں ایمان قائم ہو چکا ہے اور جنکی غیب کے فیض سے تائید ہوتی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ حقیقی ایمان اور اس کا لازمی نتیجہ محبت و محبوبیت انسان کے ارادہ و تصرف، قول و فعل دوستی و دشمنی وغیرہ سب پر چھایا ہوتا ہے اور یہی اس کی شناخت ہوتی ہے۔

ایمان جان اور مال کا سودا ہوتا ہے

ایمان کی حقیقت سمجھنے کے لئے درج ذیل آیت بھی خاص اہمیت رکھتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے:-
ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنتہ یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون وعدا علیہ حقًا فی التورۃ والانجیل القران ومن اوفی بعھدہ من اللہ فاستبشرو ببیعکم الذی بایعتم بہ وذالک ھوالفوز العظیم ۹ر۱۱
بلاشبہ اللہ نے مومنوں سے اس قیمت پر ان کی جانیں بھی خرید لی ہیں۔ اور ان کا مال بھی ان کے لئے بہشت کی جاودانی زندگی ہے چنانچہ وہ کسی دنیوی مقصد میں نہیں بلکہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں اس جنگ میں وہ مرتے بھی ہیں اور مارتے بھی ہیں یہ وعدہ اللہ کے ذمہ ہو چکا ہے اور تورات' انجیل اور قرآن تینوں کتابوں میں یکساں طور پر اس کا اعلان ہے اور اللہ سے بڑھ کر کون اپنے وعدہ کو پورا کرنیوالا ہے پس مومنو! تمہیں اس سودے پر خوشیاں منانا چاہئے' کیونکہ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔
(یہاں اس شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ مال دیکھے بغیر کیسے سودا ہو گیا؟ اس لئے کہ نسل انسانی کے پدر بزرگوار حضرت آدم علیہ السلام کو ایک مدت تک جنت میں رکھا گیا تھا اور اسے اچھی طرح دکھا دیا گیا تھا نیز معراج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کمپنی کے چیف ڈائریکٹر کی حیثیت سے جنت میں دکھایا گیا تھا۔ نسل انسانی کے لئے یہ دونوں بزرگ شخصیتیں ایسی ہیں کہ ان کا دیکھنا گویا سب کا دیکھنا ہے جو تجارت کمپنی کی بنیاد پر ہوتی ہے اس میں تمامشرکاء کے لئے مال کا دیکھنا ضروری نہیں قرار دیا جاتا ہے بلکہ ڈائریکٹر یا چیف ڈائریکٹر کا دیکھنا ہی کافی ہوتا ہے)۔

ایمان جان و مال کا سودا ہوتا ہے نہ جان اپنی رہ جاتی ہے اور نہ مال اپنا رہتا ہے البتہ مومن کے ذمہ یہ کام باقی رہتا ہے کہ وہ اسباب (جان و مال حوالہ کر کے اس کی قیمت وصول کر لے

آیت میں زندگی کا عجیب و غریب فلسفہ بیان ہوا ہے یہ طرز تعبیر ہی نفسیاتی لحاظ سے نہایت دوررس نتائج کا حامل ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ دنیا کی کوئی قوم یہ فلسفہ اپنانے کے باوجود بھی ذلیل و خوار اور ہلاک ہو سکتی ہے؟

ایمان کا مدار اور موقوف علیہ ہجرت' و جہاد اور نصرت ہیں

اسی حقیقت کے پیش نظر قرآن حکیم میں ہجرت' جہاد اور نصرت کو ایمان کا مدار اور موقوف علیہ قرار دیا گیا ہے۔

اس سلسلہ کی آیتیں یہ ہیں۔

والذین امنو وھاجرو وجاھدو فی سبیل اللہ والذین اوو ونصرو اولئک ھم المومنون حقا۔ ۸ / ۳

جو لوگ ایمان لائے اللہ کی راہ میں اپنا گھربار چھوڑا' جہاد کیا' لوگوں کو پناہ دی اور ان کی مدد کی حقیقت میں یہی سچے مومن ہیں۔

دوسری آیت

انما المومنون الذین امنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدو باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولئک ھم الصدقون۔ ۴۹ / ۱۶

اے ایمان والے وہی لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پر پھر شک میں نہیں پڑے اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کیا یہی لوگ سچے ہیں۔

تیسری آیت

الذین امنو وھاجرو وجاھدو فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم اعظم درجتہ عند اللہ واولئک ھم الفائزون۔ ۹ / ۲۱

جو لوگ ایمان لائے اور اللہ کی راہ میں اپنا گھربار چھوڑا اور جان و مال سے جہاد کیا ان کے لئے اللہ کے نزدیک بڑا درجہ ہے اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تینوں آیتوں میں بالترتیب **ھم المومنون حقاً۔ ھم الصدقون اور ھم الفائزون۔** سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہجرت' جہاد' اور نصرت کے بغیر نہ تو قرآنی ایمان حاصل ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی قوم کامیاب ہوتی ہے۔

تینوں کی تعریف و تشریح

ذیل میں ہر ایک کی تعریف کی جاتی ہے جس سے قومی زندگی میں تینوں کا مقام اور کردار واضح ہو گا۔

ہجرت:۔ ایمان کو بروئے کار لانے کی خاطر ترک و اختیار کی کسوٹی پر پورا اترنا حتیٰ کہ گھر بار چھوڑنے کی نوبت آ جائے تو اس سے بھی دریغ نہ کرنا۔

نصرت:۔ آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرنا اور مشکلات و مصائب کے وقت انہیں سنبھالے رکھنا یعنی زندگی کی تشکیل باہمی تعاون و تشارک اور ایثار و قربانی کی بنیادوں پر ہونا۔

جہاد:۔ ایمانیات کو بروئے کار لانے کے لئے ہر قسم کی انتہائی جدوجہد کرنا۔ ہاتھ۔ پاؤں سے اسی کے لئے دوڑ دھوپ کرنا' زبان و قلم سے اس کی تبلیغ کرنا عقل و دماغ سے اسی کے لئے تدبیریں سوچنا' غرض تمام امکانی وسائل اس راہ میں صرف کرنا اور ہر مزاحمت کا پوری قوت کے ساتھ مقابلہ کرنا اور جب جان کی بازی لگانے کا وقت آ جائے تو اس میں بھی کسی طرح کا دریغ نہ کرنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جاھدو والمشرکین بانفسکم
واموالکم والسنتکم(۶۰)

مشرکین سے جہاد کرو جان و مال اور زبان کے ذریعہ

اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاھدو ا ھوائکم کماتجاھدون اعدائکم (٦١)
اپنی خواہشات کے خلاف جہاد کرو جیسا کہ دشمنوں کے خلاف جہاد کرتے ہو۔

امام راغب اصفہانیؒ جہاد کی تعریف میں کہتے ہیں۔
استفراغ الوسع فی مدافعۃالعدو ظاھر اوباطنا۔ (٦٢)
دشمن کی مدافعت میں اپنی پوری قوت و وسعت لگا دینا یہ دشمن ظاہری ہو یا باطنی (نفس و شیطان)

جہاد ایک فطری حقیقت ہے مدافعانہ اور جارحانہ پر تقسیم کرنے کی ضرورت نہیں ہے

مذکورہ تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد کا مفہوم قتال سے بہت زیادہ وسیع اور عام ہے بعضوں نے قتال کا ہم معنی سمجھ کر مدافعانہ اور جارحانہ کی تقسیم کی ہے نیز مدافعانہ کی اجازت تسلیم کی ہے اور جارحانہ سے انکار کیا ہے حالانکہ غور سے دیکھا جائے تو اسکی تقسیم کی ضرورت ہی نہیں پڑتی ہے یہ تو ایسی فطری حقیقت ہے کہ دنیا کی ہر قوم بہمہ وجوہ اس کو اپناتی ہے اور اسی کو عمل کر کے وہ عروج و بقاء کی منزلیں طے کرتی ہے۔

چنانچہ ابوبکر صدیقؓ نے خلافت کی سب سے پہلی تقریر میں فرمایا تھا۔
"اے لوگو! غور سے سن لو دنیا کی جو قوم جہاد ترک کر دیتی ہے اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل و خوار اور رسوا کر دیتا ہے۔

ذیل کی آیت سے بھی تائید ہوتی ہے۔
یاایھاالذین امنوا مالکم اذا قیل لکم انفرو فی سبیل اللہ اثا قلتم الی الارض ارضیتم بالحیواۃ الدنیا من الاخرۃ فما متاع الحیواۃ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدنیا فی الاخرۃ الاقلیل الا تنفرو یعذبکم عذابا" الیما" ویستبدل قوما" غیرکم ولاتضروہ شیئا" واللہ علی کل شئی قدیر ۹/۳۹۰

اے ایمان والو تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں قدم اٹھاؤ تو تمہارے پاؤں بوجھل ہو کر زمین پکڑ لیتے ہیں کیا تم آخرت کے مقابلہ میں دنیوی زندگی پر ریجھ گئے ہو حالانکہ دنیوی زندگی کی متاع تو اس کے مقابلہ میں بہت تھوڑی ہے اگر اس راہ میں قدم نہ اٹھاؤ گے تو یاد رکھو کہ اللہ تمہیں دردناک عذاب میں مبتلا کر دیگا۔ اور تمہاری جگہ کسی گروہ (قوم) کو لا کر کھڑا کرے گا۔ اور پھر تم اس کا کچھ نہ کر سکو گے۔ وہ ہر شے پر قادر ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ کی حقیقت اور اس کا مقصد

یہاں یہ نکتہ بھی قابل لحاظ ہے کہ قرآن حکیم نے مطلق جہاد کا نہیں بلکہ جہاد فی سبیل اللہ کا حکم دیا ہے کہ مذکورہ قسم کی ساری جدوجہد فتنہ و فساد کے ختم کرنے اور رحمت الٰہی کو عام کرنے کے لئے کی جائے نہ کہ ذاتی و قومی اقتدار اور ملک گیری کے لئے جیسا کہ دنیا کی قوموں اور حکومتوں میں ہوتا ہے۔

وقاتلوھم حتی لاتکون فتنۃ ویکون الدین للہ

جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ و فساد نہ رہے اور اللہ کا راج قائم ہو جائے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لتکون کلمۃ اللہ العلیا (الحدیث)

جہاد کرو تاکہ اللہ کی بات غالب ہو کر رہے

صرف "اعلاء کلمۃ اللہ" مقصود ہو نفسانی جذبات اور انتقامی جوش کا اس میں شائبہ بھی نہ پایا جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ جہاد کے جو اصول و ضوابط مقرر ہیں اور دور اول کے مسلمانوں نے جس طرح انہیں عملی جامہ پہنایا ہے اس کے پیش نظر یہ کہنا مبالغہ نہ ہو گا کہ فتنہ و فساد کے ختم کرنے کے لئے جہاد فی سبیل اللہ سے بہتر اور کوئی ذریعہ نہیں ہے نیز اس کے بغیر نہ صالح تمدن پیدا ہو سکتا ہے اور نہ ہی نشوو ارتقا کی منزلیں طے ہو سکتی ہیں۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ اور چند شہادتیں

جن متعصب مورخوں نے جہاد کو وحشیت و بربریت کا مظاہرہ قرار دیا ہے وہ دراصل اس کی حقیقت سے ناواقف ہیں اور بقول فرانسیسی مصنف "موسیو سیدلو" حق سے کان بند کر لیا ہے اور قلب کی بینائی سے محروم ہو گئے ہیں۔ (۶۳) اس لئے ان کی طرف متوجہ ہونا نتیجہ کے لحاظ سے بے سود ہے۔ البتہ ذیل میں چند اقتباس دیئے جاتے ہیں۔ جن سے جہاد کی حقیقت اور اسلام کی عالمگیر افادیت و رحمت کے سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

حضرت عمرؓ کے آخری یا حضرت عثمانؓ کے ابتدائی زمانہ میں ایک نسطوری پادری نے مجاہدین کے بارے میں جو تاثرات سپرد قلم کئے تھے یہ ہیں۔

> "یہ طائی (عرب) جنہیں خدا نے آج کل حکومت عطا فرمائی ہے وہ ہمارے بھی مالک بن گئے ہیں لیکن وہ عیسائی مذہب سے مطلق برسرپیکار نہیں ہیں بلکہ اس کے برخلاف وہ ہمارے دین کی حفاظت کرتے ہیں ہمارے پادریوں اور مقدس لوگوں کا احترام کرتے ہیں اور ہمارے گرجاؤں اور کلیساؤں کو جاگیریں عطا کرتے ہیں (عہد نبوی میں نظام حکمرانی ص ۱۴۸)

پروفیسر (واکر) قانون بین الممالک کی تاریخ میں لکھتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"متمدن اور مہذب سلطنتوں پر وحشیوں کا دھاوا بولنا اور غالب آ کر سلطنت و حکومت کامالک بن جانا تاریخ کا ایک عادتی واقعہ ہے۔ لیکن جرمنوں تاتاریوں وغیرہ وحشیوں کے برخلاف عجیب بات یہ ہے کہ عرب کے بدو جب اپنے صحرائی براعظم سے باہر کی دنیا میں امنڈنے لگے تو ان عربی فاتحین کو عام تصور کے وحشی فاتحین میں کسی طرح نہیں شامل کیا جا سکتا کیونکہ ان وحشی بدوؤں میں پہلے ہی دن سے ان کے مفتوحوں سے بھی بڑھ کر تہذیب اور اخلاق حسنہ نظر آتے ہیں۔ (ایضاً ص۱۵۱)

کلیسائی تاریخ و جغرافیہ کے قاموس میں ایک رومن کیتھولک پادری نے لکھا ہے۔

"مسلمان عربوں کو یعقوبی (جاکوبائیٹ) عیسائیوں نے بھی اپنے نجات دہندوں کی حیثیت سے ہاتھوں ہاتھ لیا مسلمانوں کی سب سے بڑی جدت جس کا یعقوبی عیسائیوں نے دلی خوشی سے استقبال کیا۔ یہ تھی کہ انہوں نے ہر مذہب کے پیروؤں کو ایک خود مختار وحدت قرار دیا اور اس مذہب کے روحانی سرداروں کو ایک بڑی تعداد میں دنیاوی اور عدالتی اقتدارات عطا کئے۔ (عہد نبوی میں نظام حکمرانی ص۱۵۱)

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ خود مختار وحدت کے تصور کو سب سے پہلے اس مذہب نے عملی جامہ پہنایا جس کو کور باطن لوگ وحشت و بربریت کا مذہب کہتے ہیں آج کل کی مہذب دنیا اپنے تمام تر دعوؤں اور وعدوں کے باوجود غیر مذہب والوں کے ساتھ اس قسم کی وسعت اور فراخ دلی کا تصور بھی نہیں کر سکی ہے چہ جائیکہ اس پر عمل کیا ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمان کے لئے مرکزیت اطاعت اور اتحاد تینوں ضروری ہیں

قرآنی ایمان کے لئے مرکزیت' اطاعت اور اتحاد تنظیم کے ان تینوں بنیادی عنصر کا پایا جانا لازمی ہے۔

تنظیم کی جان "وحدت فکر ہے جب تک افراد کے خیالات و عقائد میں احساسات و فوائد میں عمومیت اور اتحاد نہ ہو اس وقت تک کوئی تنظیم صحیح معنوں میں نتیجہ خیز اور بار آور نہیں بن سکتی ہے۔ ایمان کا سب سے پہلا کام یہ ہے کہ وہ افراد کی زندگی میں وحدت فکر پیدا کرتا ہے پھر اسی راستہ پر ساری منزلیں طے ہوتی ہیں۔

چند آیتیں یہ ہیں۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعاولاتفرقوا۔ ۳ / ۱۰۳

اے مومنو سب مل کر اللہ کی رسی مضبوط پکڑ لواور جداجدا نہ ہو جاؤ۔

وماکان مومن ولامومنۃاذا قضی اللہ ورسولہ امراان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ۳۳ / ۳۷

جب کسی معاملہ میں اللہ اور اس کا رسول فیصلہ دے تو پھر کسی مومن اور مومنہ کو ماننے اور نہ ماننے کا اختیار نہیں باقی رہتا ہے۔

فلاوربک لایومنون حتی یحکموک فیما شجربینھم ثم لایجدوا فی انفسھم حرجا" مما قضیت ویسلموا تسلیما۔ ۶۵ / ۴

آپ کے رب کی قسم یہ لوگ اس وقت تک حقیقی مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تمام جھگڑوں اور تقیوں میں آپ کو حاکم نہ بنائیں حتیٰ کہ ان کے دل کی ایسی حالت ہو جائے کہ جو کچھ آپ فیصلہ کر دیں اس کے خلاف کسی طرح کی کھٹک نہ محسوس کریں۔ اور جس طرح کسی بات کا ٹھیک تسلیم کر لینا ہوتا ہے اسی طرح تسلیم نہ کر لیں۔

ماہر نفسیات نے اعلیٰ قسم کی تنظیم کے لئے درج ذیل باتیں ضروری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرار دی ہیں۔

(۱) قوم کے افراد آپس میں اور اپنے قائد کے ساتھ دل و جان سے عاشق ہوں۔

(۲) اجتماعی مقصد کو اپنا عین مقصد سمجھتے ہوں۔

(۳) ایک دوسرے کی مراعات اور پاسداری کو فرض عین جانتے ہوں۔

جس تنظیم میں یہ تینوں چیزیں پائی جائیں گی ان کے نزدیک وہ اخلاقی ماہیت کو ترقی دیئے اور غلبہ حاصل کئے بغیر نہیں رہ سکتی ہے۔ (۶۴) دراصل یہ اصول انہوں نے صحابہ کرام کی زندگی میں قرآنی تنظیم سے اخذ کئے ہیں۔ جس عمدگی اور خوبی کے ساتھ ان کی زندگی میں یہ پائے جاتے ہیں۔ تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی ہے۔

ایمان کا تقاضا پیہم حرکت اور مسلسل سعی و عمل ہے

ایمان ہمیشہ عمل کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے یہ بات ناممکن سی ہے کہ کوئی قوم و جماعت کسی اصول و نظریہ پر ایمان رکھتی ہو اور پھر وہ اس کو بروئے کار لانے کے لئے سرتاپا عمل نہ بن جائے اور اگر ایمان کے دعویٰ کے ساتھ عمل نہ پایا جائے تو سمجھ لینا چاہیے کہ ایمان پختہ نہیں ہے۔

قرآن حکیم میں بکثرت **امنوا وعملوالصلحت**" آیا ہے ایمان کے ساتھ عمل صالح کا ذکر اسی حقیقت کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

اس کے علاوہ ذیل کی آیات میں مومنوں کے واسطے "اعلون" بن کر رہنے ان کی مدد کرنے اور خلافت و نیابت کے حاصل ہونے کا وعدہ کیا گیا ہے ان سے بھی یہ حقیقت ثابت ہوتی ہے۔

(۱) **ولاتھنوا ولاتحزنواوانتم الاعلون ان کنتم مومنین**
۳/۱۳۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم ہمت نہ ہارو غمگین نہ ہو اگر (سچے) مومن ہو گے تو تم ہی غالب ہو گے۔

(۲) کان حقا علینا نصرالمومنین۔

ہمارے اوپر مومنوں کو مدد کرنا لازم ہے۔

(۳) آیت استخلاف میں تین باتوں کا وعدہ ہے۔

(ا) یہ کہ مومنوں کو غلبہ و اقتدار حاصل ہو گا۔ **لیستخلفنھم فی الارض**

(ب) یہ کہ انہیں اپنے نظریات و آئین حیات پر آزادی اور قوت کے ساتھ عمل کرنے کا موقع ملے گا۔ **"ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی۔"**

(ج) یہ کہ انہیں ہر طرف سے امن اور بے خوفی حاصل ہو گی۔ **وبیدلنھم من بعد خوفھم امنا۔**

ظاہر ہے کہ مذکورہ صداقتیں اسی صورت میں پائی جاتی ہیں جبکہ ایمان کے ساتھ عمل ہو جیسا کہ دور اول میں یہ سب اسی صورت میں مسلمانوں کو حاصل ہو چکی ہیں۔

ایمانی اعمال کی اجمالی فہرست

ذیل میں چند آیتوں کا مفہوم ذکر کیا جاتا ہے جن سے اعمال و اخلاق معلوم ہوتے ہیں۔

(ا) معاملات صلح و صفائی کے ساتھ درست رکھنا

(۲) زندگی کے ہر گوشہ میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں سرگرمی دکھانا۔

(۳) زندگی کے نشیب و فراز میں اللہ کے علاوہ اور کسی سے نہ ڈرنا۔

۳/۱۷۵

(۴) نماز میں خشوع و خضوع قائم رکھنا۔

(۵) نکمی باتوں اور لغو حرکتوں سے الگ رہنا۔

(۶) زکواۃ کی ادائیگی میں سرگرم رہنا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۷)ستروں کی حفاظت کرنا۔ (۸)امانتوں اور عہدوں کا پاس رکھنا۔ ۱۱،۲۳ (۹) آخرت پر یقین رکھنا۔ ۴،۳۱۔ (۱۰)ندامت اور عزم و استقلال کے ساتھ توبہ کرنا۔ (۱۱) زندگی میں عابدانہ شان نمایاں ہونا۔ (۱۲)اللہ کی حمد کرنا۔ (۱۲)علم حق کی معرفت اور جہاد کے لئے سیر و سیاحت کرنا۔ (۱۳)نیکی کاحکم دینا اور برائیوں سے روکنا۔ (۱۴) حقوق و فرائض کی نگہداشت کرنا۔ ۱۱۲،۹۔ (۱۵)شدت و مصیبت کے وقت صبر و تحمل سے کام لینا۔ (۱۶)قول و عمل میں سچا اور پکا ہونا۔ (۱۶)رات کے آخری حصہ میں اللہ کے حضور کھڑے ہونا اور مغفرت طلب کرنا۔ ۱۷،۳۔ (۱۷)خوشحالی و تنگدستی ہر حال میں اللہ کے لئے خرچ کرنا۔ (۱۸)غصہ کی حالت میں بے قابو نہ ہونا۔ (۱۹☆قصور معاف کر دینا۔ ۳۱۳۴۔ (۲۰) آپس میں نرم رہنا اور دشمنوں کے مقابلہ میں سخت رہنا۔ (۲۱)اللہ کی راہ میں کسی ملامت کی پرواہ نہ کرنا۔ اور جان تک لڑا دینا۔ ۵،۵۵۔ (۲۲)برائی کا مقابلہ بھلائی سے کرنا۔ ۲۲،۱۳۔ (۲۳)یا برابر سرابر بدلہ لینا حد سے آگے نہ بڑھنا ۳۸،۲۵۔ (۲۴)قول اور عمل سے جھوٹی شہادت نہ دینا۔ ۲۳،۲۶۔

(۲۷)لغو اور بیہودگی باتوں سے شریفوں کی طرح گزر جانا۔ ۲۷،۳۶۔ (۲۸)بدی کا ارتکاب نہ کرنا ۹۹،۲۶۔ (۲۹)بے حیائی کی باتوں سے الگ رہنا۔ ۲۵،۳۵۔ (۳۰) نیکی اور بھلائی کی اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا ۲۳،۵۸۔ (۳۱)ناپ تول میں کمی نہ کرنا ۱۱،۵۴۔ (۳۲)معاملات باہمی مشورہ سے طے کرنا ۲۵،۳۶۔ (۳۳)تمام معاملات میں ایمان کی روح سرایت کی ہوئی ہونا۔ وغیرہ۔ ۲،۲۰۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمانی زندگی میں قیام صلوٰۃ اور ادائے زکوٰۃ کو اہمیت دینے کی وجہ

زکوٰۃ کو ایمانی زندگی کا اہم جزو قرار دیا گیا ہے۔ اصلی وجہ یہ ہے کہ قیام صلوٰۃ انسانی کردار کو انسانی سانچہ میں ڈھالنے کے لئے مستقل تربیت گاہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

ان الصلوٰۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر

بے شک نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے۔

اس کے ذریعہ ذہنی تربیت ہوتی ہے۔ روحانی زندگی کو قوت حاصل ہوتی ہے اور جماعتی نظم و نسق چلانے کے لئے خاص زاویہ نگاہ سامنے آتا ہے گویا تشکیل جماعت اور تشکیل حکومت کا پورا نقشہ اس میں موجود ہے۔

ادائے زکوٰۃ کی تاکید اس لئے ہے کہ معاشرتی زندگی میں ایمانی رنگ بھرنے کے لئے معاشی توازن برقرار رکھنا نہایت ضروری ہے۔ جس طرح مذہب و اخلاق سے بے راہ روی انسان کو معاشی حیوان بنا ڈالتی ہے اسی طرح معاشی عدم توازن کی ذہنیت مذہب و اخلاق کے اونچے سے اونچے قلعوں تک کو مسمار کر دیتی ہے یہ دونوں بہت حد تک ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔ اس بنا پر انبیاء علیہم السلام کے مقاصد میں ان دونوں کی اصلاح داخل تھی۔ یہ کہنا غلط ہے کہ وہ صرف اخلاقیات کے معلم تھے۔

انسانی زندگی پر ایمان کے مجموعی اثرات

قرآن حکیم نے ایمان باللہ کے ساتھ رسالت اور آخرت وغیرہ جن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن چیزوں پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے نفسیاتی اثر کے لحاظ سے یہ مجموعہ انسان کو وہ سب کچھ دے دیتا ہے جس کی ایک صالح اور نمو پذیر معاشرہ کو ضرورت ہوتی ہے۔ کلی اور عمومی حیثیت سے اس کی تعبیر اس طرح کی جا سکتی ہے۔

(۱) قلب کی اصلاح ہوتی ہے جو باہمی محرکات کا سرچشمہ ہے۔

(۲) ذہن اور زاویہ نگاہ میں تبدیلی ہوتی ہے۔

(۳) اعلیٰ درجہ کی قوت ارادی پیدا ہوتی ہے۔

(۴) خیالات پر قابو رکھنے' قوت فیصلہ کو مضبوط بنانے اور محرکات و سکنات میں شائستگی پیدا کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔

(۵) زندگی کے ہر میدان میں سمجھ بوجھ کر قدم اٹھانے اور فکر و عمل کے ہر گوشہ میں حزم و احتیاط سے کام لینے کا ملکہ پیدا ہوتا ہے جسے قرآن حکیم نے "تقویٰ" کے جامع لفظ سے تعبیر کیا ہے۔

"تقویٰ" دراصل ایک نہایت لطیف روحانی کیفیت کا نام ہے جس کا تعلق قلب سے ہے اس سے انسان اتنا حساس بن جاتا ہے کہ خیر و شر میں تمیز کرنے لگتا ہے۔ اور اتنا بیدار ہو جاتا ہے کہ قدم ڈگمگانے کی صورت میں فوراً" خلش محسوس کرتا ہے کیونکہ ایسی حالت میں ذات خداوندی "قلب مومن" میں جلوہ فرما رہتی ہے اور اسی کے نور سے وہ روشنی حاصل کرتا ہے۔

اتقوا فراسة المومن فانہ ینظر بنور اللہ (الحدیث)

مومن کی فراست سے ہوشیار رہو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

(۶) ایسی سیرت پیدا ہوتی ہے جو زندگی پر چھا کر اس کی پوری دنیا بدل دیتی ہے۔

(۵) جلوت و خلوت ہر موقع پر انسان کی امانت و دیانت اور عدالت و شرافت کی محافظ ہوتی ہے۔

ایک طرف یہ صلاحیتیں پیدا ہوتی ہیں اور دوسری طرف تمام ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باتوں سے اجتناب ہوتا رہتا ہے، جو اندرونی سرچشمہ کو گدلا کر کے بالآخر تمدن کے لئے مہلک ثابت ہوتی ہیں مثلاً" جمود و تعطل، غفلت و قساوت، جہالت و حماقت، ہوسناکی و شہوت پرستی، حرص و طمع، فحش و بدکاری، ناشائستہ و غیر مہذب حرکات، جاہلانہ و سوقیانہ اطوار اور خلق خدا کی ایذا رسانی وغیرہ

ایمان کو دل کی گہرائیوں میں اتارنے اور بار آور بنانے کے لئے تربیت کی ضرورت ہوتی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ یہ مجموعہ ایمان بذات خود نفسیاتی تربیت گاہ اور اخلاقی مدرسہ ہے لیکن اسے دل کی گہرائی میں اتارنے کے لئے اور قومی و جماعتی زندگی میں بار آور بنانے کے لئے پھر بھی صالح قیادت اور اس کے زیر اثر تربیت کی ضرورت باقی رہتی ہے۔

انسانی سرشت کی طرفگی و نیرنگی کا حال ہی کچھ عجیب ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ قدرت کی جانب سے صرف نقشہء تعمیر (کتاب) نہیں کیا گیا بلکہ اس کے ساتھ ہی سرکاری سطح پر انجینئر (رسول کا تقرر بھی ہوتا رہتا ہے۔) تاکہ وہ موانع اور رکاوٹوں کو دور کر کے نقشہ کے تمام خدوخال زندگی میں ابھارنے کے فرائض انجام دے چنانچہ قرآن حکیم نے تزکیہء نفس اور تربیت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا اہم مقصد قرار دیا ہے۔

(ویزکیہم)

اور اصل کامیابی کا سہرا انہیں کے سر باندھا ہے جنہوں نے تزکیہ نفس کیا۔

قدافلح من زکیھاوقد خاب من دسھا۔ ۹۱/۱۰

وہ شخص کامیاب رہا جس نے اپنے آپ کو برائیوں سے پاک و صاف کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ناکام رہا جس کو برائیوں نے دبا لیا۔

تزکیہء نفس اور تربیت ہی کے ذریعہ قومی زندگی میں نظم و ضبط پیدا ہوتا ہے۔ اور شخصیت کی ٹھیک تنظیم ہوتی ہے۔ جدید دور کے مصنفین نے بھی تربیت پر کافی بحث کی ہے اور اس کو بقا و ارتقا کے لئے مدار قرار دیا ہے۔ (٦٥)

نیز جن لوگوں کی نظر سے انقلاب کی تاریخیں گزری ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ انقلاب کی کامیابی و استحکام کا تمام تر دارومدار صرف افراد کی تربیت ہی پر ہے۔ جسقدر اس میں کوشش ہوتی ہے اسی قدر انقلاب میں استواری اور پائداری پیدا ہوتی ہے(٦٦) فلسفہء تاریخ کا بھی یہی مسلمہ فیصلہ ہے کہ

> "قومیں خطیبانہ بلند آہنگیوں اور جذبات انگیز استعارہ طرازیوں سے نہیں بنتی ہیں۔ بلکہ اپنی تاریخی ماضی کے بعد افراد کی اعلیٰ ذہنی و اخلاقی قابلیتوں سے بنتی ہیں۔ (٦٧)

اور یہ صورت حال پیدا ہونا تربیت کے بغیر ناممکن ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) عمل صالح

دوسرا بنیادی اصول "عمل صالح" ہے۔

قرآن حکیم نے جس حقیقت کو عمل صالح سے تعبیر کیا ہے اس سے چند ظاہری مراسم و اعمال اور چند رواجی نیکیاں مراد نہیں ہیں جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔ بلکہ اس کا مفہوم اخلاقیت اور مادیت کے ہر شعبہ کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ البتہ پہلے کی حیثیت بنیاد کی ہے کیونکہ اس کے بغیر نہ صالح معاشرہ وجود میں آتا ہے اور نہ عالمی تصرفات مفید عام بنتے ہیں۔ اسی بناء پر قرآن حکیم میں اسی کی زیادہ تر تفصیلات ملتی ہیں۔ رہی دوسری قسم (مادیت) تو مرکز اور بنیاد کے تعین کے بعد زمانہ کی مناسبت سے عقل اور تجربہ خود بخود سے آگے بڑھاتا رہتا ہے اس لئے نہ اور کسی رہنمائی کی ضرورت ہے اور نہ کسی بیان میں اس کو سمیٹا جا سکتا ہے۔

لفظ عمل صالح کی لغوی تحقیق اور چند محاورے

عمل صالح کی تحقیق و تفصیل یہ ہے۔

قاموس' صراح' المنجد' لسان العرب وغیرہ لغات میں ہے۔

"صلح ضد السد الصالح ضد الفاسد القائم بماعلیہ من الحقوق والواجبات ویقال ھو صالح لکذا ای فیہ اہلیتہ للقیام بہ والصلاحیتہ حالتہ یکون بھا الشی صالحا"۔

(ترجمہ) صلح (ماضی) افسد کی ضد ہے اور صالح (اسم فاعل) فاسد کی ضد ہے۔ جو حقوق و فرائض کی ٹھیک ادائیگی کرے۔ وہ صالح ہے چنانچہ صالح للکذا" اس وقت بولتے ہیں جب کسی شخص

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کسی کام کے قام (انتظام) کرنے کی اہلیت ہو صلاحیت اس حالت کا نام ہے جس کے پیدا ہونے کے بعد شئی صالح بنتی ہے"۔

کلام عرب کے چند محاورے یہ ہیں۔

(۱)صلحت حال فلان ای زال عند الفساد۔ فلاں کی حالت صالح ہو گئی یعنی اس سے فساد کے جراثیم زائل ہو گئے۔ (۲)هذا یصلح لک صلاحا ہوائتک۔ یہ تیرے لئے صالح یعنی تیری موافقت کرتا ہے۔ (۳)اصلح غیث ماافسد البرد۔جس کو اولی نے خراب کر دیا تھا اسے بارش نے درست کر دیا۔

یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی شخص دوسرے کی بگاڑی ہوئی چیز کو درست کرتا ہے۔

(۴)مالا یصلح ترکہ اصلح۔ جو چیز درست اور موافق نہ ہو اس کا ترک کر دینا زیادہ درست اور موافق ہے۔ (۵)اصلح نفسک یصلح لک الناس۔ اپنی اصلاح کر لے۔ لوگ تیرے موافق ہو جائیں گے۔ (۶)لہ حظ صالح عن الادب ای کثیر وافر۔ اس کو ادب سے بہت کافی حصہ ملا ہے۔ (۷)انتحتی صالحتہ من فلان ای نعمتہ وافرۃ اوحسنتہ عظیمتہ۔ فلاں شخص کی طرف سے ایک بڑی نعمت یا بڑی نیکی حاصل ہوئی۔

نمبر ۶ اور نمبر ۷ کے علاوہ (کہ ان میں صالح اور صالحہ کا لفظ بطور کنایہ استعمال ہوا ہے) بقیہ اوپر کے تمام محاورے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کلام عرب میں صالح کا لفظ جس موقع پر جس کام کے سلسلہ میں بولا جاتا ہے۔ وہاں اس کی مناسبت سے صلاحیت اور موافقت مراد ہوتی ہے۔

قرآن حکیم میں صالح کے مفہوم کی عمومیت کا ثبوت؟

قرآن حکیم میں لفظ "صالح" کے استعمال میں عمومیت ملحوظ رکھی گئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جیسا کہ اس کا ثبوت درج ذیل آیات سے ہوتا ہے۔

لئن اتینا صالحا لنکونن من الاشکرین فلما اتھما صالحا" جعلا" لہ شرکائما اتھما۔

اے اللہ! اگر آپ ہمیں ایک تندرست بچہ عطا فرمائیں تو ہم دونوں آپ کے شکر گزار ہونگے پھر جب اللہ نے انہیں ایک تندرست بچہ دے دیا تو وہ اس میں دوسری ہستیوں کو شرک کرنے لگے۔

بچہ پیدا ہونے سے پہلے والدین کے یہ جذبات ہوتے ہیں کہ میرا بچہ صحیح و سالم اور تندرست و خوبصورت ہو اس کے اعضاء جوڑ' بند' صورت شکل وغیرہ سب درست ہوں۔ والدین کے اس مفہوم کو "قرآن حکیم نے "صالح" کے جامع لفظ سے ادا کیا ہے۔ چنانچہ مفسرین نے اس کا ترجمہ "سوی قد صلح بلنہ ولدا" ذکرا" وغیرہ الفاظ سے کیا ہے۔ جس میں والدین کے جذبات اور بچہ کی مناسبت سے صلاحیت کا مفہوم ملحوظ ہے۔

ولاتفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا۔ ۵۶ / ۷

زمین کی اصلاح کے بعد اس میں فساد نہ پھیلاؤ۔

آیت میں دعوت حق کے ظہور کو اصلاح سے تعبیر کیا ہے اس لئے کہ اس کے ذریعہ قلوب میں صلاحیت کی تخم ریزی ہوتی ہے اور پھر اعمال و افعال کی شکل میں اس کے برگ و بار نمودار ہوتے ہیں۔

احادیث سے عمومیت کا ثبوت

لفظ "صالح" کے استعمال میں عمومیت کا ثبوت حدیث سے ملتا ہے چنانچہ ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھکے ماندے اور بھوکے پیاسے اونٹ کو دیکھ کر فرمایا۔

اتقوا اللہ فی ھذہ البھائم المعجمۃ فارکبوھا صالحۃ واترکوھا صالح۔

(۶۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان گونگے جانوروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ قوی اور تندرست ہونے کی حالت میں ان پر سواری کیا کرو اور اسی حالت میں انہیں چھوڑ دیا کرو۔ (ایسا نہ ہو کہ جب تھک تھکا کر سواری و بار برداری کے قابل نہ ہو جائیں اس وقت انہیں چھوڑو)۔

حدیث میں دونوں جگہ "صالحہ" سے جسمانی صحت و قوت مراد لی گئی ہے۔

دوسری جگہ ہے۔

ان فی الجسد المضغتہ اذا صلح صلح الجسد کلہ واذا فسد فسد الجسد کلہ الا وھی القلب (الحدیث)

انسان کے بدن میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جب وہ درست ہو جاتا ہے تو پورا بدن درست رہتا ہے۔وہ لوتھڑا انسان کا دل (باطنی محرکات کا سرچشمہ) ہے۔

اس میں قلب و روحانی صلاحیت پھر اعمال و افعال کی صلاحیت کا تذکرہ ہے۔

مفسرین کی تصریحات سے عمومیت کا ثبوت

"صالح" کے بارے میں مفسرین کی رائیں درج ذیل ہیں۔

تفسیر مدارک میں ہے۔

والصالحات کل ماستقامن الاعمال بدلیل العقل والکتاب والسنتہ (۶۹)

صالحات سے مراد تمام وہ اعمال ہیں جو درست اور صحیح ہوں خواہ ان کی صحت کتاب و سنت سے ثابت ہو یا عقل سے۔

قاضی بیضاوی کہتے ہیں۔

وھی من الاعمال ماسوغتہ الشرع وحسنتہ (۷۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام وہ اعمال جن کو شریعت نے جائز رکھا اور جن کی تحسین کی ہے۔

دوسری جگہ ہے۔

والفساد و خروج الشئی من الاعتدال والصلاح ضده وكلاهما يعمان كل ضار ونافع۔ (۷۱)

فساد کی حقیقت کسی شے کا حد اعتدال سے نکل جانا اور اصلاح اس کی ضد ہے یہ دونوں بالترتیب ہر نقصان دہ اور نفع بخش چیزوں کو عام ہیں۔

شیخ محمد عبدہ مصری کہتے ہیں۔

وهی الاعمال التی علمت بالتفصیل فی القرآن و جماعها تکون نافعا لنفسک و لاهلک ولقومک والناس اجمعین۔ (۷۲)

وہ اعمال جن کی تفصیل قرآن حکیم میں ہے خلاصہ یہ ہے کہ تمام وہ کام مراد ہیں جو اپنی ذات کے لئے۔ گھر والوں کے لئے قوم کے لئے اور تمام لوگوں کے لئے نافع ہوں۔

مذکورہ بالا تصریحات سے حسب ذیل دو باتیں ثابت ہوئیں۔

(۱) صالح کا مفہوم عام ہے موقع کی مناسبت سے اس کا تعین ہوتا ہے۔

(۲) جسمانی و روحانی دونوں قسم کی صلاحیتوں کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے۔

قیام و بقا کے لئے عمل صلاح کے ذکر میں سیرت کی تشکیل اور عالمی تصرفات دونوں مراد ہیں

قرآنی نقطہ نظر کے مطابق "اصلح" بننے کے لئے اخلاقیت اور مادیت دونوں کی ضرورت پہلے مذکور ہو چکی ہے اس لئے جہاں کہیں بھی قیام و بقا اور خلافت کے سلسلہ میں عمل صالح کا ذکر آیا ہے۔ وہاں (۱) سیرت کی تشکیل اور (۲) عالمی تصرفات دونوں قسم کی صلاحیتیں مراد ہوں گی۔ مثلاً"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصلحون۔ ۲۱/۱۰۵

ہم نے زبور میں ذکر و نصیحت کے بعد یہ بات لکھ دی تھی کہ زمین کی وراثت (حکومت) میرے صالح بندوں کے حصہ میں آئے گی۔

مومنوں سے وعدہ ہے۔

وعد اللہ الذین امنو وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا۔ ۲۴/۵۵

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کیا۔ اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ انہیں زمین میں اپنا خلیفہ (حاکم) بنائے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو (اسی بنا پر) خلیفہ بنا چکا ہے اور جس دین کو اللہ نے ان کے لئے پسند کیا ہے اسے مضبوطی کے ساتھ جما دے گا (اور خوف کے بدلے انہیں امن عطا فرمائے گا)۔

قاعدہ کی بات ہے کہ جب کارخانہ کا مالک کسی ناقابل شخص کو کارخانہ کا انتظام نہیں سپرد کرتا ہے تو اس بات کی کیسے توقع رکھی جائے کہ دنیا کے کارخانے کا انتظام کسی نااہل قوم کے سپرد کیا جائے گا۔ جب زندگی کے ہر گوشہ میں یہ اصول کار فرما ہے کہ انسان جس درجہ کی چیز کا طلب گار ہو اس کی مناسبت سے صلاحیت پیدا کرنا ضروری ہے۔ تو قیام و بقاء اور حکومت و نیابت کے معاملہ میں یہ اصول کیونکر خاموش ہو گا اور اس کی تیاری کئے بغیر صرف مذہبی خوش اعتقادی کی بنا پر اہلیت و صلاحیت کی کیسے سند مل جائے گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن حکیم نے دونوں پر یکساں زور دیا ہے

جدید دنیا نے اس صلاحیت کے لئے عالمی تصرفات پر زیادہ زور دیا ہے اور تشکیل سیرت کے معاملہ میں بہت حد تک غفلت سے کام لیا ہے۔ لیکن قرآن حکیم نے دونوں پر یکساں زور دیا ہے۔ اور سیرت کی تشکیل کو بنیاد ٹھہرایا ہے تاکہ مادیت کے مضر اثرات سے حفاظت رہے۔

رہی یہ بات کہ قرآن حکیم نے عالمی تصرفات کی تفصیلات کیوں نہیں بیان کیں؟اس کی وجہ یہ ہے کہ سیرت سازی کے مقابلہ میں یہ کام زیادہ آسان ہے کیونکہ اس میں باہر کی رہنمائی کی ضرورت نہیں پڑتی ہے بلکہ عقل و تجربہ کی رہنمائی ہی کافی ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ عالمی تصرفات انسان کی غیر محدود خواہشوں اور ضرورتوں کی پیداوار ہیں۔ اور یہ دونوں بے حد متنوع اور معاشرہ کی ارتقاء کے ساتھ بدلنے والی ہیں بخلاف اس کے سیرت کا نظام چند ابدی حقائق اور ناقابل تغیر اخلاقی قوانین پر قائم ہے اس لئے ایک پر قرآن حکیم نے تفصیلی بحث کی ہے اور دوسری میں مرکز اور بنیاد متعین کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ پھر بھی جن لوگوں نے قرآن حکیم کا تفصیلی مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ ایک بڑے حصہ میں اس نے حقائق' موجودات' محاسن کائنات' مناظر قدرت' مظاہر قدرت اور تسخیر کائنات کا ذکر کیا ہے اور بہت سے آیتوں میں زمین' پہاڑ' دریا' نہریں' پھل' کھیت' سورج' چاند' ابر' بارش' آگ' مٹی ہوا پانی وغیرہ کا تذکرہ ہے جس سے یہی مقصد ہے کہ انسان اپنی ضرورت اور خواہش کے مطابق ان سے فائدہ اٹھائے اور ان میں غور وفکر کے ذریعہ ایسی جدت پیدا کر لے کہ جس سے ایک طرف تو صناع فطرت کی گل کاریوں کا راز افشا ہو اور دوسری طرف باغ کے سجانے میں وہ زیادہ مفید ثابت ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصل یہ ہے کہ کائنات کی جو امانت انسان کے سپرد ہے اور نیابتی صلاحیتیں جو اسے عطا کی گئی ہیں ان سے اس وقت تک عہدہ برآ نہیں ہو سکتا جب تک ارتقاء کی فطری رفتار کے مطابق مادی و معنوی ہر گوشہ میں اپنے قیام و بقا کا سامان نہ فراہم کر لے۔

عالمی تصرفات سے متعلق چند آیتیں

ذیل میں چند آیتیں ذکر کی جاتی ہیں جن میں عالمی تصرفات کا بیان ہے۔

قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبت من الرزق قل ھی للذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا خالصۃ یوم القیمۃ۔ ۳۲/۷

اے پیغمبر آپ ان لوگوں سے کہئے کہ اللہ کی زینتیں (جائز لذات) جو اس نے بندوں کے برتنے کے لئے پیدا کی ہیں اور کھانے پینے کی اچھی چیزیں کس نے حرام کی ہیں؟ آپ کہئے کہ یہ نعمتیں تو اسی لئے ہیں کہ دنیوی زندگی میں ایمان والوں کے کام آئیں قیامت کے دن یہ تکدر کی آمیزش سے خالص ہوں گی۔

ابوبکر حصاص" کہتے ہیں۔

(۷۳) وھی خالصۃ یوم القیمۃ لھم من شوائب التنقیض والتکدر ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا۔ ۲۸/۲۔ ولقد مکنکم فی الارض وجعلنا لکم فیھا معایش۔ ۱۰/۷۔ ومن لستم لہ برازقین ۱۵/۱۹۔ وان لیس للانسان الا ما سعی۔ ۵۳/۲۱۔ نوف الیھم اعمالھم

مومنوں کے لئے قیامت کے دن نقص اور تکدر سے پاک و صاف ہوں گی۔ وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے واسطے زمین کی ساری چیزیں پیدا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیں۔ ہم نے تمہیں زمین میں قدرت و طاقت اور اختیار کے ساتھ بسایا۔ اور تمہارے لئے اس میں زندگی کے سامان مہیا کئے۔ اور ان مخلوقات کے لئے بھی جنہیں تم مہیا کرنے والے نہیں ہو۔ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی کوشش کرتا ہے۔ عمل کے نتائج ہم پورے پورے دیتے ہیں

اس سے بحث نہیں ہے کہ کوشش و عمل کرنے والی قوم صرف طالب دنیا ہے یا طالب دنیا و آخرت

ان کے علاوہ اور بہت سی آیتیں ہیں جن میں نظام کائنات کاذکر اور **یتفکرون وتعقلون** وغیرہ الفاظ کے ذریعہ غور و فکر اور تحقیقات کی دعوت دی گئی ہے اسی طرح بہت سی آیتوں میں تسخیر کائنات کی خبر دیگئی ہے۔ جس کا مقصد انسان کو اس کی صلاحیتوں کی طرف توجہ دلا کر تسخیر کے کام پر لگانا ہے۔

اس قسم کی تمام آیتوں میں ضروری نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کسی نہ کسی طرح ان میں اللہ کا ذکر ضرور آگیا ہے۔ جس سے اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ تحقیق و جستجو کی ہر دوڑ اور غور و فکر کے ہر میدان میں اللہ کیمرکزیت اور اس کی ماتحتی مسلم ہونی چاہیے۔ ورنہ عملی دنیا میں بھیانک نتائج سے تحفظ کی کوئی ضمانت نہ رہ گی۔

عالمی تصرفات سے متعلق رسول اللہ کے چند انتظامات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ کےمطابق عالمی تصرفات کے سلسلہ میں حسب ذیل انتظامات کئے تھے۔

(۱) تعلیم پر کافی زور دیا اور اسے عام کرنے کے لئے مختلف انتظامات کئے۔

(۲) صحابیوں کو دوسری زبانیں سیکھنے کا حکم دیا۔ فارسی حبشی، عبرانی، یونانی وغیرہ۔

(۳) مختلف علوم و فنون سیکھنے کی تاکید فرمائی، ریاضی، طب، ہیئت، انساب،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجوید وغیرہ۔ اسطرح نشانہ بازی' تیراکی' شہسواری تلوار' چلانا وغیرہ
(۴)فنون حرب کی ترقی پر خصوصیت سے توجہ فرمائی اور جہاں سے بھی اچھی چیز ملی اسے اختیار کرنے کا حکم دیا۔ فوجوں کی مشقیں' گھوڑوں' اونٹوں گدھوں کی دوڑ تیر اندازی کامقابلہ' فوجی اسپورٹ' اصطبل اسلحہ خانہ وغیرہ
(۵)نوجوانوں کی تربیت اور ان کی حوصلہ افزائی کو بہت اہمیت دی ان کی ذاتی صلاحیتوں کی مناسبت سے یک فنی مہارت کا موقع بہم پہنچایا۔ اس طرح اسلامی نوجوانوں نے زندگی کے تمام شعبوں میں حصہ لیا۔ اور حتی الامکان اس کا انتظام کیا گیا۔
(۶)معاشی تنظیم کی طرف سب سے پہلے توجہ کی مکہ میں نومسلموں کے درمیان بھائی چارہ کا نظام قائم کیا اور مدینہ میں مہاجرین و انصار کے درمیان۔
(۷)عورتوں کی تعلیم وتربیت کا علیحدہ انتظام کیااور انکے مناسب مختلف مشغلوں کی طرف توجہ دلائی حالانکہ رسول اللہ سے پہلے دنیا کی ترقی صرف مردوں کی مرہون منت سمجھی جاتی تھی۔ لیکن آپ نے اس اہم کام میں حسب حیثیت دونوں کو شریک ٹھرایا۔(۷۴)

ان کے علاوہ قیام وبقا کے لئے جو بھی انتظامات ضروری تھے ان سب کاانتظام فرمایا اس سلسلہ میں اگر کچھ چیزیں دنیا کی دوسری قوموں سے لینی پڑیں تو دینی د قومی خصوصیات کو محفوظ رکھتے ہوئے جہاں سے بھی جو مفید چیز ملی اس کے اختیار کرنے میں کسی قسم کا تامل نہیں ہوا اور یہ ساری چیزیں بعد میں اسلامی تہذیب و تمدن کا جزو بنیں۔

اس سلسلہ میں مفسرین و محققین کی رائیں

ذیل میں عالمی تصرفات سے متعلق مفسرین و محققین کی رائیں نقل کی جاتی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابوبکر حصاصؒ اس سلسلہ کی آیتیں نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں۔

یحتج بجمیع ذالک فی ان الاشیاء علی الاباحتہ مما لا یحظرہ العقل فلا یحرم شئی الا ما قام دلیلہ۔ (۷۵)

ان تمام آیتوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ جن چیزوں سے عقل نہ روکے وہ سب مباح ہیں البتہ جن کی حرمت پر دلیل قائم ہو وہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔

امام غزالیؒ کہتے ہیں۔

ظن من یظن ان العلوم العقلیتہ مناقضتہ للعلوم الشرعیتہ وان الجمع بینھما غیر ممکن ھو ظن صادر عن عمی فی عین البصیرہ۔ (۷۶)

جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ عقلی علوم شرعی علوم کے مخالف ہیں اور دونوں کا جمع کرنا ناممکن ہے۔ ان کی بصیرت کی آنکھیں اندھی ہیں۔

قاضی بیضاوی نے خلافت آدم کی بحث میں کہا ہے کہ

"اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو زمین کی آبادکاری لوگوں کی سیاست ان کے نفوس کی تکمیل اور ان میں اللہ کا حکم نافذ کر کے (زندگی کے ہر معاملہ) میں اپنا خلیفہ بنایا"۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے سیرت کی تشکیل اور عالمی تصرفات دونوں کے آمیزہ پر نہایت قیمتی بحث کی ہے جس سے ایمان میں تازگی اور دل میں سرور کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ (۷۷)

علامہ ابن تیمیہؒ کا قول کہ دین کی تکمیل قوت حرب جہاد اور مال کے بغیر نہیں ہو سکتی ہے

امام ابن تیمیہؒ نے ایک دوسرے انداز میں اس بحث کو اٹھایا ہے وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہیں۔

"اس وقت ہمارے سامنے دو فاسد راستے ہیں۔ ایک ان لوگوں کا جو دین کی طرف منسوب ہیں لیکن قوت حرب جہاد اور مال سے جن کا دین خداوندی محتاج ہے۔ دین کی تکمیل نہیں کرتے ہیں اور دوسرا راستہ ان اولیان حکومت کا ہے جو مال حربی قوت اور جہاد سے کام لیتے ہیں لیکن اس سے ان کا مقصد اقامت دین نہیں ہے یہ دونوں ان لوگوں کے راستے ہیں جن پر غضب نازل ہوا یا گمراہ ہیں۔

آگے چل کر کہتے ہیں۔

پس دین کا قوام کتاب ہادی اور جدید ناصری (تلوار) "عمومی حیثیت سے سیرت کی تشکیل اور عالمی تصرفات" کے بغیر ممکن نہیں اس لئے ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اللہ کی رضا جوئی کے لئے دونوں کو باہم مجتمع کرنے کی جدوجہد کرے۔ (۷۸)

اس بارے میں ڈاکٹر جوزیف ہیل" کی تحقیق یہ ہے۔

"انبیا و رسل اور بانیان مذہب نے اپنے زمانے میں اپنی قوم کی تہذیب و تمدن میں حصہ لیا ہے لیکن جو عالمگیر تبدیلیاں اسلام سے براہ راست نہایت سرعت کے ساتھ مرتب ہوئی ہیں ان کی نظیر اور کسی مذہب سے نہیں ملتی ہے"۔ (۷۹)

"روسو" کی فاش غلطی کا ثبوت

مذکورہ تصریحات کی روشنی میں "روسو" کا یہ قول قطعاً" غلط اور بے بنیاد ہے کہ

"حضرت مسیح علیہ السلام دنیا میں ایک روحانی سلطنت قائم کرنے کے لئے تشریف لائے جس نے مذہبی اور سیاسی نظام کو جدا کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ریاست کی وحدت مٹا دی اور اندرونی تفرقے پیدا کر دیئے۔
جنہوں نے عیسائی اقوام کو کبھی چین نہ لینے دیا"۔ (۸۰)
دراصل دین الٰہی میں دنیا اور دین مذہب اور سیاست کی تفریق کبھی نہیں ہوئی ہے یہاں کا قانون ہی نرالا ہے یہاں ہر وہ شے دنیا ہے جو حق سے روک دے اور ہر وہ شے دین ہے جو حق پر لگا دے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الدنیا مایشغلک عن الحق۔ (۸۱)

دنیا وہ ہے جو تجھے حق سے روک دے
یہ تفریق مذہب کے ماننے والے اپنی اپنی اغراض کی بنا پر بعد میں پیدا کرتے ہیں۔ اس لئے اس قسم کے الزام ماننے والوں پر تو درست ہوتے ہیں بانیان مذہب کے دامن اس سے پاک و صاف ہوتے ہیں۔

(۳) تواصی بالحق

"تیسرا بنیادی اصول "تواصی بالحق" ہے اس کی تحقیق و تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

تواصی کی لغوی صرفی اور اصطلاحی تحقیق

تواصی وصیت سے بنا ہے وصیت کا مادہ اس کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جو انسان کہہ کر مر جاتا ہے لیکن قرآن حکیم میں یہ ہر تاکیدی و واجبی حکم کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ (۸۲)
عربی گرامر کے مطابق "تواصی" باب تفاعل سے ہے جو مصدر اس باب سے آتا ہے اس میں شرکت کے معنی پائے جاتے ہیں اس طرح کہ ہر فرد سے فعل کا صدور ضروری ہوتا ہے۔
فعل میں شرکت باب مفاعلت میں بھی ہوتی ہے لیکن اول میں صورۃ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و معنا" ہر فرد فاعل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور ثانی میں یہ شرکت صرف معنا" ملحوظ ہوتی ہے۔ صورۃ نہیں ہوتی ہے۔

اس فرق کی غالبا" وجہ یہ ہے کہ فرد سے فعل کا صدور جس شدت اور یکسانیت کے ساتھ اول میں ہوتا ہے۔ ثانی میں وہ شدت اور یکسانیت نہیں پائی جاتی ہے ویسے دونوں میں ہر ایک سے فعل صادر ہوتا ہے اور ہر ایک کے ساتھ دوسرا شریک ہوتا ہے۔

مادۂ وصیت لانے میں نکتہ

اس موقع پر مادۂ وصیت لانے میں یہ نکتہ ہے کہ قرآنی نقطۂ نظر کے مطابق قیام و بقاء کی جدوجہد اس وقت تک پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچتی جب تک انسان اپنے مفاد و مرغوبات کو فنا کر کے ترک و اختیار کی کسوٹی پر پورا نہ اترے۔ اور اس کے ہاتھ پاؤں' زبان و قلم عقل و دماغ وغیرہ دوسرے کے بقا کا سامان فراہم کرنے کے لئے وقف نہ ہو جائیں۔

جس طرح وصیت کرنے والے کی وصیت کا تمام تر تعلق دوسروں سے وابستہ ہوتا ہے اور موصی (وصیت کرنے والا) کی ذات کا سوال نہیں باقی رہتا ہے اسی طرح یہاں انسان کی ساری جدوجہد دوسروں کے مفاد سے متعلق ہو جاتی ہے۔

اس کے علاوہ وصیت بالعموم عزیز قریب رشتہ دار وغیرہ کے لئے کی جاتی ہے جن سے انسان کا نہایت قریبی تعلق ہوتا ہے اور جن کی مصیبت اس کے لئے ناقابل برداشت ہوتی ہے۔ قرآن حکیم کی نظر میں ایسا ہی تعلق قومی و جماعتی زندگی میں ہونا چاہئے کہ آپس میں ہر فرد دوسرے کی تکلیف سے بے چینی محسوس کرے اور اس کے لئے جو کچھ کہہ سکتا اور کر سکتا ہے مرتے دم تک کہتا اور کرتا رہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وصیت کے مادہ میں ذمہ داری اور نگرانی کا مفہوم پایا جاتا ہے

وصیت کے مفہوم میں ذمہ داری اور نگرانی کے معنی بھی ملحوظ ہیں۔ چنانچہ کلام عرب میں یہ مادہ جہاں کہیں استعمال ہوتا ہے اگر بطور کنایہ نہیں مستعمل ہے تو اس کا ضرور لحاظ رکھا گیا ہے اسی بناء پر "وصی" اس کو کہتے ہیں جسے ذمہ دار بنایا جاتا ہے اور جس کے سپرد معاملہ کیا جاتا ہے "**ھوالوصی اسم یقع علی من تکل الیہ امرک** محاورہ ہے "**کن وصی نفسک**" تو اپنا وصی "ذمہ دار و نگران) بن جاء "**کن من توصی الیہ نفسک**" مطلب یہ ہے کہ جماعت کا ہر فرد دوسرے کے لئے یہ سمجھے کہ میں اس کا ذمہ دار ہوں اس کی نگرانی اور دیکھ بھال کرنا میرا فرض منصبی ہے۔

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الا کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ (الحدیث)

خوب غور سے سن لو ہر شخص تم میں کا راعی ہے اور ہر شخص سے اس کی رعیت کے بارے میں بازپرس ہو گی۔

رعی کے معنی **حفظ الغیر لمصلحتہ**(۸۳) دوسرے کی حفاظت اس کی مصلحت کے مطابق کرنا اس لحاظ سے راعی وہ ہو گا جو کسی کا منتظم اور نگران ہو "**الراعی" کل من ولی امر قوم**"۔(۸۴) اسی ذمہ داری و نگرانی کی وجہ سے قوم کی تباہی و بربادی کے وقت کوئی فرد محفوظ نہیں رہتا بلکہ سب اس کی زد میں آ جاتے ہیں۔ ظالم و بدکار اپنے جرم کی بنا پر اور غیر ظالم و بدکار اس لئے کہ انہوں نے ظلم کرتے وقت ظالم کا ہاتھ کیوں نہیں پکڑا جیسا کہ آیت میں ہے۔

واتقو فتنتہ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصتہ۔ ۸/۲۵

اس فتنہ سے بچتے رہو جس کی گرفت میں صرف ظالم ہی نہ آئیں گے بلکہ سبھی اس کی لپیٹ میں ہوں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تواصی جذبہ و اسپرٹ کے ساتھ ہونی چاہیئے

مذکورہ ذمہ داری کی ادائیگی محض ڈیوٹی کی حیثیت سے نہ ہونی چاہیئے۔ بلکہ خاص قسم کے جذبہ اور اسپرٹ کا پایا جانا بھی ضروری ہے تواصی کے مفہوم میں اس کی رعایت اس طرح مقصود ہے کہ قومی و جماعتی زندگی کے عناصر سب ایمان ہی کی بدولت پیدا ہوتے ہیں۔ اس بنا پر ایمان کے بعد کوئی شے بھی جذبہ سے خالی نہیں ہو سکتی ہے۔

اس کے علاوہ تواصی کو تنظیم کا بنیادی اصول قرار دینا خود اس بات کی شہادت ہے کہ یہاں تمام حکم و احکام میں اجتماعی طور پر آگے بڑھانے کا جذبہ ملحوظ ہے چنانچہ فوج کی تنظیم و تربیت میں جس پر سب سے زیادہ زور دیا جاتا ہے وہ اندرونی قوئ کی مضبوطی اور یہی "اسپرٹ" ہے۔

رسول اللہ کی بیان کردہ ایک مثال سے جذبہ کی وضاحت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال کے ذریعہ جذبہ کی اس طرح تشریح بیان کی ہے۔

"فرض کرو ایک بحری جہاز ہے جس کے اوپر نیچے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور سب کی ضرورت کا سامان پانی وغیرہ جہاز کے بالائی حصہ پر رکھا ہوا ہے نچلے حصے کے لوگ پانی کے لئے اوپر آتے رہتے ہیں۔ اگر اوپر والے جذبہء اشتراک کے ماتحت پانی دے دیتے ہیں۔ تو سب کا کام اطمینان سے چلتا رہتا ہے اور کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آتا۔ لیکن اگر یہ اس بنا پر پانی دینے سے انکار کر دیتے ہیں کہ ان کے آنے سے معمولی تکلیف ہوتی ہے تو وہ پانی کی فراہمی کے لئے دوسری تدبیریں کرنے پر مجبور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں گے چار و ناچار انہوں نے یہ سوچا کہ چھوٹا سوراخ کر کے سمندر سے پانی حاصل کیا جائے۔ چنانچہ وہ سوراخ کرنے لگے۔

اگر اوپر والے نہ تو سوراخ سے روکیں اور نہ ہی پانی کا بندوبست کریں تو ظاہر ہے کہ جہاز میں سوراخ ہونے کے بعد اس میں پانی بھرے گا اور وہ ڈوب جائے گا پھر نہ سوراخ والے بچیں گے اور نہ اس سے چشم پوشی و غفلت کرنے والے"۔

یہ حدیث جماعتی زندگی کی نفسیات اور اس کے مطالبات سمجھنے کے لئے بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ جماعتی زندگی کو سمندری جہاز پر سواری کے ساتھ تشبیہ دینا اس کی ضروریات کو پانی جیسی اہم چیز کے ذریعہ بیان کرنا۔ تکلیف کے باوجود تعاون و اشتراک کے جذبہ کو نظرانداز نہ کرنا اور خلاف ورزی کی صورت میں جہاز میں سوراخ ہونا۔ اگرچہ یہ سوراخ اہم ضرورت کی بنا پر کیا گیا ہو اور اس کے نتیجہ میں جہاز ڈوب جانا یہ ساری باتیں نہایت غور و فکر کی مستحق ہیں۔

ایک اور مثال کے ذریعہ اس کی وضاحت

ایک اور مثال کے ذریعہ جذبہ کی وضاحت اس طرح کی جا سکتی ہے۔ دیہات میں جہاں "فائر بریگیڈ" کا انتظام نہیں ہوتا ہے جب وہاں کسی کے گھر کو آگ لگتی ہے تو بجھانے کے لئے سب اہل محلہ ٹوٹ پڑتے ہیں وہ منظر دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے کوئی پانی لئے دوڑ رہا ہے کوئی کنویں سے پانی نکال رہا ہے کوئی سامان نکال کر باہر پھینک رہا ہے۔ غرض' مرد' عورت' سب بچے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق سرگرم عمل دکھائی دیتے ہیں اور جتنی کوشش و امداد کی سکت رکھتے ہیں اس سے دریغ نہیں کرتے ہیں۔ ایسی حالت میں اپنے پرائے دوست دشمن کا امتیاز ختم ہو جاتا ہے ذاتی رنجش اور دلی کدورتیں کافور ہو جاتی ہیں۔ بس ان کے سامنے آگ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بجھانے کا مقصد ہوتا ہے اور یہ خطرہ کہ اگر معمولی سی غفلت برتی گئی تو پل بھر میں آگ کے شعلے پورے محلے کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے جس کی بناء پر وہ سب بھاگ دوڑ کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو سہارا دیتے ہیں۔ سب مصروف رہتے ہیں۔ اور تمام کو مصروف رکھتے ہیں۔

قیام و بقا کے لئے بھی اسی قسم کا جذبہ درکار ہے۔ یہ تو ہنگامی صورتحال کی مثال ہے۔ لیکن بسااوقات اجتماعی زندگی کے معمولی خطرات جن کی طرف توجہ کرنے کی بظاہر ضرورت محسوس ہوتی ہے وہ بھی ہنگامی کا درجہ حاصل کر کے پوری قوم کی ہلاکت کا سبب بنتے ہیں اس لئے یہاں کے معمولی خطرہ میں بھی ہنگامی اثرات مضمر ہوتے ہیں اور اسی مناسبت سے جدوجہد کے متقاضی بنتے ہیں۔

قومی' وطنی اور مذہبی جذبات میں سب سے زیادہ موثر جذبہ مذہبی ہے

رہی یہ بات کہ وطنی' قومی اور مذہبی جذبات میں یہاں کون مراد ہے اور زیادہ موثر کون ہے؟ یہ تو ظاہر ہے کہ یہاں مذہبی جذبہ مراد ہے۔ البتہ زیادہ موثر بھی وہی ہے اس کی تشریح کی ضرورت ہے جن لوگوں نے انقلابات کی تاریخ کا گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے اور پس منظر کو بھی سمجھا ہے انہیں اس حقیقت کے اعتراف میں کوئی دشواری نہیں ہوئی کہ سب سے زیادہ موثر جذبہ مذہبیت ہے اس لئے کہ وہ تین بنیادی عنصر۔ (۱) عقائد میں عمومیت۔ (۲) فوائد میں عمومیت۔ (۳)احساس میں عمومیت۔ (۸۵) جو زندگی میں ہم آہنگی اور روح پیدا کرتے ہیں۔ اس جذبہ میں زیادہ عمدگی کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذہبی جذبہ ہی بڑی سلطنتوں کے قیام اور تاریخی انقلاب کا باعث بنا ہے

چنانچہ فلسفہء تاریخ کا یہ مسلمہ فیصلہ ہے دنیا میں بڑی بڑی سلطنتوں کے قیام اور تاریخی انقلاب کے پس پشت ہمیشہ مذہبی جذبہ ہی کارفرما رہا ہے ماضی قریب میں یورپ کی نشاۃ ثانیہ کی تاریخ اس کا بین ثبوت ہے۔

"لوتھر" کی مذہبی و اصلاحی تحریک کا اثر اس قدر ہمہ گیر ثابت ہوا کہ اس کے بعد کی ہر تحریک میں مذہبی جذبہ کار فرما رہا ہے۔ جیسا کہ "ڈلتھائی" نے مختلف دلائل سے ثابت کیا ہے کہ جرمنی' انگلستان اور فرانس وغیرہ کی علمی و فلسفیانہ تحریکات کے نشوونما میں بھی مذہب ہی کارفرما تھا۔ اور مغرب کی جدید روح ایک وسیع مذہبی تصور ہی کا نتیجہ ہے۔

"نظریہ ارتقاء" کے بارے میں بھی بعضوں کا خیال ہے کہ اس کی بنیاد مذہبی تصور پر قائم ہے کیونکہ اس میں ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ارتقاء اور سب سے اعلیٰ خدا ہے۔ (۸۶)

اس نظریہ میں مذہبی تصور مان لینے سے یہ شبہ ضرور ہوتا ہے کہ جب انسان ابتدائی حالت میں حیوان تھا تو کیا اس وقت بھی مذہبی جذبہ موجود تھا؟ لیکن اس کا جواب ماہرین نفسیات نے یہ دیا ہے کہ دراصل مذہبی جذبہ کا تعلق کسی ایک جذبہ کے ساتھ مشروط نہیں ہے۔ بلکہ یہ چند جبلتوں کے آپس میں امتزاج اور عمل کا نہایت پیچیدہ اور عجیب و غریب نتیجہ ہے ان چند جبلتوں کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ مذہبی نوعیت کی ہوں کیونکہ دو یا چند چیزیں جب الگ الگ رہتی ہیں تو ان کے خواص و اثرات مختلف ہوتے ہیں۔ اور جب مل جاتی ہیں تو ان کے خواص و اثرات میں یکسر تبدیلی ہو جاتی ہے۔

اسی طرح دو متضاد وصف کے آپس میں اشتراک و امتزاج سے ایک تیسرا وصف پیدا ہو جاتا ہے جو ان کی انفرادی نوعیت کے لحاظ سے مختلف ہوتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اس بنا پر مذکورہ جبلتیں اگرچہ مذہبی نوعیت کی نہ تھیں لیکن بتدریج ترقی کے نتیجہ میں تاثیر اور تاثر کا جو حل ان میں ہوا اس عمل کے نتیجہ میں مذہبی جذبہ نمودار ہو کر انسان کی جبلت میں داخل ہو گیا۔

مذہبی جذبہ انسان کی جبلت میں داخل ہے

اس کے علاوہ یورپ کے اکثر مصنفوں نے مذہبی جبلت کو انسان کی اساسی صفتوں میں داخل مانا ہے۔

"رینان" کے نزدیک مذہبی جبلت انسان میں ایسی ہی فطری ہے جیسے چڑیوں میں گھونسلا بنانا ان کی فطرت میں ہے۔ (۸۷)

نطشے، کانٹ، پستانوری وغیرہ فلسفیوں نے نہایت وثوق کے ساتھ کہا ہے کہ نفس انسانی جو ہر مذہبی احساس ہے اور تمدنی زندگی کے لئے مذہب بمنزلہ روح کے ہے۔ (۸۸)

ان تمام تنقیحات کے باوجود تعجب ہے کہ ڈاکٹر "مرسیر" جیسے فلسفہ جذبات کے نمائندہ نے مذہبی جذبہ کو زیادہ اہمیت نہیں دی اور کہا کہ

"جذبۂ مذہبیت محض آرائش و تکلفات کا کام دیتا ہے اور جماعت کے لئے کوئی افادی حیثیت نہیں رکھتا ہے۔ (۸۹)

ڈاکٹر موصوف کے اس خیال کا محل سیاسی اور مفاد پرست لوگ بیشک ہیں کہ وہ مجلس کی آرائش و مقصد برآری کے لئے اس جذبہ کے ساتھ کھیلتے ہیں لیکن مذہبی جذبہ کی اصل نوعیت کے بارے میں ان کا یہ خیال قطعاً" غلط و بے بنیاد ہے۔ اور حقائق کے جھٹلانے کے مترادف ہے۔

اجتماعیین کے نزدیک مذہب کی ایک وسیع توجیہہ

یہاں یہ بتا دینا مناسب ہے کہ فلسفہ و اجتماع کے ماہرین اثر اندازی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں صرف اسی مجموعہء عقائد کو مذہبی حیثیت نہیں دیتے ہیں جو کسی معبود کی عبادت اور اس کی پرستش پر مبنی ہو بلکہ کبھی حیرت انگیز نظریہ اور وہ خیال جو عوام کی توجہ اپنی جانب مبذول کر لے۔ وہ بھی معبود کی قائم مقامی حاصل کر کے مذہب کا پارٹ ادا کرتا ہے۔ بشرطیکہ عوام کوئی مخفی طاقت اس میں محسوس کریں۔ یا عام سطح سے کوئی اونچی چیز انہیں نظر آئے۔ (۹۰)

مذہب کی اس وسیع توجیہہ کی بنا پر "کمیونزم تحریک" بھی ایک مذہبی تحریک بن جاتی ہے اور اس کی کامیابی بھی مذہب کی مرہونِ منت قرار پاتی ہے۔ بہرحال دنیا کا مزاج ہی کچھ اس قسم کا ہے کہ کسی تحریک میں جب تک مذہبی رنگ نہ بھرا جائے کوئی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا ہے۔

الحق کی لغوی تحقیق

وتواصوا بالحق میں الحق کی لغوی تحقیق یہ ہے۔

لفظ "الحق" حق یحق کا مصدر ہے جس کے معنی ثبوت اور قیام کے ہیں۔ کلام عرب میں یہ جہاں کہیں بھی استعمال ہوتا ہے وہاں ثبوت' قیام' نہ ٹلنا' نہ مٹنا وغیرہ مفہوم کا پایا جانا یقینی ہے۔

اس بنا پر جو کپڑا نہایت مضبوط اور پائدار بنا جاتا ہے اسے "ثوب محقق۔ (۹۱) کہتے ہیں۔ امام راغب اصفہانیؒ کہتے ہیں۔

اصل الحق مطابقة والموافقه۔ (۹۲)

الحق کی اصلیت مطابقت و موافقت ہے۔

یعنی جب کہا جائے کہ یہ قول و فعل حق ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ حقیقت و نفس الامر کے مطابق و موافق ہے۔

الحق الثابت الذی لایسوغ انکاره۔ (۹۳)

الحق وہ حقیقت ثابتہ ہے کہ جس کا انکار کرنا آسان نہ ہو۔

تفسیر مدارک اور تفسیر مظہری میں بھی یہی معنی مذکور ہیں۔ (۹۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیر بحث الحق کے مفہوم کی تشریح

زیر بحث مقام پر مفسرین کی تصریحات درج ذیل ہیں۔

وتواصوا بالحق ای بالامر الثابت الذی لا یسوغ انکارہ وھو الخیر کلہ من توحید اللہ وطاعتہ واتباع کتبہ ورسلہ۔ (۹۵)

الحق وہ امر ثابت ہے کہ کسی صورت میں اس کا انکار سہل نہ ہو اس میں ہر قسم کی خیر و فلاح داخل ہے۔ اللہ کی توحید اس کی اطاعت اس کے رسولوں اور کتابوں کی اتباع وغیرہ۔

قاضی بیضاوی نے عام مفہوم مراد لیا ہے۔

یعم الاعیان الثابتہ والافعال الصائبۃ والاقوال الصادقہ (۹۶)

وہ حقائق جو مسلم ہوں وہ افعال جو درست ہوں وہ اقوال جو روح صداقت سے معمور ہوں سب اس میں داخل ہیں۔

روح المعانی میں ہے۔

الحق خلاف الباطل و یطلق علی لاقوال والعقائد والادیان والمذاھب باعتبار شمولہ علی ذالک۔ (۹۷)

وہ حقیقت جو باطل کے خلاف ہو، موقع کی مناسبت سے اقوال، عقائد ادیان اور مذاہب سب کے لئے یہ استعمال ہوتا ہے۔

مذکورہ تصریحات سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔

(۱) یہ کہ الحق کا مفہوم عام ہے

(۲) یہ کہ اس کی عمومیت میں تمام وہ حقیقیں اور صداقتیں داخل ہیں جو ایمان و عمل کے بیان میں پہلے مذکور ہو چکی ہیں خواہ ان کا تعلق اخلاقیات سے ہو یا مادیات سے ہو۔

حاصل یہ ہے کہ قیام و بقا کے لئے ایمانیات و عملیات کی جو نوعیتیں درکار ہیں اقدامی جذبہ کے ساتھ محبت بھری ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے ہر شخص ان میں سرگرمی کا خود مظاہرہ کرے اور اسی طرح دوسروں سے مظاہرہ کراتا رہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) تواصی بالصبر

چوتھا بنیادی اصول "تواصی بالصبر" ہے۔ "تواصی" کی تحقیق پہلے گزر چکی ہے۔ جذبہ و اسپرٹ اور ذمہ داری و نگرانی وغیرہ کی بحث بھی وہیں دیکھ لی جائے صبر کی تحقیق و تفصیل ذیل میں بیان کی جاتی ہے۔

صبر کی تحقیق اور اس کا استعمال

صبر کی حقیقت "حبس النفس علی ماتکرہ" یعنی خود کو ناگواریوں کی برداشت کا عادی بنانا۔ یہ ناگواریاں اختیار کرنے سے متعلق ہوں یا چھوڑنے سے متعلق ہوں۔

قرآن حکیم میں صبر کے مواقع استعمال سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

(۱) یہ کہ صبر ایک زبردست قوت کا نام ہے جس سے اصلاح و انقلاب میں مدد لی جاتی ہے۔

واستعینو بالصبر والصلوٰۃ - ۴۴ - ۲

صبر اور نماز کی قوتوں سے مدد لو۔

(۲) یہ کہ قومی جماعتی زندگی کے مقام کا اندازہ اسی قوت سے لگایا جاتا ہے جس میں جس قدر یہ قوت زیادہ ہو گی اسی مناسبت سے اس کا مقام متعین ہو گا۔

جیسا کہ

ان یکون منکم عشرون صابرون یغلبو مائتین وان یکن منکم مائتہ یغلبو الفا" من الذین کفروا بانھم قوم لا یفقھون الئن خفف اللہ عنکم وعلم ان فیکم ضعفا فان یکن منکم مائتہ صابرۃ یغلبوا مائتین وان یکن منکم الف یغلبوا الفین باذن اللہ واللہ مع الصبرین۔ ۶۶ / ۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر تم میں بیس آدمی صبر کرنے والے (جھیل جانے والے) نکل آئیں. تو یقین کرو دو سو دشمنوں پر غالب رہیں گے اور اگر تم میں ایسے آدمی سو ہو گئے تو سمجھ لو ہزار کافروں کو مغلوب کر کے رہیں گے اور یہ اس لئے ہو گا کہ کافروں کے گروہ میں سمجھ بوجھ نہیں ہے۔ اب اللہ نے تم پر بوجھ ہلکا کر دیا اس نے جان لیا کہ تم میں کمزوری ہے اچھا اب اگر تم میں سو آدمی صبر کرنے والے (جھیل جانے والے) ہوں گے تو وہ دو سو دشمنوں پر غالب رہیں گے اور اگر ہزار ہوں گے تو دو ہزار دشمنوں کو مغلوب کر کے رہیں گے اور یاد رکھو کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

آیت میں بیس کی تعداد کے ساتھ صابرین کا لفظ ہے اور سو کی تعداد کے ساتھ صابرۃ کا لفظ ہے اس سے محققین نے یہ سمجھا ہے کہ اب بھی جہاں صبر کا اعلیٰ اعلیٰ درجہ موجود ہو گا۔ پہلا حکم ثابت و برقرار رہے گا۔

قیام و بقا کے سلسلہ میں صبر کا مقام

ذیل میں چند آیتیں و حدیثیں ذکر کی جاتی ہیں جن سے قیام و بقاء کے سلسلہ میں صبر کا مقام واضح ہوتا ہے۔

قرآن حکیم نے بنی اسرائیل کی کامیابی کا راز صبر میں پوشیدہ بتایا ہے۔

وتمت کلمتہ ربک الحسنی علی بنی اسرائیل بما صبروا۔
۷ / ۱۳۷

آپ کے پروردگار کا پسندیدہ فرمان بنی اسرائیل کے حق میں پورا ہو کر رہا۔ اس وجہ سے کہ انہوں نے صبر کیا تھا۔

ایک جگہ پیشوائی و سرداری ملنے کا سبب صبر کو قرار دیا گیا ہے۔

وجعلنا منھم ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا۔ ۳۲ / ۲۵

ہم نے بنی اسرائل میں سے امام (سردار) بنائے تھے جو ہمارے حکم کے مطابق لوگوں کو ہدایت کرتے تھے یہ منصب انہیں اس وقت ملا جب کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے صبر کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام و بقاء کے جدوجہد میں اصبر کو امیر الامراء (کمانڈر انچیف) قرار دیا ہے کہ اس کی سرکردگی میں میدان فتح ہوتا ہے۔

علیک بالعلم فان العلم خلیل المومن والحلم وزیرہ والعقل دلیلہ والرفق اخوہ والصبرا میر جنودہ۔ (۹۸)

علم کو مضبوطی کے ساتھ پکڑو کیونکہ علم مومن کا دوست ہے حلم (برد باری) اس کا وزیر ہے عقل اس کی رہبر ہے نرم خوئی اس کا بھائی ہے اور صبر اس کے لشکر کا امیر الامرا ہے۔

حضرت علیؓ نے ایک موقع پر صبر کے نفسیاتی پہلو کو اس طرح بیان کیا ہے۔

الصبر من الایمان بمنزلۃ الراس من الجسد اذاقطع الراس انتن مافی الجسد ولاایمان لمن لاصبرلہ۔ (۹۹)

جس طرح انسان کے بدن میں سر کا تعلق ہے اور یہ ظاہر ہے کہ سر کے جدا ہونے کے بعد جسم بے کار و بدبودار ہو جاتا ہے۔ جس کو صبر نہیں اسے ایمان کا مقام نہیں حاصل ہے۔

حضرت "امیر" نے تشبیہ میں "انتن" کا لفظ استعمال کیا ہے جس سے صبر نہ ہونے کی صورت میں "جراثیم" کا غلبہ پانے اور پھر سماجی زندگی کے متعفن ہو جانے کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔

صبر کے مظاہرہ کی شکلیں

قومی و جماعتی زندگی میں صبر کے مظاہرہ کی تین شکلیں ہیں۔

(۱) مطالبات و فرائض کی ادائیگی پر صبر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲)مرغوبات و مفادات کے ترک پر صبر

(۳)مشکلات و مصائب پر صبر

صورت یہ ہے کہ جب کوئی قوم قیام و بقا کی جدوجہد شروع کرتی ہے تو نئے تقاضے اور نئے مطالبے سامنے آتے ہیں۔ پرانی چیزیں چھوڑنی اور نئی چیزیں اختیار کرنی پڑتی ہیں۔ میدان میں مخالفین بھی موجود ہوتے ہیں جن سے ہر موڑ پر ٹکراؤ اور ہر موقف پر مخالفت ہوتی ہے نئی نئی تکلیفوں اور مصیبتوں سے مقابلہ ہوتا ہے جو قوم جسقدر اس طلب کو پورا کرتی ہے اسی قدر وہ کشمکش میں کامیابی حاصل کرتی ہے۔

مفسرین نے صبر کے مظاہرہ کی وہی شکلیں بتائیں ہیں جو مذکور ہو چکیں مثلاً" تفسیر مدارک میں ہے۔

بالصبر عن المعاصی وعلی الطاعات وعلی مایبلوابہ اللہ عبادہ۔ (۱۰۰)

معاصی سے صبر کرنا۔ طاعات پر صبر کرنا اور ان تمام آزمائشوں اور مصیبتوں پر صبر کرنا جن میں اللہ نے اپنے بندوں کو مبتلا کیا ہے۔

ابوبکر جصاص کہتے ہیں۔

ینصرف الامر بالصبر علی اداء الفرض التی فرضہا اللہ واجتناب معاصیہا(۱۰۱)

صبر کا حکم تمام ان فرائض کی ادائیگی کو شامل ہے جنہیں اللہ نے کرنے کا حکم دیا ہے اسی طرح تمام ان معاصی سے بچنے کو شامل ہے جن سے اللہ نے منع کیا ہے۔

شاہ عبدالعزیزؒ صاحب کہتے ہیں۔

"اما صبر پس سہ قسم است اول صبر بر مشقت طاعت۔ دوم صبر از لذات گناہ کہ بے اختیار مرغوب طبع مے باشد' سوم صبر بر مصیبت کہ در جزع و فزع و شکایت و حرکات مخالف رضامندی خود را بز در بازو دارد (۱۰۲) بذمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تواصی بالصبر" میں عملی ہمدردی و امداد کے ساتھ زبانی تلقین مراد ہے

یہ واضح رہے کہ "تواصی بالصبر" میں دو باتیں مقصود ہیں۔ (۱) خود صبر کرنا۔ (۲) آپس میں ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرنا۔

تلقین صبر سے صرف زبانی مراد نہیں ہے بلکہ عملی ہمدردی و امداد کے ساتھ زبانی تلقین ہونی چاہئے۔ جیسا کہ درج ذیل آیت سے حقیقت ثابت ہوتی ہے۔

فلااقتحم العقبت ومآادرک ماالعقبتہ فک رقبتہ او اطعام فی یوم ذی مسغبتہ یتیما" ذا مقربتہ اومسکینا" ذا متربتہ ثم کان من الذین امنو وتواصوا باالصبر وتواصوا بالمرحمتہ۔ ۱۱ تا ۱۸ / ۹۰

پھر وہ گھاٹی سے نہ گزرا اے پیغمبر آپ کو معلوم ہے کہ گھاٹی عبور کرنے سے کیا مراد ہے؟ یہ ہے کہ کسی کی گردن کا پھندا چھڑانا بھوکے قرابت دار، یتیم اور خاک آلود مسکین کو کھانا کھلانا پھر وہ ان لوگوں سے ہو جو ایمان لائے ہوں اور ایک دوسرے کو صبر اور رحم کی تلقین کرتے ہوں۔

آیات میں پہلے باہمی امداد و غمخواری کی شکلوں کو "گھاٹی کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اس کے بعد ایمان اور صبر و رحم کی تلقین کا تذکرہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عملی ہمدردی و ایمان کے بغیر زبانی صبر و رحم کی تلقین وہ اثر نہیں پیدا کرتی جو جماعتی اسپرٹ کے لئے ضروری ہے اور قرآن حکیم کا مطلوب و مقصود ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں تنظیم و تربیت کے چار بنیادی اصولوں کی بحث ختم ہو گئی امام شافعیؒ فرمایا کرتے تھے "کہ اگر قرآن میں یہی ایک سورت (والعصر) ہوتی تو بندوں کی ہدایت کے لئے کافی ہوتی اور سلف کا یہ حال تھا کہ جب وہ آپس میں ملتے تو جدا ہونے سے پہلے ایک دوسرے کو یہ سورت سنایا کرتے تھے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زوال کے بنیادی اسباب

اوپر تنظیم و تربیت کے جو بنیادی اصول بیان ہوئے ہیں جن اسباب کی وجہ سے ان میں کمی پائی جائے گی وہی زوال کے اسباب قرار پائیں گے۔

چند بنیادی اسباب یہ ہیں۔
(۱)شرک و نفاق۔ (۲)بے عملی و بد عملی۔ (۳)باطل پرستی و خود فریبی۔
(۴)بے ثباتی و خود غرضی' ان کے مفہوم میں عمومیت اس طرح پیدا کی جا سکتی ہے۔

(۱)جن اصول و نظریات پر کسی تحریک کی بنیاد ہو یا کسی قوم کی تنظیم ہوئی ہو انہیں تسلیم کرنے کے باوجود شرک یا نفاق کی وجہ سے دل میں یقین وا ذعان کی وہ کیفیت نہ پیدا ہو جو ایمان کا خاصہ اور نتیجہ ہے۔

(۲)اصول و نظریات کو بروئے کار لانے کے لئے جن جن صلاحیتوں اور تدبیروں کی ضرورت پڑے اور جس جس قسم کی اطاعت و قربانی کامطالبہ کیا جائے قوم کے افراد اس کے لئے تیار نہ ہوں یا اس کے خلاف عمل کر رہے ہوں۔

(۳)حق پرستی کی بجائے باطل پرستی کی جانب مائل ہوں اور تبلیغ حق کی جگہ خود فریبی میں مبتلا ہوں۔

(۴)قوم کے افراد میں استقلال اور ضبط نفس کا فقدان ہو اور بے ثباتی و خود غرضی ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گئی ہو۔

قرآن حکیم کی روشنی میں ہر ایک کی تفصیل درج ذیل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرک و نفاق

شرک و نفاق کی حقیقت

شرک کا مطلب اللہ کی ذات، صفات اور افعال میں کسی کو شریک کرنا ہے۔ اس کا اصل تعلق عقیدہ سے ہے۔ نفسیاتی لحاظ سے جب عقیدہ میں تزلزل پیدا ہو جائے یا وہ کمزور پڑ جائے تو پھر زندگی کی کوئی کل درست نہیں رہ سکتی ہے۔

اجتماعیین کے نزدیک عقائد کی حیثیت ستون کی ہے۔ اور قومی و جماعتی زندگی کو اصل خطرہ اصول و عقائد کے عدم اذعان ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ (۱۰۳) اس لحاظ سے شرک کا اثر زندگی کے تمام گوشوں میں نمایاں ہوتا ہے۔ اور اس کے پورے نظام کو درہم برہم کر دیتا ہے۔ (تفصیل آگے آ رہی ہے)

نفاق کی عموماً" دو ہی شکلیں پائی جاتی ہیں۔ (۱) کسی نظام زندگی کے بروئے کار آنے کے بعد مخالفین کا گروہ مفاد کے حصول کی خاطر یا مضرت کے دفعیہ کی غرض سے اس کی تعلیمات کو ایک حد تک اپنا لیتا ہے لیکن دل سے نہیں مانتا ہے۔

(۲) دل سے ماننے والوں میں بہت ایسے ہوتے ہیں جن میں یقین و عمل کی وہ روح نہیں پیدا ہوتی جو کسی تعلیم کو حقیقی معنوں میں قبول کر لینے کے بعد ہونی چاہیے۔ اور اخلاص و صداقت کے وہ جوہر نہیں نمایاں ہوتے ہیں جو کمال ایمانی کا نتیجہ ہیں۔

یہ حالت درج ذیل سبب سے ہوتی ہے۔

(۱) قدیم رسم و رواج کا غلبہ۔ (۲) خواہشات نفسانی کی اتباع و پیروی۔ (۳) ذاتی اغراض و مفاد۔ (۴) لذات دنیوی کے ساتھ چسپدگی۔ (۵) تقلیدی جمود وغیرہ۔ (۱۰۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان میں یہی نفاق مراد ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اربع من کن فیہ کان منافقا خالصا" ومن کانت فیہ خصلتہ منھن کانت فیہ خصلتہ من النفاق ولو صلی وصام و زعم انہ مسلم۔

چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں یہ جمع ہو جائیں۔ (۱۰۵) وہ پورا منافق ہے۔ اور جس میں کوئی ایک پائی جائے سمجھا جائے کہ نفاق کی ایک خصلت پیدا ہو گئی اگرچہ وہ نماز پڑھتا ہو' روزہ رکھتا ہو اور اس گمان میں ہو کہ وہ پکا مسلمان ہے۔

(۱) اذا حدث کذب

جب بات کہے تو جھوٹ بولے

(۲) اذا وعد اخلف

جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے

(۳) واذائتمن خان

جب امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے

(۴) واذا خاصم فجر

جب لڑائی جھگڑا ہو تو بدزبانی کرے

نفاق کے بارے میں حضرت حذیفہؓ کے قول کی تشریح

حضرت حذیفہؓ کے ایک قول سے بعض حضرات کو دھوکا ہوا کہ نفاق صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پایا جاتا تھا آپ کے بعد وہ ختم ہو گیا۔ حالانکہ قرآن حکیم نے نفاق کی جو تفصیلات بیان کی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ نفاق کسی دور اور زمانہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ وہ ایسی حقیقت ہے کہ ہمیشہ پایا گیا ہے اور پایا جاتا رہے گا۔

وہ قول یہ ہے

انما النفاق کان علی عھدرسول اللہ فاما الیوم فانماھوالکفر اوالایمان۔ (۱۰۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نفاق رسول اللہ کے زمانہ میں تھا مگر آج کفر ہے یا ایمان .... محدثین نے یہ توجیح بیان کی ہے۔

انما النفاق ای حکمہ بعدم التعرض لاھلہ والستر علیھم کان علی عھد رسول اللہ لمصالح کانت مقتصرۃ علی ذالک الزمان اما الیوم فلم یبق تلک المصالح (۱۰۷)

اس قول میں نفاق سے اس کا حکم مراد ہے رسول اللہ کے زمانہ میں چند مصلحتوں کی وجہ سے یہ حکم تھا کہ منافقین سے تعرض نہ کیا جائے۔ ان کے معاملہ میں پردہ پوشی سے کام لیا جائے لیکن آج (عہد حذیفہ ان مصلحتوں کے ختم ہو جانے کی وجہ سے وہ حکم باقی نہیں رہا)۔

صورت یہ ہے کہ انقلاب کے بعد قوم جب نئی نئی تعمیری میدان میں قدم رکھتی ہے تو اس کے لئے یہ بات نہایت اہم قرار دی جاتی ہے کہ وہ داخلی انتشار اور افراتفری میں نہ مبتلا ہو ورنہ صلاحیتیں آپس میں ایک دوسرے کی بست و گریبانی میں مصروف ہو جائیں گی اور تعمیری کام رک جائیں گے نیز باہر کے لوگوں کو بدنام کرنے اور ہنسنے کا موقع ملے گا۔

ظاہر ہے کہ ابتدا میں اگر منافقین کے خلاف قانونی کارروائی کی جاتی تو ان کے گھلے ملے رہنے کی وجہ سے داخلی انتشار اور افراتفری سے بچاؤ ناممکن تھا اور دوسری طرف باہر کی دنیا کو یہ کہنے کا موقع ملتا کہ حکومت و اقتدار حاصل کرنے کے بعد مسلمان آپس میں اک دوسرے کے جانی دشمن بن گئے یہ کسے خبر تھی کہ مسلم اور منافق میں فرق ہے لیکن قوم جب مضبوط ہو جائے اور اس کی تعمیری صلاحیتیں ابھر آئیں تو پھر شرپسندوں کا صفایا ضروری ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت حذیفہؓ نے آخر کے ٹکڑے میں فرمایا۔

ذیل میں قرآن حکیم کی روشنی میں شرک و نفاق کے چند اثرات اجتماعی زندگی میں بیان کئے جاتے ہیں جن سے معلوم ہو گا کہ زوال کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں یہ دونوں کس قدر دور رس نتائج کے حامل ہیں؟

شرک و نفاق سے عزم و یقین کی روح فنا ہو جاتی ہے

(۱)اصول و نظریات پر عزم و یقین کی وہ روح نہیں باقی رہتی جو انسان کو سرتاپا عمل بناتی ہے اور رعب و ہیبت قائم رکھتی ہے۔ ۱۴۵ر۳

اس کی شہادت فلسفہء تاریخ سے بھی ملتی ہے جیسا کہ قدیم رومن قوم" کی حقیقی عظمت دو چیزوں میں بیان کی جاتی ہے ایک تو یہ کہ انکی ضروریات زندگی محدود تھیں اور دوسری یہ کہ ان کا اعتقاد نہایت قوی تھا حتیٰ کہ ان کا ہر شخص جان و مال اہل و عیال غرض سب کچھ اعتقاد پر قربان کر دیتا تھا۔ (۱۰۸)

نظم و مرکزیت اور اطاعت و اتحاد کا جذبہ فوت ہو جاتا ہے

(۲)زندگی میں نظم اور مرکزیت نہیں باقی رہتی اور اطاعت و اتحاد کا جذبہ فوت ہو جاتا ہے۔

واذا دعوا الی اللہ ورسولہ لیحکم بینھم اذا فریق منھم معرضون۔
۴۹ ر ۲۴

جب وہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جاتے ہیں تو ایک گروہ ان میں اعراض و روگردانی کرتا ہے۔

تاریخ کا یہ واقعہ بھی عجیب و غریب ہے کہ یونان کے حکماء نے جب اپنے سرکش حکمرانوں کا اعتقاد کم کرنا چاہا تو انہوں نے شرک کو زیادہ سے زیادہ رواج دیا۔ اور یہ تخیل پیش کیا کہ جس طرح نظام کائنات ایک خدا کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ اسی طرح حکومت و بادشاہت بھی ایک کے ہاتھ میں نہ ہونی چاہیے۔ چنانچہ اس ترکیب کے ذریعہ یونانی بڑی آسانی سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بادشاہ کو مقام وحدانیت سے نیچے اتارنے میں کامیاب ہو گئے۔ (۱۰۹)

یہاں طریق استدلال کی حقیقت سے بحث نہیں غور کرنے کی بات صرف یہ ہے کہ شرک کے رواج پانے سے مرکزیت و اطاعت وغیرہ جذبات کس آسانی سے ختم ہوئے۔

دل کا استحکام ختم ہو جاتا ہے اور زبان و دل کا رشتہ ٹوٹ جاتا ہے

(۳) دل کا استحکام اور اللہ پر کامل اعتقاد نہیں رہ جاتا، جس سے ہمت پست رہتی ہے ضبط نفس اور پامردی کی روح فنا ہو جاتی ہے اور رفتہ رفتہ زندگی کے عناصر اقدام، عزم، شجاعت، ارادہ وغیرہ سب میں زوال آ جاتا ہے جیسا کہ قرآن حکیم نے ایمان والی زندگی کو "القول الثابت سے تعبیر کیا ہے" اور حقیق ایمان سے محروم زندگی کو ملاہلمن قرار" سے ۲۶ر۱۴

نیز ایسی حالت میں طبیعت طرح طرح کے اوہام و خیالات کا مجموعہ بن جاتی ہے۔

یظنون باللہ غیر الحق ظن الجاھلیتہ ۱۴۹ر۳

یہ لوگ اللہ کی جناب میں عہد جاہلیت کے سے ظنون و اوہام رکھتے ہیں۔

(۴) ظاہر و باطن میں یکسانیت نہیں رہتی ہے جب تک ذاتی اغراض و مفاد کا سوال نہ ہو ان کے اقوال افعال ہر طرح سے آراستہ دکھائی دیتے ہیں لیکن جب ایثار و قربانی کا وقت آتا ہے یا کسی ادنیٰ مفاد پر ضرب پڑتی ہے تو بے نقاب ہو کر سامنے آجاتے ہیں ان میں سہار و برداشت کی طاقت بالکل نہیں ہوتی ہے۔

قرآن حکیم نے اس صورتحال کی تعبیر درج ذیل آیت میں نہایت بلیغ پیرایہ میں بیان کی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واذا رایتم تعجبک اجسامهم وان یقولوا تسمع لقولهم کانهم خشب مسندة یحسبون کل صیحة علیهم هم العدو فاحذرهم
٦ / ٦٣

جب تم انہیں دیکھو تو ان کی ظاہری حالت نہایت اچھی معلوم ہو اگر وہ بات کریں تو تم ان کی بات سنتے رہو گویا کندے ہیں جو دیوار سے لگ کر کھڑے ہیں (سہار کی طاقت بالکل نہیں ہے) ہر چیخ پکار کو اپنے ہی اوپر سمجھتے ہیں ایسے لوگ دشمن ہیں ان سے بچو

آیت کا ہر ٹکڑا مستقل ایک حالت اور اس کے اثرات کا ترجمان ہے واقعات و مشاہدات کو سامنے رکھ کر جس قدر آپ غور کریں گے حقیقت کھلتی جائے گی۔

مقصد سامنے واضح شکل میں نہیں رہتا ہے

(۵) مقصد واضح شکل میں سامنے نہیں رہتا ہے جس کی بناء پر جدوجہد کی رفتار سست پڑ جاتی ہے اور تن پروری و عیش پرستی کی ذہنیت نمودار ہو جاتی ہے۔ ۹/۵۱

آج دنیا کے سامنے ذاتی اغراض و مفاد و مقصد کی حیثیت رکھتے ہیں اس میں شک نہیں کہ دنیا کی قومیں اس کے لئے پوری جدوجہد کرتی ہیں جب وہ قانون قدرت کے مطابق کامیابی حاصل کرتی ہیں۔

لیکن رسول اللہؐ نے اللہ کی رضاء و خوشنودی کو مقصد ٹھہرایا چنانچہ صحابہ کرامؓ کی ساری جدوجہد اللہ کے نام پر اسی مقصد کے حصول کے لئے ہوتی تھی۔ جس طرح ان کا مقصد بلند تھا ایثار و قربانی کا جذبہ بھی ان میں زیادہ تھا اسی بنا پر غیر معمولی کامیابی ان کے قدم چومنے پر مجبور تھی۔ یورپ کا فاتح اعظم نپولین مسلمانوں کی کامیابی پر ہمیشہ حیران رہا۔ اور کہا کرتا تھا کہ

www.KitaboSunnat.com

"محمدؐ نے عربوں کو ازسرنو پیدا کیا تھا ان کے ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے میں قرآن دے کر فرمایا تھا کہ جاؤ دنیا فتح کرو۔ حکومت کرو اور فائدہ اٹھاؤ۔

افسوس کہ مسلمانوں کے پاس اب نہ قرآن باقی رہا اور نہ تلوار رہ گئی قرآن کی جگہ چند گھڑے ہوئے عقیدوں اور وہم و خیال کی باتوں نے

لے لی۔

اسماء سمیتموھا انتم وابائکم اور امانی وان ھم الایظنون۔ ۲/۷۳ اور تلوار کی جگہ بے روح دعاؤں نے قبضہ کر لیا۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اگر قیام و بقا کی جدوجہد کے لئے صرف دعائیں کافی ہوتیں اور چند رسم و رواج کی پابندی اور نام کی مسلمانی سے کام چل جاتا تو صحابہ کرامؓ اور اسلاف امت کو تن' من دھن کو قربان کرنے کی ضرورت نہ پیش آتی اور نہ ہی قرآن حکیم میں جدوجہد سے متعلق درج ذیل قسم کی آیتیں مزکور ہوتیں۔

(۱) وان لیس للانسان الا ماسعی ۵۳/۳۸ (۲) وقل اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ۔ ۹/۱۰۵ ۔ وانسعیہ سوف یری ثم یجزیہ الجزاء الاوفی۔ ۵۳/۴۰

انسان کے لئے وہی کچھ ہے جو اس نے جدوجہد کی ہے۔ اے پیغمبر کہہ دیجئے تم عمل کئے جاؤ اللہ اور اس کا رسول تمہارے عمل دیکھے گا۔ انسان کی جدوجہد یقیناً" (دیکھی جائے گی اور اس کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا)۔

محنت و مشقت کے کام نہیں ہو پاتے ہیں اور باتیں بنا کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطلب بر آری کی جاتی ہے

(٦) محنت اور مشقت کے کام نہیں ہو پاتے ہیں۔ عافیت کوشی، مصلحت پسندی، سخن پروری اور حیلہ سازی وغیرہ جیسے جراثیم زندگی میں نمودار ہو جاتے ہیں۔ ۹/۴۲
مذہبی طبقہ ان جراثیم کی خصوصیات سے شکار ہوتا ہے کیونکہ اس کا مذہب ایسی حالت میں افادیت و صلاحیت کے جوہر کھو دیتا ہے اور دنیا طلبی و ہوس رانی کا ذریعہ بن جاتا ہے چنانچہ قدیم یورپ میں بہت سے لوگ محض اس بنا پر راہبوں میں شامل ہوتے تھے کہ محنت مزدوری کے بغیر وہاں مفت کی روٹی ملتی تھی۔ اور گرجا کے خادم بہت ایسے تھے جو مخصوص ملکی ذمہ داریوں اور کام سے بچنے کی غرض سے انہوں نے یہ طریق زندگی اختیار کر لیا تھا۔ (١١٠)

ذاتی مفاد و اغراض کی غلامی ہوتی ہے

(٧) ذاتی اغراض و مفاد کی بندگی ہوتی ہے اپنے معمولی مفاد کے لئے قوم کے پہاڑ جیسے نقصان کی پروا نہیں ہوتی ہے۔ جب قوم کے دل میں خود غرضی اپنا قدم جما لیتی ہے۔ تو رفتہ رفتہ اس کے تمام محاسن ختم ہو جاتے ہیں۔ "روسو" نے مذکورہ حقیقت کو اس طرح بیان کیا ہے۔
اپنی ذات سے محبت اور اپنی فکر بری چیز نہیں ہے۔ مگر جب دوسرں کو نقصان پہنچا کر اپنا فائدہ کرنے کا جذبہ دلوں میں جاگزین ہو جائے تو پھر سماج کی تباہی ناگزیر ہے۔ (معاہدہ عمرانی۔ صفحہ نمبر ٢٧)
جب کوئی قومی و جماعتی فلاح و بہبود کے کام کرنے کا وقت آتا ہے تو طرح طرح کے شبہات اور طرح طرح کے اندیشے ظاہر کئے جاتے ہیں جن سے عوام سہم جاتے ہیں اور کام میں رکاوٹ ہو جاتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ قومی مصیبت کسی کے لئے مصیبت رہ جاتی ہے اور نہ قومی خوشی کسی کے لئے خوشی بس ہر ایک اپنا ہی مفاد سوچتا ہے اور اپنی ہی خوشی کو خوشی جانتا ہے۔ ۴۶ تا ۹/۵۰

(۸) قومی و جماعتی شعار کی ادائیگی ایسی بے دلی اور بد ذوقی کے ساتھ کی جاتی ہے گویا کوئی بوجھ سر پر آ پڑا ہے کہ جلدی ٹیک کر اس سے چھٹکارا ملے اس میں نہ جذب و انجذاب کی کیفیت ہوتی ہے اور نہ ہی دلجمعی و اطمینان کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ ۴/۱۴۲

کچھ لوگ الگ تھلگ رہ کر حالات کی رفتار دیکھتے ہیں اور بعض لوگ مخالفین سے دوستی رکھتے ہیں

(۹) کچھ لوگ الگ تھلگ رہ کر حالات و واقعات کی رفتار کا جائزہ لیتے ہیں جس جماعت کا جب پلہ بھاری دیکھا بس اسی کے ساتھ شریک ہو گئے اور باتیں بنا کر گزشتہ سے عذر و معذرت کر دی۔ ۴/۱۴۲

بعض لوگ مخالفین سے سازباز رکھتے ہیں ادھر کی باتیں ادھر لگاتے ہیں جب کوئی بات کھل جاتی ہے تو قسمیں کھا کر یقین دلاتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ۴/۱۳۹، ۹/۵۶

اسی میں وہ صورت بھی داخل ہے کہ مغلوب قوم کے افراد غالب قوم سے مل جاتے ہیں پھر انہیں عہدہ دے کر یا انعام و اکرام کی بارش کر کے ان کے ذریعہ پوری قوم کے دبانے کا کام لیا جاتا ہے۔ فرعون بدنام ہے کہ اس کے ملا (پارلیمنٹ کے ممبروں) نے موسیٰؑ کے تحفظ حقوق کی آواز کو فتنہ و فساد سے تعبیر کیا تھا۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے۔

وقال الملاء من قوم فرعون اتذر موسى وقومه ليفسدوا في الارض . . . ۷/۱۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرعون کی قوم کے سر بر آوردہ لوگوں نے کہا کہ آپ موسیٰ اور اس کی قوم کو ایسی حالت میں چھوڑ دیں گے کہ وہ ملک میں بدامنی پھیلائیں۔

لیکن آج دنیا کی حکومتوں میں یہ طریق کار بہت عام ہے اس میں پیش پیش وہ افراد دکھائی دیتے ہیں جو اقلیتوں کے نمائندہ ہوتے ہیں کیونکہ انہیں دوسروں کے مقابلہ میں اظہار وفاداری کی زیادہ ضرورت رہتی ہے۔

مذہب کی نمائش دنیا کے لئے ہوتی ہے اور ہر جائز و ناجائز طریقے سے دنیا حاصل کی جاتی ہے

(۱۰) اخلاص و صداقت کی روح نکل جاتی ہے پھر جائز و ناجائز درست و نادرست جس طرح بھی مال ملے اس کے حصول کی کوشش ہوتی ہے۔
۹ر۵۸

(۱۱) ایمان و یقین کی دولت سے محرومی کی وجہ سے قوت ارادی مفقود ہو جاتی ہے عزم و ہمت کے کام کے وقت ایسی روش اختیار کی جاتی ہے جس سے انتہائی بزدلی اور کمینہ پن کا ثبوت ملتا ہے۔ ۹ر۵۷

(۱۲) اتباع دین کی روح مفقود ہو جاتی ہے دینداری کی نمائش محض اس لئے ہوتی ہے کہ اسے دنیا کے حصول کے لئے آلہ کار بنایا جائے اس نمائش میں فروعی اور معمولی باتوں پر زور دیا جاتا ہے اور بنیادی و اصولی احکام کی طرف کوئی توجہ نہیں رہتی ہے۔

(۱۳) فرقہ بندی و گروہ بندی طبیعت ثانیہ بن جاتی ہے حق پرستی کی جگہ گروہ پرستی آ جاتی ہے۔ اچھائی و برائی کے جانچنے کے لئے اعتقاد و عمل کو معیار نہیں ٹھہرایا جاتا ہے بلکہ یہ کہ وہ ہمارے گروہ میں داخل ہے یا نہیں۔ اگر وہ داخل ہے خواہ اس کے اعمال کتنے ہی برے ہوں۔ اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر نہیں داخل ہے تو وہ برا ہے۔ خواہ اعمال کتنے ہی اچھے کیوں نہ ہوں۔ ۲/۱۵

(۱۴) تعمیری کاموں کی طرف توجہ نہیں رہتی ہے۔ پس ہر گروہ دوسرے گروہ کی تحقیر و تذلیل کو دین و ایمان کی سب سے بڑی خدمت سمجھنے لگتا ہے۔ ۲/۱۰۸

(۱۵) کذب گوئی و وعدہ خلافی سے کام نکالنے کو ہنر سمجھا جاتا ہے ان کی برائی کی اہمیت دل سے نکل جاتی ہے۔ ۹/۷۷

(۱۶) قومی و جماعتی خدمت کا جذبہ ختم ہو جاتا ہے اگر کچھ لوگ خلوص و للہیت کے ساتھ اس فریضہ کو انجام بھی دیتے ہیں تو انہیں طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ مثلاً" مالدار لوگ خرچ کرتے ہیں تو اسے زیادہ نمود اور شہرت کا نام دیا جاتا ہے اور غریب لوگ خرچ کرتے ہیں تو ان کا مذاق اڑتا ہے۔ ۹/۷۹

قوت استنباط اور جدت طبع وغیرہ ختم ہو کر تقلیدی جمود پیدا ہو جاتا ہے

(۱۷) مذہب کے نام پر ایسی ایسی باتیں نکلتی ہیں جو باہمی تفرقہ اور انتشار کا باعث بنتی ہیں۔ ۹/۱۰۷

(۱۸) غلط قسم کا تقلیدی جمود پیدا ہو جاتا ہے اور خوش فہمی میں مبتلا ہو کر اسے حق پر ثابت قدمی کا نام دیا جاتا ہے حالانکہ تقلیدی جمود اور ثابت قدمی میں بڑا فرق ہے۔ اول الذکر احساس و شعور کے موت کی سب سے بڑی علامت ہے۔ اور آخر الذکر زندگی کی سب سے بڑی نشانی ہے۔ ۲/۸۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۹)حقائق کی طرف سے نظر پھر جاتی ہے۔ جادو، ٹونے، ٹوٹکے اور دوسری بہت سی وہمی و خیالی باتوں پر نظر جم جاتی ہے۔ ۲/۹۶

(۲۰)اہل دین حق فروش بن جاتے ہیں۔ اپنی رائیوں اور خواہشوں کو اللہ کے احکام پر ترجیح دیتے ہیں اور اپنی گھڑی ہوئی باتوں کو کتاب اللہ کی طرح واجب العمل بتاتے ہیں۔ ۲/۷۴

زندگی کی کشاکش سے نبرد آزمائی اور مصائب و مشکلات کے جھیلنے کی طاقت ختم ہو جاتی ہے۔ اور طرح طرح کی بے ایمانی اور بے اعتقادی کی باتوں اور حرکتوں کا مظاہرہ ہوتا ہے۔

عمل کی جگہ تمنائیں اور آرزوئیں لے لیتی ہیں اور دل کی روحانیت ختم ہو کر شیطان کا غلبہ ہو جاتا ہے

(۲۲)ہوا و ہوس کا غلبہ ہو جاتا ہے حتیٰ کہ حق و صداقت کے قبولیت کی راہیں مسدود ہو جاتی ہیں۔ ۴۷/۱۶

(۲۳)اللہ پر نظر نہیں رہتی ہے بلکہ دوسری چیزوں کو مؤثر بالذات سمجھنے کا رواج عام ہو جاتا ہے اسی بنا پر خوف و بزدلی پیدا ہو جاتی ہے اور کسی مہم میں شرکت کی جرات و ہمت باقی نہیں رہتی ہے۔ ۴۷/۲۶، ۴۸/۱۱ .

(۲۴)اللہ سے زیادہ انسانوں کا خوف ہو جاتا ہے۔ ۵۹/۱۳

(۲۵)سچائی کے پرستاروں کو ذلیل سمجھا جاتا ہے اور حتی الامکان ان سے دور رہنے کی کوشش ہوتی ہے۔ ۶۳/۵

(۲۶)جن کو صداقت کی بات قبول کرنے میں عار محسوس ہوتا ہے اور راعیوں کے ساتھ تکبر و سرکشی کا برتاؤ ہوتا ہے۔ ۱۲/۵

(۲۷)بات کر کے پھر جانا قسموں کے ذریعہ مطلب بر آری کرنا وغیرہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کا شیوہ بن جاتا ہے۔ ۱۳ر۶۳

(۲۸) آپس میں ایک دوسرے کے قلوب مختلف ہوتے ہیں اگر کہیں اتحاد نظر بھی آتا ہے تو وہ ظاہری طور پر کام نکالنے کے لئے ہوتا ہے فائدہ اور غرض کے وقت اپنے پرائے دوست کی پرواہ نہیں رہ جاتی ہے وغیرہ۔ ۱۲ر۴۹

(۲۹) ایثار و قربانی کے بغیر جہاں مالی منفعت کی امید ہوتی ہے وہاں لوگ سب سے آگے نظر آتے ہیں۔ اور اگر کوئی کچھ کہتا بھی ہے تو اسے حاسد وغیرہ کے نام سے مطعون کرتے ہیں۔ ۱۵ر۳۸

(۳۰) لوگ تمناؤں اور آرزوؤں میں پھنس کر عزیمت و ہمت کے کاموں سے جان چراتے ہیں۔ ۸ر۵۷

غرض دل کی روحانیت ختم ہو کر جماعتی مزاج پر شیطان کا غلبہ ہو جاتا ہے اور ہوا وہوس کی حکمرانی چلتی ہے۔ ۱۸ر۵۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے عملی و بدعملی

زوال کا دوسرا بنیادی سبب بے عملی اور بدعملی ہے۔
اس کی دو صورتیں ہیں۔ (۱) سیرت کی تشکیل اور تنظیم سے متعلق جو اخلاقی ہدایتیں ہیں ان سے پہلو تہی کی جائے یا ان کے خلاف عمل کیا جائے۔
(۲) حالات و زمانہ کے تقاضا کی مناسبت سے قیام و بقاء کے لئے جس قسم کی مادی جدوجہد درکار ہے اس سے غفلت برتی جائے قرآن حکیم نے بے عملی اور بدعملی کے مختلف مظاہر بیان کئے ہیں۔ سیرت کی تشکیل و تنظیم سے متعلق چند یہ ہیں۔

معاصی کے ارتکاب میں آزادی و بے باکی ہو جاتی ہے

(۱) اخلاقی سطح نہایت پست ہو جاتی ہے۔
کردار کا کوئی معیار نہیں باقی رہتا ہے اور معاصی کے ارتکاب میں بے باکی ہو جاتی ہے حتیٰ کہ رفتہ رفتہ معاصی کا احساس بھی دل سے نکل جاتا ہے قرآن حکیم میں ہے
وکم قصمنا من قریۃ کانت ظالمۃ وانشانا بعدھا قوما اٰخرین۔
۱۱/۱۲
اور کتنی ہی بستیاں ظلم و شرارت میں غرق تھیں ہم نے پامال کر ڈالیں اور ان کے بعد دوسرے گروہوں کو لا کھڑا کیا۔
آیت میں "ظالمۃ" کا لفظ ہے اور ظلم کے معنی "وضع الشئی فی غیر محلہ ہیں (جس چیز کا جو محل ہو اس کا وہاں نہ ہونا) ایک موقع پر شرک کو "ظلم عظیم" کہا۔ **ان الشرک لظلم عظیم** ۱۳/۳۱۔ کیونکہ اس سے بڑھ کر اور کوئی بے محل بات نہیں ہو سکتی ہے اسی طرح تمام برائیوں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بداخلاقیوں کا ارتکاب انسان کا اپنے اوپر ظلم کرنا ہے "فمنھم ظالم لنفسہ۔ ۳۲/۳۵ کیونکہ قرآن حکیم نے انسان کی عظمت و بلندی کا جو موقف مقرر کیا ہے وہ سب اس کے خلاف ہیں اور اس لحاظ سے سب "وضع الشی فی غیر محلہ" میں داخل ہیں۔

انسانیت حیوانیت کی سرحد میں داخل ہو جاتی ہے

(۲) دوسری آیت میں اخلاقی پستی و بے حسی کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے۔

انالشر الدواب عنداللہ الصم البکم الذین لا یعقلون۔ ۸/۲۲

بے شک اللہ کے نزدیک سب سے بدتر حیوان وہ انسان ہیں جو بہرے گونگے ہیں اور سمجھتے نہیں ہیں۔

انسان کی عظمت و بلندی کا اصل راز اس کے اخلاق و کردار میں مضمر ہے کسی زندگی میں جب یہ باقی نہ رہ جائیں و اس کی حیثیت جانوروں سے بدتر ہو جاتی ہے نیز اخلاق و کردار میں تسخیری و تنظیمی صلاحیت کے جو ہر موجود ہیں۔ جن سے ظاہری و باطنی دشمن سے مقابلہ کے وقت کام لیا جاتا ہے چنانچہ قرون اول میں رومیوں کا جب مسلمانوں سے مقابلہ ہو رہا تھا اور رومی دمشق و حمص کے میدان میں پے در پے شکستیں کھا رہے تھے تو قیصر روم نے اپنے چند فوجی سرداروں کو بلا کر پوچھا کہ "عرب کی فتوحات کی کیا وجہ ہے"؟ جبکہ تم تعداد و قوت و طاقت اور سامان جنگ میں ان سے کہیں زیادہ بڑھے ہوئے ہو اس پر ایک بوڑھے اور تجربہ کار افسر نے جواب دیا کہ

"عرب کے پاس اخلاق کی طاقت ہے اور یہ ہمارے پاس نہیں ہے وہ رات کو عبادت کرتے ہیں۔ دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ کسی پر ظلم نہیں کرتے ہیں اپنے پرائے سب کے ساتھ برابری کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاملہ کرتے ہیں۔ مخلوق پر ظلم نہیں کرتے ہیں"

قوم پر یاس و قنوطیت کی حالت طاری ہوتی ہے اور ذلت انگیز امن پر قناعت کر لیتی ہے

ترقی کے جذبات سرد پڑ جاتے ہیں یا اس پر قنوطیت کی حالت طاری ہو جاتی ہے۔ بلند پردازی اور اولوالعزمی کے سرچشمے خشک ہو جاتے ہیں پھر عارضی اور معمولی فائدوں کو مقصد حیات سمجھ کر اسی کی جدوجہد میں ساری زندگی گزر جاتی ہے۔

قرآن حکیم نے مختلف قوموں اور پیغمبروں کے تذکرہ میں عمل اور ردعمل کا جو نقشہ کھینچا ہے اس سے مذکورہ بالا حقائق پر روشنی پڑتی ہے۔

نیز قوم بنی اسرائیل کو جب موسیٰ علیہ السلام نے زندگی کی تعمیر اور صلاحیتوں کی تنظیم کا حکم دیا۔ تو نہ صرف یہ کہ انہوں نے اس سے پہلو تہی کی۔ بلکہ فرعونی حکومت ہی کو ترجیح دینے لگے اور موسیٰ علیہ السلام سے یہ شکایت کی تمہاری اس کوشش نے فرعون کو اور زیادہ مخالف بنا دیا ہے۔ نیز جو کچھ ہمیں سہولتیں حاصل تھیں وہ بھی ختم ہو گئی ہیں۔

(ملاحظہ ہو سورۂ بقرہ از آیت ۵۵ تا ۵۹ اور مائدہ از ۲۳ تا ۲۸)

یہ ذلت انگیزی پر قناعت اور جدوجہد سے گریز سب ان کی بے عملی و بدعملی کے اثرات و ثمرات تھے جس کی بنا پر جوہر انسانیت پامال ہو گئے تھے ان کے سینے میں نہ سچا دل باقی رہ گیا تھا اور نہ دل میں زندگی پیدا کرنے والی آرزوئیں رہ گئیں تھیں۔

یورپ میں نشاۃ ثانیہ کی تحریک کا ابتدا میں جو ردعمل ہوا اسی طرح ہر زوال پذیر قوم میں انقلابی تحریکوں کو جو ردعمل ہوتا ہے وہ سب مذکورہ بالا حقائق۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) قوم طبقاتی کشمکش میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ عیش پرستی کی ذہنیت خاص و عام پر مسلط ہو جاتی ہے مفت خوروں کا ایک طبقہ پیدا ہو جاتا ہے جو قوم پر بار بنتا ہے اور حرکت و عمل کے بغیر عیش و عشرت کی زندگی گزارنے کا خواہشمند رہتا ہے۔

ایسی حالت میں ہمدردی' غم خواری' ایثار و قربانی وغیرہ کے جذبات افسردہ ہو جاتے ہیں۔ اور خود غرضی' خود فریبی' خوش فہمی وغیرہ کے جذبات ابھر آتے ہیں اور ہر فرد دوسرے سے خوفزدہ رہتا ہے۔

تاریخ کا یہ المیہ بھی عجیب و غریب ہے کہ طبقاتی کشمکش کے وقت امراء اور قومی نمائندوں کا ہمیشہ اتحاد رہا ہے اور انسانیت کی تذلیل میں دونوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ بٹایا ہے۔

چنانچہ قرآن حکیم نے سرمایہ داری کا کردار قانون کے ذیل میں بیان کیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ جب یہ انفرادی زندگی میں ابھرتی ہے تو کس قدر درندگی اور خدا فراموشی کا مظاہرہ کرتی ہے۔ اسی طرح قومی نمائندوں کا ذکر درج ذیل قسم کی آیات میں ہے جس سے ان کی حق معاملہ میں سرکشی اور ناحق مال خوری کا اندازہ ہوتا ہے۔

یاایھاالذین امنو ان کثیرا" من الاحبار والرھبان لیا کلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ۔ ۳۴ / ۹

اے مومنو! (یہودیوں اور عیسائیوں کے) علماء مشائخ میں ایک بڑی تعداد ایسوں کی ہے جو لوگوں کا مال ناحق کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے انہیں روکتے ہیں۔

نزول قرآن کے وقت یہود و عیسائی چونکہ زوال پذیر قوم تھے اس لئے ترجمہ میں انہیں کے علماء و مشائخ مراد لئے گئے ہیں۔ یہی حالت زوال کے وقت ہر قوم کے اکثر علماء و مشائخ کی ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توکل اور تقدیر کے غلط مفہوم رواج پا جاتے ہیں اور قوائے عقلی مفلوج ہو جاتے ہیں

(۵)توکل اور تقدیر کا غلط مفہوم عام ہو جاتا ہے۔ (تقدیر اللہ کے علم اور اندازہ کا نام ہے کہ کوئی شے اس کے علم اور اندازہ سے باہر نہیں ہے اسی طرح توکل کامل جدوجہد کے ساتھ اللہ پر اعتماد اور بھروسہ کو کہتے ہیں۔

ان دونوں کی صحیح حقیقت نہ تو انسان کو بے عمل بناتی ہے اور نہ ہی سستی اور کاہلی پیدا کرتی ہے۔ بلکہ ایک خاص قسم کا زاویہ نگاہ دے کر انسان کو میدان کارزار میں سرگرم عمل رکھتی ہے نیز زندگی کے بہت سے فتنے ان دونوں کے ذریعہ دفع ہوتے رہتے ہیں مثلاً" کامیابی و کامرانی کی صورت میں غرور نہیں پیدا ہوتا ہے جو ترقی کے لئے بڑی رکاوٹ ہے اور ناکامی کی صورت میں مایوسی نہیں ہوتی ہے۔ جو انسان کے لئے پیام و موت ہے اسی طرح نفس پر اعتماد کرنے سے جتنے مفاسد پیدا ہوتے ہیں ان سب کا مکمل انسداد ہو جاتا ہے اور بزدلی و کم ہمتی وغیرہ جراثیم سے حفاظت رہتی ہے جن بعض اجتماعین نے ان دونوں پر اعتراض کیا ہے وہ ان کی اصل حقیقت سے واقف نہیں ہے۔ ان لوگوں نے غلط مفہوم کو مروج دیکھ کر اصل سمجھ لیا ہے اور اسی پر اعتراض کی عمارت قائم کر دی ہے)۔

جس کی بنا پر قوائے عملی مفلوج ہو جاتے ہیں ناعاقبت اندیشی و غیر مستعدی طبیعت ثانیہ بن جاتی ہے اور بلا جدوجہد یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ جو کچھ تقدیر میں تھا وہ ہوا اور آئندہ بھی وہی ہو گا۔ جو تقدیر میں ہو گا۔ گویا تقدیر کی حیثیت ان کے لئے آہنی زرہ کی ہے جو انہیں پہنا دی گئی ہے وہ دن بدن بھچتے جاتے ہیں اور زرہ قبضہ کرتی جاتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس صورتحال کا اثر زندگی میں یہ نمایاں ہوتا ہے کہ اپنی ذات اور مذعومہ مذہب کے علاوہ دوسری تمام چیزوں سے کنارہ کشی میں انہیں عافیت معلوم ہوتی ہے نیز قدامت پرستی و تقلیدی جمود ان میں سرایت کر جاتا ہے جیسا کہ اس کی تائید قوموں کے درج ذیل جوابات سے ہوتی ہے۔

حسبنا ماوجدنا علیہ اباءنا۔ ۵۰۱/۱۰۴۔

ہمیں وہی کافی ہے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا۔

انا وجدنا اباءنا علی امة وانا علی اثرھم مقتدون۔ ۲۳/۴۳

ہم نے باپ دادا کو اسی عقیدہ اور طریقے پر پایا ہے اور ہم انہیں کے نقش قدم پر چلیں گے۔

نیز زندگی کی کشمکش سے گریز کرتے کرتے مذہب چند مراسم و رواج کا مجموعہ رہ جاتا ہے اس کے باوجود خوش فہمی و خود فریبی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اللہ کا محبوب اور جنت کا تنہا مستحق وہ اپنے ہی کو سمجھتے ہیں۔ اور بلا جہد و عمل اپنی تعریف کے خواہش مند رہتے ہیں۔

یہودیوں کے باب میں قرآن حکیم نے ان کے یہ مقولے نقل کئے ہیں۔

نحن ابناء اللہ واحباؤہ ۵/۱۸ ۔ لن تمسنا النار الا ایاما معدودہ۔ ۲/۸۰ ۔ لا تحسبن الذین یفرحون بما اتوا ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنھم بمفازۃ من العذاب۔۔۔۔ ۳/۱۸۸

ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔ دوزخ کی آگ اگر ہمیں چھوئی بھی تو چند دن کے لئے جو لوگ اپنی کرتوتوں پر خوش ہو رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان کاموں کے لئے سراہے جائیں جو انہوں نے نہیں کئے ہیں۔ اے پیغمبر آپ انہیں عذاب سے چھٹکارا پانے والا نہ سمجھے۔۔۔۔۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دل کی سختی سے عبرت پذیری کی استعداد ختم ہو جاتی ہے

(٦)دل سخت اور بے جان ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے عبرت پذیری اور تنبہ کی استعداد معدوم ہو جاتی ہے اور انسان اپنی تباہ شدہ حالت پر قانع اور مطمئن بن جاتا ہے۔ پھر اسکے بعد ترقی کی امنگوں اور جاندار تمناؤں وغیرہ کا سوال ہی نہیں باقی رہتا ہے۔

ثم قست قلوبکم من بعد ذالک فهی کالحجارہ اواشد قسوة - ٢ / ٧٠

(بد عملیوں اور شقاوتوں کی وجہ سے) تمہارے دل سخت ہو گئے ہیں ایسے سخت گویا پتھر کی چٹانیں ہیں یا ان سے بھی زیادہ سخت

قرآن حکیم کی روشنی میں قساوت قلبی کے اثرات درج ذیل ہیں۔

(ا)حق و صداقت کی وضاحت کے بعد بھی لوگ قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے ہیں۔ ٢/٨٧

(ب)مصلحین پر طرح طرح کے اتہام لگا کر انہیں ناکام بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ٦٨/٢٣'٥/٦١

(ج) ایک دوسرے کی مذہب کی تکذیب و تنقیص کرتے ہیں جو اختلاف ضد اور ہٹ دھرمی کی بناء پر ہوتا ہے اسکو وہ عین دین سمجھتے ہیں۔ ٢/٢١٠

(د)احساس کمتری میں مبتلا رہتے ہیں۔ مقابلہ کی طاقت دل و دماغ پر مستولی ہو جاتی ہے۔ کہ اس کے تصور ہی سے لرزہ براندام ہوتے ہیں۔ ٥/٢٦

(ر)قلت و کثرت کی بحث چھڑ جاتی ہے۔ حالانکہ کامیابی و ناکامی کا مدار قلت و کثرت پر نہیں بلکہ ذاتی جوہر و صلاحیت پر ہے۔ ٢/٢٥١

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(س)دن بدن برائی سے روکنے والے کم ہوتے جاتے ہیں اور دین فروشوں کا غلبہ ہوتا جاتا ہے۔ ۱۶۹ر۷

مال و دولت اور زندگی کی محبت کی وجہ سے جدوجہد کی طاقتیں چھن جاتی ہیں

(۷)مال و دولت اور زندگی سے محبت بڑھ جاتی ہے جس کے حسب ذیل اثرات زندگی میں نمودار ہوتے ہیں۔

(ا)عزم و ہمت اور ایثار قربانی کے کام نہیں ہو پاتے ہیں۔

(ب)قومی و جماعتی مفاد نظروں سے اوجھل ہو کر صرف ذاتی اغراض و مفاد پیش نظر ہوتے ہیں۔

(ج)فوجی طاقت چھن جاتی ہے اور سامان حرب کی جگہ سامان تعیش لے لیتے ہیں۔

(د)خوشامد و چاپلوسی کے جذبات خبیثہ زندگی میں سرایت کر جاتے ہیں۔

(ر)حقوق کے تحفظ قیام و بقا کی جدوجہد' قومی عزت و ناموس کے جذبات دل سے نکل جاتے ہیں۔

چند آیتیں یہ ہیں۔

ولتجدنهم احرص الناس على حيوٰة ومن الذين اشركو يود احدهم لويعمر الف سنته...... ۹۱ ر ۲....

ومنهم من ان تامنه بدينار لايوده اليك الامادمت عليه قائما"... ۶۹ ر ۳

وترى كثيرا" منهم يسارعون فى الاثم والعدوان واكلهم السحت لبئس ماكانو يعملون..... ۶۸ ر ۵...

زندگی کی سب سے زیادہ حرص رکھنے والے یہی لوگ ہیں مشرکوں سے بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ ان میں سے ہر آدمی کا دل بہ حسرت دکھتا ہے کہ کاش ایک ہزار برس تک تو جیئے

ان میں ایک گروپ ایسا ہے کہ اگر ایک دینار کے لئے بھی ان پر بھروسہ کرو تو کبھی تمہیں واپس نہ دیں۔ جب تک کہ ہمیشہ ان کے سر پر کھڑے نہ رہو۔

ان میں سے بہتوں کو آپ دیکھیں گے کہ گناہ و ظلم کے ارتکاب اور مال حرام کھانے میں بہت تیز ہیں۔ کس قدر برے کام ہیں جو یہ شب و روز کر رہے ہیں۔

مذکورہ بعض اثرات کا ثبوت اس حدیث سے بھی ہوتا ہے۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ دنیا کی قومیں مسلمانوں پر ٹوٹ پڑیں گی جس طرح بھوکے آدمی کھانے کی رکابی پر ٹوٹ پڑتے ہیں"۔

صحابہؓ نے سوال کیا کہ اس وقت ہماری تعداد کم ہو گی؟ فرمایا نہیں بلکہ بہت ہو گی

لیکن تمہاری حالت ایسی ہو جائے گی جیسے پانی کی سطح پر گھاس پھوس ہوتا ہے۔ غثاء کغثاء السیل۔" تمہاری ہیبت دشمنوں کے دل سے نکل جائے گی اور تم کسی شمار و قطار میں نہ رہ جاؤ گے۔

"صحابہؓ نے پھر سوال کیا کہ یہ حالت کیونکر ہو جائے گی؟ فرمایا!

تمہارے اندر وھن پیدا ہو جائے گا "وھن کا مطلب دنیا (مال و دولت وغیرہ) سے محبت اور موت سے کراہیت ہے۔

"حب الدنیا و کراهیة الموت۔ (۱۱۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علماء میں بھی مال و دولت اور زندگی سے محبت بڑھ جاتی ہے

(۸)مال و دولت اور زندگی سے محبت کی وبا عوام ہی تک محدود نہیں رہتی ہے بلکہ اکثر علماء بھی اس میں ملوث ہوتے ہیں اور وہ اس سلسلے

میں احکام الہیہ کی تحریف سے بھی دریغ نہیں کرتے ہیں نیز آسان اور اپنی ضرورت کے مطابق احکام قبول کر لیتے ہیں اور جن میں محنت و مشقت پڑتی ہے انہیں چھوڑ دینے میں عافیت سمجھتے ہیں۔

علماء کے بارے میں قرآن حکیم کی تصریحات یہ ہیں۔

یحرفون الکلم من بعدمواضعہ۔ ۴۶ / ۵ - (۲) فویل للذین یکتبون الکتب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عنداللہ لیشترو بہ ثمنا" قلیلا۔ ۷۴ / ۲ - (۳) نبذ فریق من الذین اوتوالکتب کتاب اللہ وراء ظھورھم۔ ۱۹ / ۲ - (۴) الکلما جائکم رسول بما لاتھوی انفسکم استکبرتم۔ ۸۲ / ۲

وہ کلموں کو اپنی مناسب جگہ سے ہٹا دیتے ہیں۔ پھٹکار ہے ان پر جو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے ہیں اور کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ تاکہ اس سے دنیا کا معمولی فائدہ اٹھائیں جنہیں اللہ کی کتاب دی گئی ہے ان میں سے ہر ایک فریق نے اس کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ کیا ایسا نہیں ہوا کہ جب کوئی رسول تمہارے پاس وہ حکم لے کر آیا جو تمہاری نفسانی خواہش کے موافق نہ ہوا تم نے غرور کیا۔

بے عملی اور بد عملی کی دوسری صورت کے حالات و زمانہ کے تقاضا کی مناسبت سے جس قسم کی جدوجہد درکار ہے اس سے غفلت برتی جائے اس کے اثرات حسب ذیل طریقہ پر زندگی میں نمایاں ہوتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذہنیت پر پردہ پڑ جاتا ہے اور کھلی ہوئی ترقی کی راہیں سمجھ میں نہیں آتی ہیں

(۱)ذہنیتوں پر پردہ پڑ جاتے ہیں کھلی ہوئی ترقی کی راہوں کو دیکھنے کے باوجود انہیں اپنانے کی ہمت نہیں ہوتی ہے۔ شیطان ان کے اعمال کو ان کی نظروں کے سامنے اس طرح خوبصورت بنا کر پیش کرتا ہے۔ "زین لهم الشیطن اعمالهم۔ جو کچھ ان کے پاس چند پرانی راہ و رسم کا مجموعہ رہتا ہے پس اسی میں وہ مگن رہتے ہیں۔

قرآن حکیم نے مختلف قوموں کے تذکرہ میں رسولوں کی تکذیب و تنقیص اور ان کی اصلاحی و انقلابی تحریک کی مخالفت کا جو ذکر کیا ہے وہ دراصل انہیں اثرات کا نتیجہ تھا جیسا کہ ان کے تفصیلی حالات واقعات سے ظاہر ہے۔

(۲)لوگ علم و حکمت کی تحصیل سے گریز کرتے ہیں کیونکہ جس دنیا میں وہ رہتے ہیں وہاں علم و حرکت کا گزر ہی نہیں ہوتا ہے ان کا قلب ہی نہیں بیکار ہوتا بلکہ ذہن و ادراک کی ساری قوتیں بھی بے کار ہوجاتی ہیں اور وہ جانوروں سے بدترین بن جاتے ہیں۔

اولئک کالانعام بل هم اضل۔ ۷:۱۷۹

یہ لوگ جانور بلکہ ان سے بھی زیادہ کھوئے ہوئے ہیں۔

مذہب کے غلط تخیل کی وجہ سے دین اور دنیا کی تقسیم ہو جاتی ہے

(۳)مذہب کے غلط تخیل کی وجہ سے دین اور دنیا دار دو الگ الگ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طبقہ بنجاتے ہیں اور یہ خیال عام ہو جاتا ہے کہ دنیا کے ساتھ دین پر عمل کرنا ناممکن ہے (حالانکہ دین ہمیشہ کے لئے آیا ہے آخرت میں جو کچھ ہو گا وہ اسی دنیا کے اثرات و نتائج ہوں گے)

اس تقسیم کے بعد مذہبی طبقہ کی اکثریت کے سامنے کوئی میدان نہ رہ جانے کی وجہ سے آپس میں دست و گریباں اور اس کے جدوجہد کی ساری دوڑ چند فروعی اور فرسودہ مسائل (جن کا زندگی کے حقائق سے کوئی تعلق نہیں رہتا) کی موشگافیوں میں سمٹ کر آ جاتی ہے۔

چنانچہ مسلمان اپنے دور اصل میں جب عدل و رحمت کا نظام قائم کرنے کے لئے بعض عیسائی ممالک میں گئے تو وہاں کے پادریوں کو ان مباحث میں مصروف پایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا پیشاب پاک تھا یا ناپاک۔ اور آسمان سے جو دستر خوان (مائدہ) آیا تھا اس میں خمیری روٹی تھی یا فطیری (غیر خمیری)

آج مسلمانوں میں بھی اس قسم کے بہت سے مسائل ہیں جو بہت سے علمائے کرام کا ذریعہ معاش بنے ہوئے ہیں۔

اور دنیا دار طبقہ کے آگے کوئی رکاوٹ نہیں رہ جاتی ہے اس بنا پر وہ اور زیادہ مفاد پرستی و ہوس رانی کا شکار ہو جاتا ہے اس کے لئے یہ امتیاز کرنا مشکل ہوتا ہے کہ "جراثیم تمدن" جو ترقی کا نقاب ڈالے ہوئے ہوتے ہیں وہ انہیں کو ترقی کے لئے سب کچھ جان کر اختیار کر لیتا ہے اور خود فریبی میں مبتلا ہو کر یہ سمجھتا ہے کہ ہم زمانہ کی ترقی کا ساتھ دے رہے ہیں۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

یہاں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ جن بعض اجتماعیین نے ترقی کی راہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مذہب کو رکاوٹ قرار دے کر کہا ہے کہ "مشرقی اقوام کی ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ مذہب ہے۔ (۱۱۲)

وہ دراصل اسلامی تعلیمات سے عدم واقفیت اور اسلامی تاریخ سے تعصب کی بنا پر ہے چنانچہ اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ مسلمان اپنے ابتدائی دور میں جس قدر مذہب کی پابندی میں سخت تھے اسی قدر فتوحات اور ترقیات کا سلسلہ وسیع تھا بعد میں جس قدر مذہب سے اغراض بڑھتا گیا شرک و نفاق اپنا قدم جماتے گئے اور بے عملی و بد عملی کے "جراثیم" پیوست ہو گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قیام و بقا کی جدوجہد میں وہ پیچھے رہ گئے اور دوسری قومیں ان سے آگے نکل گئیں۔

سائنٹفک دور کا آغاز چودھویں صدی عیسوی سے نہیں بلکہ نزول قرآن کے وقت سے ہوا

جن لوگوں نے قرآن حکیم کی تعلیمات کا گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ سائنٹفک دور کا آغاز چودھویں صدی عیسوی سے نہیں بلکہ نزول قرآن کی تاریخ (چھٹی صدی عیسوی) سے ہوا ہے اسی نے سب سے پہلے یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ کائنات کی ساری چیزیں آفتاب و ماہتاب سے لے کر ذرہ تک) اپنی اصلی ساخت اور مقصد کے لحاظ سے انسان کی خدمت گزاری کے لئے پیدا ہوئی ہیں۔ اور انسان کو وہ اہلیت دی گئی ہے کہ وہ عقل و تجربہ کی رہنمائی سے ان پر قابو حاصل کر کے اپنے استعمال میں لاسکتا ہے یہ اس زمانہ کی بات ہے جبکہ دنیا کے دیگر مذاہب سائنس کے عناصر کو مافوق القوۃ اور مقدس اشیاء سمجھ کر ان کی پرستش کرتے تھے ۔ یا اس خیال کے ماتحت کہ "اللہ نے کائنات کو پیدا کر کے حکمرانی کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے شیطان کے حوالے کر دیا ہے"۔ مطالعہ فطرت کو مذموم جانتے تھے اور جو ... اس کی جانب توجہ کرتا اس کا بھوت پلید سے تعلق جوڑتے تھے۔

علماء یورپ کی شہادتیں

قرآن کریم کے اسی تخیل کے پیش نظر جیسی جیسی خواہشیں اور ضرورتیں بڑھتی گئیں۔ مسلمان برابر ادھر توجہ کرتے رہے حتیٰ کہ یورپ کو اس قابل بنایا کہ وہ نشاۃ ثانیہ کی بنیاد رکھ سکے۔

جیسا کہ جان ڈیون پورٹ نے لکھا ہے۔

"صدی عیسوی سے یورپ میں رائج ہوئے وہ سب کے سب عربی مدارس سے ماخوذ ہیں ان بنا پر ہسپانیہ کو یورپی فلسفہ کا موجد تسلیم کرنا چاہیے۔

عربی مدارس میں یہ ساری تعلیم بلا امتیاز مذہب و ملت دی جاتی تھی کسی قوم و مذہب کی تخصیص و تفریق نہ تھی۔

"رینان" کہتے ہیں۔

"سائنس اور ادبکا مذاق دسویں صدی عیسوی تک دنیا کے اس ممتاز گوشہ میں اس طرح قائم ہو گیا تھا جس کی رواداری کی مثال موجودہ دور میں عنقاء ہے۔ عیسائی' یہود مسلمان سب ایک ہی زبان بولتے تھے۔ ایک ہی نغمہ گاتے تھے۔ اور ایک ہی ادبی و سائنٹفک مسند درس کے حاشیہ نشین تھے وہ تمام قیود جن کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے سے جدا رہتے تھے وہ یکلخت اٹھا دیئے گئے تھے اور سب کے سب متفق ہو کر مشترکہ تمدن کی بنیاد ڈالنے میں مصروف جدوجہد ہو گئے تھے قرطبہ کی مسجدیں جن میں ہزاروں کی تعداد میں طلبہ رہتے تھے وہ اس علم و حکمت کا مرکز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن گئی تھیں۔

"گسٹودرکس" نے "اسلام کا احسان یورپ پر" نامی کتاب لکھی ہے جن میں صراحتہ کہا ہے کہ

"یورپ سائنٹفک انکشافات میں اسلام کا ممنون ہے اسلام ہی کے طفیل علماء سائنس بیکن نیوٹن وغیرہ جیسے لوگ پیدا ہوئے اگر مسلمانوں کی محنت نہ ہوتی تو یورپ کی سائنس اور تہذیب کی چودہ سو برس پہلے جو حالت تھی وہی آج ہوتی"

ان تصریحات کے بعد اسلامی تعلیمات پر کیسے کسی قسم کے اعتراض کی گنجائش باقی رہ سکتی ہے۔

ذیل میں ہم بے عملی و بدعملی کے اثرات چند تاریخی شہادتوں کی روشنی میں بیان کرتے ہیں جن سے مذکورہ بالابیان کی مزید توثیق ہو سکے گی۔

زوال کے زمانہ میں رومن قوم کی حالت

رومن قوم کا حال اس کے زوال کے زمانہ میں "لیکی" نے یہ بیان کیا ہے۔

"رومی قوم اس وقت انتہائی رہبانیت اور انتہائی بدکاری کے تھپیڑوں کے درمیان جھونکے کھا ہی رہی تھی بلکہ بعض شہروں میں جن میں کثیر التعداد زہاد و راہبین پیدا ہوئے تھے وہ وہی تھے جن میں عیش پرستی اور بدچلنی کی سب سے زیادہ گرم بازاری تھی۔ غرض بدکاری اور توہم پرستی کا اجتماع ہو گیا تھا۔ جو انسان کی شرافت و عظمت کا قطعی دشمن ہے۔ رائے جمہور اس قدر ضعیف ہو گئی تھی کہ لوگوں کو رسوائی اور بدنامی کا مطلق خوف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں باقی رہا تھا۔ البتہ ضمیر کو مذہب کا دھڑکا ہو سکتا تھا لیکن اسے بھی اس اعتقاد نے مٹا دیا تھا کہ دعاؤں وغیرہ کے ذریعہ سارے گناہ معاف ہو سکتے ہیں۔ مکاری اور دغابازی کی وہ گرم بازاری تھی جو قیاصرہ کے زمانہ میں نہ تھی"۔ (۱۱۳)

ڈاکٹر گبن نے رومی قوم کی حالت پر نہایت تفصیلی بحث کی ہے وہ کہتے ہیں۔

"عیش پرستی کا یہ حال تھا کہ لوگ ایک عرصہ سے تاہل کی بجائے تجرد کی زندگی زیادہ پسند کرتے تھے تاکہ زیادہ آسانی اور آزادی کے ساتھ اپنی شہوانی جذبات کی تشفی کر سکیں .... کفایت شعاری جتنی زیادہ ہوتی جاتی تھی اسی نسبت سے اس کی طرف سے بے اعتنائی بڑھتی جاتی تھی اور جس نسبت سے رعایا کے مصائب روز افزوں تھے اسی نسبت سے ٹیکس میں اضافہ ہوتا جاتا تھا ...... یہ غیر ممکن تھا کہ اس زمانہ کے لوگ تن آسانیوں میں رہ کر زوال کے اسباب نہ دیکھتے رومی زندگی میں ایک زہریلا اثر سرایت کر رہا تھا شعراء اور مقررین کی لوگ غلامانہ تقلید کرتے تھے۔ جدت طبع ختم ہو چکی تھی اور یہ ایسا تنزل تھا جس سے ان کے جذبات پست و ذلیل اور قویٰ پژمردہ ہو گئے تھے۔ (۱۱۴)

سیل صاحب نے دیباچہ قرآن میں لکھا ہے۔

"گرجا کے پادریوں نے مذہب کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے تھے اور امن محبت نیکی کو مفقود کر دیا تھا۔ اصل مذہب بھول گئے تھے اور اپنی خیال آرائیوں پر جھگڑتے تھے۔ اسی تاریک زمانہ میں اکثر وہ توہمات جو رومن چرچ کے لئے باعث ننگ ہیں مذہبی صورتیں قائم کئے گئے خصوصاً" ولیوں اور مجسموں کی پرستش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہایت بے شرمی سے ہونے لگی تھی۔ بادشاہوں اور پادریوں میں عقائد و اخلاق کی جو خرابیاں پھیلی ہوئی تھیں اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ عوام کی حالت متبذل ہو گئی ان کا مقصد روپیہ پیدا کرنا خواہ کسی ذریعہ سے ہو اور اس روپیہ کو وہ نفاست اور عیاشی میں اڑاتے تھے۔ (۱۱۵)

زوال کے زمانہ میں ایرانیوں کی حالت

ایرانیوں کا حال بھی بحیثیت مجموعی رومیوں جیسا تھا چنانچہ

"بادشاہوں کے ظلم و ستم کا بازار گرم تھا۔ امراء کی عیش پرستیوں اور خود غرضیوں نے صداقت و اخلاص اور ہر قسم کے اخلاقی جوہر (جس کے خمیر سے قوم کی زندگی تعمیر ہوتی ہے) فنا کر دیئے تھے۔ لوگوں میں خست و دنائت سرایت کر گئی تھی۔ اور اعمال صالحہ و اخلاق فاضلہ سے اعراض کرنے لگے تھے "تعیش پرستی و آزاد روی کا نتیجہ تھا کہ چھٹی صدی عیسوی میں قباد اول بن فیروز کے زمانہ میں "مزدک" نامی تحریک وجود میں آئی "مزدک مجوسیوں کا ایک روحانی پیشوا تھا" جس نے دولت اور عورت کو مشترک قرار دیا۔ ہوس ران امراء اور عوام دونوں نے اس تحریک کو خوشی خوشی قبول کیا۔ اور خود قباد نے اس دین کی ترویج و اشاعت میں نمایاں حصہ لیا۔ یہاں تک کہ وہ تقریباً" ساری قوم عیش پرستی کے نشہ میں مخمور ہو گئی۔ (۱۱۶)

۵۳۱ء میں خسرو نوشیروان نے اس فتنہ کو بزور شمشیر دبانے کی کوشش کی۔ لیکن پوری طرح وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ (۱۱۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم حکومت کے زوال پر شاہ ولی اللہ کی بحث

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے رومیوں اور عجمیوں کے اسباب زوال پر نہایت قیمتی بحث کی ہے۔ اس کا مطالعہ اس موقع پر نہایت مفید ہے۔ (۱۱۸)

مسلم حکومت کے اسباب زوال پر بحث کرتے ہوئے شاہ صاحب نے ایک جگہ لکھا ہے۔

وغالب سبب خواب البلد ان فی ھذا الزمان شیئان احدھما تفسیقھم علی بیت المال ان یعتادوا والتکسیب بالاخذ منہ علی انھم من الغزاہ اومن العلماء الذین لھم حق فیہ او من الذین جرت عادۃ الملوک لصلتھم کالزھاد و الشعراء اوبوجہ من الوجہ التکری ویکون العمدۃ عندھم ھوالتکسب دون القیام بالمصلحتہ فیدخل قوم علی قوم فینغصون علیھم ویصیرون کلا علی المدینتہ والثانی ضرب لضرائب الثقیلتہ علی ان راع والتجار والمتحرفتہ والتشدید علیھم حتی یفضی الی احجاف المطاوعین واستصالھم والی تمنع اولی باس شدید وبغیھم

وانما تصلح المدینتہ والجبایتہ السیرۃ واقامتہ الحفظتہ بقدر الضرورۃ فلیفھم اھل الزمان لھذہٖ التکمتہ۔ (۱۱۹)

اور اس زمانہ میں ملک کی خرابی اور ویرانی کے زیادہ تر دو سبب ہیں۔ (۱) سرکاری خزانہ پر تنگی اس طرح کہ لوگوں کو یہ عادت پڑ گئی ہے کہ کسی محنت کے بغیر خزانہ سے روپیہ اس دعوٰی کے ساتھ حاصل کرتے ہیں کہ وہ سپاہی ہیں یا عالم ہیں کہ جن کا حق اس خزانہ پر ہے یا ان لوگوں میں سے ہیں جن کو بادشاہ خود انعام دیا کرتے ہیں جیسے زہد پیشہ صوفی شاعر اور دوسرے "وہ لوگ جو ملک و قوم کا کوئی کام کئے اور محنت کئے بغیر کسی نہ کسی طرح روزی حاصل کرتے ہیں۔ یہ لوگ دوسروں کے ذرائع آمدنی کو کم کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتے ہیں اور ملک و قوم پر بوجھ ہیں۔ (۲) دوسرا سبب کاشت کاروں بیوپاریوں اور پیشہ وروں پر بھاری محصول لگانا اور ان پر تحصیل وصول میں یہاں تک سختی کرنا کہ جو ہمارے مطیع اور حکم کے ماننے والے ہیں وہ تباہ ہو رہے ہیں اور جو سرکش و نادہندہ ہیں باغی بن رہے ہیں حالانکہ ملک و سلطنت کی آبادی و سرسبزی کم محصول فوج اور عہدہ داروں وغیرہ کے بقدر ضرورت تقرر پر ہے اس زمانہ کے لوگوں کو ہشیاری کے ساتھ سیاست کے اس نکتہ کو سمجھنا چاہیے۔

شاہ صاحب نے ان دو سببوں میں بہت کچھ کہہ دیا۔ تجربہ کے بعد ہی پتہ چلتا ہے کہ قومی زندگی میں یہ دونوں کب اور کیونکر پیدا ہوتے ہیں؟

شاہ صاحب کا مقصد انہیں وجوہ و اسباب کی طرف نشاندہی کرنا ہے بطور اثر اور نتیجہ کے دو باتیں بیان کر دی ہیں تاکہ غور و فکر کرنے والے ان دونوں کی گہرائی تک پہنچ کر کھوج لگا لیں۔

عیش پرستی کی ذہنیت ہوتی ہے جو زوال پذیر قوم پر مسلط ہو جاتی ہے

ایک اور موقع پر حضرت شاہ صاحب عیش پرستی کا حال بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

لم یبق منهم احد من اساوقهم ودستاقهم وغنيهم وفقيرهم الا قد استولت عليهم (۱۲۰)

عام و خاص رعایا و دہقان امیر و غریب کوئی نہیں باقی رہ گیا تھا جس پر عیش و آرام نہ مسلط ہو۔

دراصل عیش و عشرت کی ذہنیت ہوتی ہے جو زوال پذیر قوم کے افراد پر مسلط ہو جاتی ہے خواہ مال و دولت ان کے پاس ہو یا نہ ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البتہ جب مال و دولت کی فراوانی ہوتی ہے تو اس ذہنیت کے مظاہرہ کی شکل دوسری ہوتی ہے اور جب فراوانی نہیں ہوتی ہے تو اس کی دوسری شکل ہو جاتی ہے۔ لیکن اس ذہنیت کا مظاہرہ کسی نہ کسی شکل میں بہرصورت ہوتا رہتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باطل پرستی و خود فریبی

"الحق" کی جو تشریح اوپر گزر چکی ہے باطل ٹھیک اس کی نقیض ہے۔ قومی و جماعتی زندگی میں اثر کی صورت یہ ہے کہ انسان معنوی لحاظ سے دو جزو سے مرکب ہے۔ (۱) ایک وہ ہے جس کے ذریعہ حیات حیوانی کے قیام و بقا کی جدوجہد ہوتی ہے اور (۲) دوسرا وہ ہے جس کے ذریعہ حیات انسانی (انسانیت) کے نشوونما کی جدوجہد ہوتی ہے۔

دوسرے جزو کا ماحصل حق اور حقیقت کا ادراک اور عملی زندگی میں اسے بروئے کار لانا ہے۔

باطل پرستی و خود فریبی سے بصیرت نفس ختم ہو جاتی ہے

(۱) قوم جب باطل پرست رہتی ہے تو زیادہ تر اس کا اثر اسی دوسرے جز پر پڑتا ہے جس کی بنا پر بصیرت نفس ختم ہو جاتی ہے۔ (بصیرت نفس' ادراک کی اس استعداد کا نام ہے جو حق پرستی کے نتیجہ میں انسان کو حاصل ہوتی ہے اور تعقل کے متعارف ذرائع سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے اتقاء کشف و الہام وغیرہ اسی ذریعہ ادراک سے متعلق ہے)۔ صحیح ذوق و وجدان نہیں باقی رہتا ہے چنانچہ نہ حق کا صحیح ادراک ہو پاتا ہے اور نہ ہی اس کے بروئے کار لانے کی کوشش ہوتی ہے اس میں شک نہیں کہ ایسی حالت میں بھی غور و فکر کرنے والے لوگ موجود رہتے ہیں لیکن ان کا زیادہ تر تعلق یا تو حیات حیوانی سے رہ جاتا ہے اور یا یہ کہ حیات انسانی سے متعلق ان کی کوششیں بار آور نہیں ہوتی ہیں۔

قرآن حکیم نے قوم کی اسی حالت کو "ختم اور طبع (مہر کرنا) وغیرہ الفاظ سے ذکر کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بل طبع اللہ علی قلوبہم فلا یومنون الا قلیلا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۵ ۴ ر ۴
بلکہ اللہ تعالٰی نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے اسی لئے چند لوگوں کے سوا سب ایمان سے محروم ہیں۔

نفوس میں انجماد ہو جاتا ہے

(۲) نفوس میں ایک خاص قسم کا انجماد پیدا ہو جاتا ہے سب کچھ دیکھنے اور سننے کے باوجود نہ اسکا اثر لیا جاتا ہے اور نہ ہی حالت میں کوئی تبدیلی ہوتی ہے۔

افلم یسیرو فی الارض فتکون لہم قلوب یعقلون بہا آذان یسمعون بہا فانہا لا تعمی الابصار ولا کن تعمی القلوب التی فی الصدور۔ ۶ ۴ ر ۲ ۔ لہم قلوب لا یفقہون بہا ولہم اعین لا یبصرون بہا ولہم اذان لا یسمعون بہا۔ ۹ ۷ ۱ ر ۷

کیا یہ لوگ ملکوں میں چلے پھرے نہیں کہ عبرت حاصل کرتے ان کے پاس دل ہوتے اور سمجھتے بوجھتے کان ہوتے اور اس کے ذریعے سنتے ہوتے اصل یہ ہے کہ ان لوگوں کی آنکھیں اندھی نہیں ہیں دل کے اندھے ہیں۔ جو سینوں میں ان کے پاس دل ہیں لیکن سمجھتے نہیں ہیں کان ہیں مگر سنتے نہیں ہیں۔

اصل یہ ہے کہ حیات اجتماعی کا مایہء خمیر ہی افراد کی تعلیم پذیری و اثر پذیری ہے جب تک افراد میں ایسی لچک موجود رہتی ہے۔ کہ موثرات خارجی کو جذب اور ہضم کر سکتے ہیں اسی وقت تک جماعتی زندگی اور اس کے خدوخال باقی رہتے ہیں، اور جب اندرونی زندگی میں انجماد پیدا ہو جاتا ہے اور خارج کی کوئی شے انہیں متاثر نہیں کر سکتی ہے تو جماعتی نظم و نسق درہم برہم ہو جاتا ہے اور پھر ارتقاء کی ضمانتیں ضبط ہو جاتی ہیں۔

اس بارے میں پروفیسر "جمیس" نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"انسان اصولاً" بس ایک تقلید کرنے والا حیوان ہے اس کی ساری تعلیم پذیری بلکہ ساری تمدنی ترقی کا دارومدار انسان کی اسی خصوصیت پر ہے۔ (۱۲۱)

ممکن ہے اس میں کسی قدر مبالغہ ہو لیکن بہت حد تک اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔

قوم بحیثیت مجموعی عجائب پرست بن جاتی ہے

(۳) قوم بحیثیت مجموعی عجائب پرست بن جاتی ہے جہاں ذرا سی کوئی بات عجیب معلوم ہوئی بس اسی کی معتقد بن گئی اور اسی کے پیچھے چل پڑی۔

ایسی حالتمیں نہ سچے رہنماؤں کی قدر باقی رہتی ہے اور نہ حقیقی اعمال و افعال کی' بلکہ اس کا کام ہر شعبدہ باز سامری صفت کے ہاتھوں کھیلنا اور خود فریبی میں مبتلا ہو کر ہر حق پرست کو مطعون کرنا رہ جاتا ہے قرآن حکیم یہودی قوم کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے۔

فاخرج لهم عجلا جسداله خوار فقالوهذاالهكم واله موسى‌فنسى- ۲۰/۸۸

سامری ان کے لئے ایک بچھڑا نکال کر لایا محض ایک بے جان دھڑ جس سے گائے کی سی آواز نکلتی تھی لوگ یہ دیکھ کر بول اٹھے یہ ہے ہمارا معبود اور موسیٰ کا معبود مگر وہ بھول میں پڑ گیا۔

جرائم کو سمجھنے والے لوگ نہیں رہ جاتے ہیں

(۴) علم و ہنر ایجادات و انکشافات کے باوجود سوسائٹی کے جرائم سمجھنے والے لوگ نہیں رہ جاتے ہیں اور جو رہتے بھی ہیں ان کی آواز کالعدم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن جاتی ہے۔ اس طرح رفتہ رفتہ قوم کی سیرت بالکلیہ مسخ ہو جاتی ہے اور وہ جرائم پیشہ بن جاتی ہے۔

من قبل ان نطمس وجوها فنردها على ادبارها او نلعنهم كما لعنا اصحب السبت و كان امر الله مفعولا" ...... ۴/۵۱ ...

(ایمان لاؤ) اس سے پہلے کہ ہم لوگوں کے چہرے مسخ کر کے ان کے پیٹھ کے پیچھے کر دیں یا ایسا ہو کہ جس طرح اصحاب سبت پر ہماری پھٹکار پڑی تھی اس طرح ان پر بھی پڑے یاد رکھو اللہ نے جو کچھ فیصلہ کر دیا ہے وہ ہو کر رہے گا۔

(۵) ایسی حالت میں بھی ان کی عقل مندی و ہوشیاری کا اعتراف قرآن حکیم کی اس آیت میں ہے۔

وعادا" وثمودا" وقد تبين لكم من المساكنهم وزين لهم الشيطن اعمالهم فصدهم عن سبيل و كانو مستبصرين۔ ۲۹/۲۸

اور ہم نے قوم عاد و ثمود کو ہلاک کیا جن کے مکانات کے آثار تمہارے سامنے ہیں۔ شیطان نے ان کے اعمال کو مزین کر دکھایا تھا حالانکہ وہ لوگ ہوشیار و عقلمند تھے۔

بدعات اور جراثیم تمدن کو شیطان بقاء ارتقاء کا سبب بنا کر پیش کرتا ہے

آیت میں زین لهم الشيطن اعمالهم ہے (شیطان نے ان کے کاموں کو مزین کو دکھلایا ہے) خود فریبی میں مبتلا ہونے کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ مروجہ بدعات اور جراثیم تمدن کو شیطان ان کی نظروں میں بقا اور ارتقاء کا سبب بنا کر پیش کرتا ہے۔ جس کی بنا پر ان چیزوں سے نہ بچنے کی نوبت آتی ہے اور نہ ضرورت ہی پیش آتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے ثباتی و خود غرضی

زوال کا چوتھا اہم سبب بے ثباتی و خود غرضی ہے۔

نفسیاتی لحاظ سے زندگی میں جب صبر کے جذبات کمزور پڑتے ہیں تو مذکورہ قسم کے جذبات ابھر آتے ہیں جن سے ایک طرف تو وہ اخلاق تباہ ہوتے ہیں جو بقا کے لئے ضروری ہیں مثلاً" عدل' ہمدردی' فیاضی' ایثار و قربانی وغیرہ

اور دوسری طرف ان اوصاف پر زد پڑتی ہے جو ارتقاء کے لئے لازمی ہیں مثلاً ہمت' قوت ارادی' عملی قابلیت' اقدام عمل' شوق تحقیقات' قوت استنباط' جدت طبع وغیرہ

قوم جب گراوٹ کی اس منزل پر پہنچتی ہے تو خواہش کا نام ارادہ پڑ جاتا ہے انسانی ضمیر سپر ڈالتا ہے اور موروثی اخلاق و اوصاف تک محفوظ نہیں رہ پاتے ہیں قرآن حکیم کی روشنی میں چند اثرات یہ ہیں۔

قوم شکوہ سنجی میں مبتلا ہو جاتی ہے اور قسمت کا ماتم کرنے لگتی ہے

(ا) قوم کے افراد عزم و مقاصد کی راہ میں مصائب و مشکلات جھیلنے کے بجائے شکوہ سنجی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ جب ہمت و جواں مردی کے جوہر دکھلانے کا وقت آتا ہے تو کوسنا اور قسمت کا ماتم کرنا شروع کر دیتے ہیں اور اس راہ کی معمولی تکلیف بھی ان کے لئے پہاڑ بن جاتی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے جب یہودیوں کو صبر و ثبات کی تعلیم دی تو انہوں نے یہ جواب دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوذینا من قبل ان تاتینا ومن بعد ما جئتنا۔ ۱۲۸ / ۷
تمہارے آنے سے پہلے بھی ہم ستائے گئے اور آنے کے بعد بھی ہم ستائے جا رہے ہیں۔

(۲) ذہنی طوائف الملوکی کی وبا عام ہو جاتی ہے تو قوموں میں انتشار اور رایوں پر اغراض کا قبضہ ہو جاتا ہے۔

تحسبھم جمیعا وقلوبھم شتی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۴ / ۵۹
تو ان کو متفق سمجھتا ہے حالانکہ ان کے دل متفرق ہیں۔

(۳) مرغوبات و مفادات میں الجھ کر ہجرت' جہاد اور نصرت (جو قیام و بقاء کے لئے ضروری ہیں) سے روگردانی کی جاتی ہے اور طرح طرح کار برآری کی کوشش ہوتی ہے۔

قالو لونعلم قتالا لاتبعنکم۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۶۱ / ۳
وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم قتال مناسب جانتے تو ضرور تمہارے ساتھ ہوتے۔
حالانکہ ان کی اندرونی کیفیت یہ ہوتی ہے۔

ھم للکفر یومئذ اقرب منھم للایمان یقولون بافواھم مالیس فی قلوبھم۔ ۔ ۔ ۔ ۱۶۱ / ۳
وہ لوگ ایمان کے مقابلہ میں کفر سے زیادہ نزدیک تھے زبان سے ایسی بات کہتے ہیں جو حقیقۃً ان کے دل میں نہیں ہے۔

قومی کام کا ولولہ نہیں باقی رہتا ہے

(۴) ضبط نفس باقی نہیں رہتا ہے۔ نظم و اطاعت اور استقامت کی روح ختم ہو جاتی ہے۔ کام کے ولولے نہیں پیدا ہوتے ہیں اور اگر کچھ کام شروع بھی کیا تو ثابت قدمی سے محروم رہتے ہیں۔
چنانچہ نہر کے پانی کے سلسلہ میں جب یہودیوں کی آزمائش کی گئی تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے انتہائی بے صبری کا مظاہرہ کیا۔

فشربوا منہ الا قلیلا" منہم ..... ۲۵۰ / ۲

ایک قلیل تعداد کے سوا سب نے پانی پی لیا۔

جب قوم کے افراد ایک گھڑی کی پیاس بھی ضبط نہ کر سکیں تو زندگی کی کشمکش سے عبور کرنے کی کیسے توقع رکھی جا سکتی ہے۔

قوم کے جوان و نوجوان بھی تباہی کا شکار ہو جاتے ہیں

ایسی حالت میں قوم کے جوانوں اور نوجوانوں کے دلوں میں بھی یاس و حرمان کی تخم پاشی ہو جاتی ہے ان کی قوت ارادی مفقود ہو جاتی ہے۔ اور وقتی و ذاتی فائدے کے غلام بن جاتے ہیں۔

یہ واقعہ ہے کہ اصلی سرمایہ قوم کے جوان اور نوجوان ہی ہوتے ہیں یہی زندگی بخش تصورات قبول کرتے ہیں اور انہی کے ہاتھوں انقلاب آتا ہے۔ بوڑھوں میں چونکہ قوت مدافعت اور قوت اقدام کی کمی ہوتی ہے۔ نیز شعوری و غیر شعوری طور پر ان پر ماحول کا کافی اثر ہوتا ہے۔ اس لئے انقلابی تصور ان کے دماغ میں پیدا ہی نہیں ہوتا ہے اور اگر ہوتا ہے بھی تو اس کو بروئے کار لانے کی ہمت و سکت نہیں باقی رہتی ہے۔

قرآن حکیم سے بھی ایک جزئی واقعہ میں اس کا ثبوت ملتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں ہے۔

فما امن لموسی الا ذریۃ من قومہ .... ۸۲ / ۱۰

موسیٰ پر کوئی ایمان نہیں لایا مگر صرف ایک گروہ جو قوم کے نوجوانوں کا گروہ تھا۔

جب کسی قوم کا یہ طبقہ ذہنی و فکری اور عملی لحاظ سے تباہ ہو جائے تو پھر اس قوم کے ابھرنے کی امیدیں ختم ہو جاتی ہیں اور دن بدن ذلت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پستی کے غار میں گرتی چلی جاتی ہیں۔

جوانی اور بڑھاپے کی ایک نئی تقسیم!

یہاں ایک یہ شبہ ہوتا ہے کہ بسااوقات عزم و حوصلہ میں جوان بوڑھے نظر آتے ہیں اور بوڑھے جوان بن جاتے ہیں۔ اس بنا پر قیام و بقا کی جدوجہد صرف جوانوں تک محدود کرنا صحیح نہیں ہے۔

میرے خیال میں قیام و بقاء کی جدوجہد کے سلسلہ میں عمر کی جوانی اور بڑھاپے کے بجائے تین دوروں میں تقسیم کرنا زیادہ مناسب ہے۔

(۱)وہ دور جس میں خود کی زندگی نمایاں مقام رکھتی ہے۔

(۲)وہ جس میں دوسروں کی زندگی کا غلبہ ہو جاتا ہے۔

(۳)وہ جس میں خود دوسروں کے لئے بار بنتا ہے۔

یہ تقسیم سن اور سال پر منحصر نہیں ہے۔ بلکہ اندرونی جذبات اور ذہنیت پر اس کا دارومدار ہے ہو سکتا ہے کہ ایک شخص عمر کے لحاظ سے بڑھاپے کی سرحد میں داخل ہو لیکن ذہنی اور جذبات زندگی کے لحاظ سے وہ دور اول کے قابل ہو اسی طرح ممکن ہے ذہنیت اور جذبات کے لحاظ سے دوسرے اور تیسرے دور کے لائق ہو لیکن عمر کے لحاظ سے ابھی وہ جوان بلکہ نوجوان ہو۔

اس تقسیم کے لحاظ سے انسان صرف پہلے دور میں انقلابی جدوجہد کے لئے موزوں ہوتا ہے اور جوان کہلاتا ہے خواہ اس کی عمر کچھ ہو جہاں اس نے دوسرے دور میں قدم رکھا بس وہ الجھ کر رہ جاتا ہے اور ایثار و قربانی کے کام اس سے نہیں ہو پاتے ہیں۔ اس بنا پر بڑھاپے میں داخل شمار ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی تائید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیث سے بھی کسی قدر ہوتی ہے۔

ان الولد منجبنۃ (۲۲)

اولاد بخل اور بزدلی کا سبب ہیں۔

ماہرین نفسیات کے ایک شبہ کا جواب

مذکورہ توجیہہ میں انسان کے خود غرضانہ جذبات زیادہ آسانی کے ساتھ قربان کرنے کو ترجیح دی گئی ہے حالانکہ ماہرین نفسیات کے نزدیک سب سے زیادہ قوی وہ جذبات ہیں جن سے انسان کی حیات شخصی وابستہ ہے پھر ان جذبات و خواہشات کا نمبر آتا ہے جن پر اس کی اولاد کا وجود اور ان کی زندگی منحصر ہے پھر تیسرے نمبر پر وہ احساسات ہیں جن پر انسان کی حیات عمرانی مشروط ہے۔ اس بنا پر سب سے زیادہ قومی خود غرضانہ جذبات ہیں اور ان کا قربان کرنا سب سے زیادہ مشکل ہے۔ لیکن نفسیاتی اور جذباتی زندگی کی یہ تقسیم دراصل انسان کے انفرادی طبعی تقاضہ اور ڈراروِن کے فلسفہء ارتقاء کی بنیاد پر ہے۔ اور مذکورہ تقسیم کی بنیاد انسان کی اجتماعی اور تمدنی زندگی کی ہے یہ واقعہ ہے کہ جب انسانی اجتماعی اور تمدنی زندگی میں قدم رکھتا ہے۔ تو احساسات و جذبات کی مذکورہ ترتیب میں یکسر تبدیلی ہو جاتی ہے۔ اور انسان خود پر دوسروں کو ترجیح دینے لگتا ہے۔ حتی کہ دوسرے کی خاطر اپنے کو وقف بھی کر دیتا ہے۔

یا یہ کہیں کہ نفسین کی تقسیم حیوانی تقاضا پورا کرنے کے سلسلہ میں ہے اس مرحلہ میں انسان ذاتی خواہشات و جذبات ہی کو غالب رکھتا ہے مثلاً بھوک کی حالت میں کبھی اولاد تک کو مار ڈالتا جاتا ہے یا فروخت کر دیتا ہے وغیرہ اور مذکورہ بالا تقسیم اونٹ تقاضے کے سلسلہ کی ہے جس

www.KitaboSunnat.com

قدر انسانی تقاضوں کو فروغ حاصل ہوتا ہے اسی قدر دوسروں کی ترجیح کا سوال سامنا آتا ہے۔ اور انسانیت کو نشونما حاصل ہوتی ہے۔

تمت بالخیر والعافیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

۱ احکام القرآن ج ۱ ص ۳۲۳ تفسیر مظہری ج ۱ ص ۵۰

۲ تفسیر مظہری ص ۵۱

۳ تفسیر عزیزی سورۃ بقرہ ص ۲۲۸

۴ مجمع البحار ج ۳ ص ۸۵

۵ فیض الباری ج ۱

۶ کیمیائے سعادت عنوان اول

۷ بیضاوی ص ۹۶

حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ ص ۱۳۳

۹ فیض الباری ۱۲ کتاب الجنائز ص ۴۸۴

۱۰ پستانوری کا فلسفہ تمدن و تعلیم

۱۱ شاہ ولی اللہ کا فلسفہ تعلیم

۱۲ ترجمہ شاہ عبدالقادر صاحب

۱۳ المنجد

۱۴ لغات القرآن

۱۵ ترجمان القرآن ج ۲ ص ۲۷۰

۱۶ احکام القرآن ج ۳ ص ۲۵۵

۱۷ منازل السائرین ج ۲ ص ۲۰۷

۱۸ بیضاوی ص ۷۹

۱۹ البحر المحیط ج ۶ ص ۶۸ از لغات القرآن

۲۰ حوالا بالا

۲۱ حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ ص ۲۰-۲۲

۲۲ مسلم و مشکواۃ کتاب العلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۳ کنزالعمال

۲۴ ترمزی و مشکواۃ

۲۵ ترمزی و مشکواہ

۲۶ انقلاب الامم ص ۱۳

۲۷ ترمزی و ابوداؤد

۲۸ بخاری و مسلم

۲۹ مقدمہ ابن خلدون المقدمہ الخامسہ

۳۰ انقلاب الامم ص ۱۳۔ ۳۸

۳۱ ابن خلدون از ڈاکٹر طٰہٰ

۳۲ فلسفہ تمدن و تعلیم

۳۳ مشکوۃ

۳۴ کشف الظنون و اخلاق ضلالی

۳۵ تفسیر عرائس البیان۔ ج ۲ ص ۳۲

۳۶ تفسیر ابن عربی ج ۲ ص ۳۶

۳۷ فلسفہ جذبات ص ۴۶

۳۸ لسان العرب ج ۱۵ از سیرۃ النبی ج ۴

۳۹ تفسیر خازن ص ۸۶ مظہری ص ۴۷

۴۰ عرائس البیان فی حقائق القرآن

۴۱ تہذیب الاخلاق ص ۸

۴۲ مفردات القرآن

۴۳ تفسیر خازن ج ۳

۴۴ ایضاً

۴۵ تفسیر کبیر ص ۲۸

۴۶ بخاری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۷ مقالہ ء افادیت ص ۱۶ تا ۴۹ از جان اسٹوارٹ مل

۴۸ روح الاجتماع ص ۱۳۸

۴۹ اسلام کا زرعی نظام ص ۸۲

۵۰ جلالین ص ۵۰

۵۱ مسلم ج ۱ ص ۴۲۹

۵۲ مقدمہ ابن خلدون حصہ اول و دوم

۵۳ انقلاب الامم ص ۹، ۵۳، ۵۴ وغیرہ

۵۴ احیاء العلوم ج ۳ ص ۴۸

۵۵ حجتہ اللہ ج ۱ ص ۹۸

۵۶ تاریخ اخلاق ص ۳۳

۵۷ ایضاً

۵۸ اخلاقیات حصہ دوم ص ۴۳۲

۵۹ روح الاجتماع ص ۱۷۷ فلسفہ اجتماع ص ۲۰۲

۶۰ نسائی و ابوداؤد

۶۱ ایضاً

۶۲ مفردات امام راغب اصفہانی

۶۳ تاریخ عرب ص ۱۰۷

۶۴ معاشرتی نفسیات ص ۲۲۸

۶۵ نظام حال از موسیو ٹائن

۶۶ انقلاب یورپ کی تاریخ

۶۷ از فلسفہ اجتماع

۶۸ مشکوٰۃ

۶۹ مدارک ص ۱۲۷

۷۰ بیضاوی ص ۴۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۱ بیضاوی ص ۲۹

۷۲ تفسیر پارہ عم والعصر ص ۱۵۵

۷۳ احکام القرآن ج ۳ ص ۴۱

۷۴ جمع الجوامع لسیوطی مقالات شبلی ج ۱

۷۵ احکام القرآن ج ۱ ص ۳۰

۷۶ تفسیر بیضاوی ص ۵۹

۷۷ حجتہ اللہ البالغہ باب الارتفاقات

۷۸ سیاسیات ا لیہ ص ۲۲۱

۷۹ تمدن عرب ص ۲۳

۸۰ معاہدہ عمرانی ص ۲۳۸

۸۱ انفاس رحیمیہ

۸۲ تفسیر عزیزی

۸۳ بیضاوی

۸۴ المنجد

۸۵ فلسفہ جذبات ص ۱۱۲ و روح الاجتماع

۸۶ مقدمہ پستانوری کا فلسفہ تمدن و تعلیم

۸۷ معاشرتی نفسیات ص ۸۵

۸۸ پستانوری کا فلسفہ ص ۱۸۵

۸۹ فلسفہ جذبات ص ۱۲

۹۰ روح الاجتماع ص ۱۱۹

۹۱ روح المعانی ص ۱۹۱ حاشیہ تفسیر بیضاوی ص ۵۳

۹۲ مفردات القران

۹۳ بیضاوی ص ۵۳

۹۴ مدارک سورۃ العصر مظہری ص ۴۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٩٥ تفسیر مدارک

٩٦ بیضاوی ص ۵۳

٩٧ روح المعانی ج ۱ ص ۱۹۱

٩٨ فوائد الاصول از تفسیر عزیزی

٩٩ مصنف ابن ابی شیبہ

١٠٠ مدارک سورۃ العصر

١٠١ احکام القرآن ج ۱ ص ۳۶

١٠٢ تفسیر عزیزی

١٠٣ انقلاب الامم ص ۱۴۰

١٠٤ الفوز الکبیر ص ۱۰

١٠٥ مسلم وغیرہ

١٠٦ بخاری

١٠٧ حاشیہ مشکوۃ ص ۱۸

١٠٨ انقلاب الامم ص ۱۴۷

١٠٩ انقلاب فرانس

١١٠ تاریخ اخلاق یورپ ص ۱۰۱

١١١ ابوداؤد و بیہقی فی دلائل النبوۃ از مشکوٰۃ ج ۲ ص ۱۶۴

١١٢ تمدن ہند ص ۱۸۲ از ڈاکٹر لیبان

١١٣ تاریخ اخلاق یورپ ص ۱۴

١١٤ تاریخ روما ج ۱ و ۲

١١٥ سیرۃ النبی ج ۴ ص ۲۲۶

١١٦ تاریخ ایران ج ۱

١١٧ الملل و النحل ج ۱ ص ۶۶

١١٨ حجتہ اللہ باب اقامۃ الارتفاقات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

١١٩ حجتہ اللہ باب سیاست المدنیہ

١٢٠ حجتہ اللہ باب سیاست المدنیہ

١٢١ فلسفہ اجتماع ص ٣٦

١٢٢ شرح السنہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرا عقیدہ

امام انقلاب حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ

○

امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ

(زیر طبع)

ایک عمدہ اور نایاب کتاب جس کے حصہ اول میں حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اپنا عقیدہ بیان فرمایا ہے اور حصہ دوم میں مولانا ابوالکلام آزادؒ نے اپنے اور وارد ہونے والے بہت سے اعتراضات کا جواب دیا ہے۔

پبلشرز اینڈ بک سیلرز

مکی دارالکتب سرور مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصنف کی دیگر اہم قابل مطالعہ کتب

- احکام شرعیہ میں حالات و زمانہ کی رعایت
- اسلام اور دورِ جدید کے مسائل
- لامذہبی دور کا تاریخی پس منظر
- فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر
- اسلام کا زرعی نظام
- حدیث کا درایتی معیار
- اجتہاد

مکی دارالکتب

سرور مارکیٹ، چوک اردو بازار لاہور

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اِس کتاب میں
قوموں کے عروج وزوال کے اسباب
قائدین کے اوصاف وخصائل اور بہت سے
نفسیاتی عمرانی اور اجتماعی مسائل پر وحیٔ الٰہی
اور علم و تحقیق کی روشنی میں بصیرت افروز
اور محققانہ کلام
کیا گیا ہے۔

320
509
19058-EU-64

مکی دارالکتب ○ سرور مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور